ماہنامہ
اخبار احمدیہ
جرمنی
جون 2019ء
جلد نمبر 20
شمارہ نمبر 6

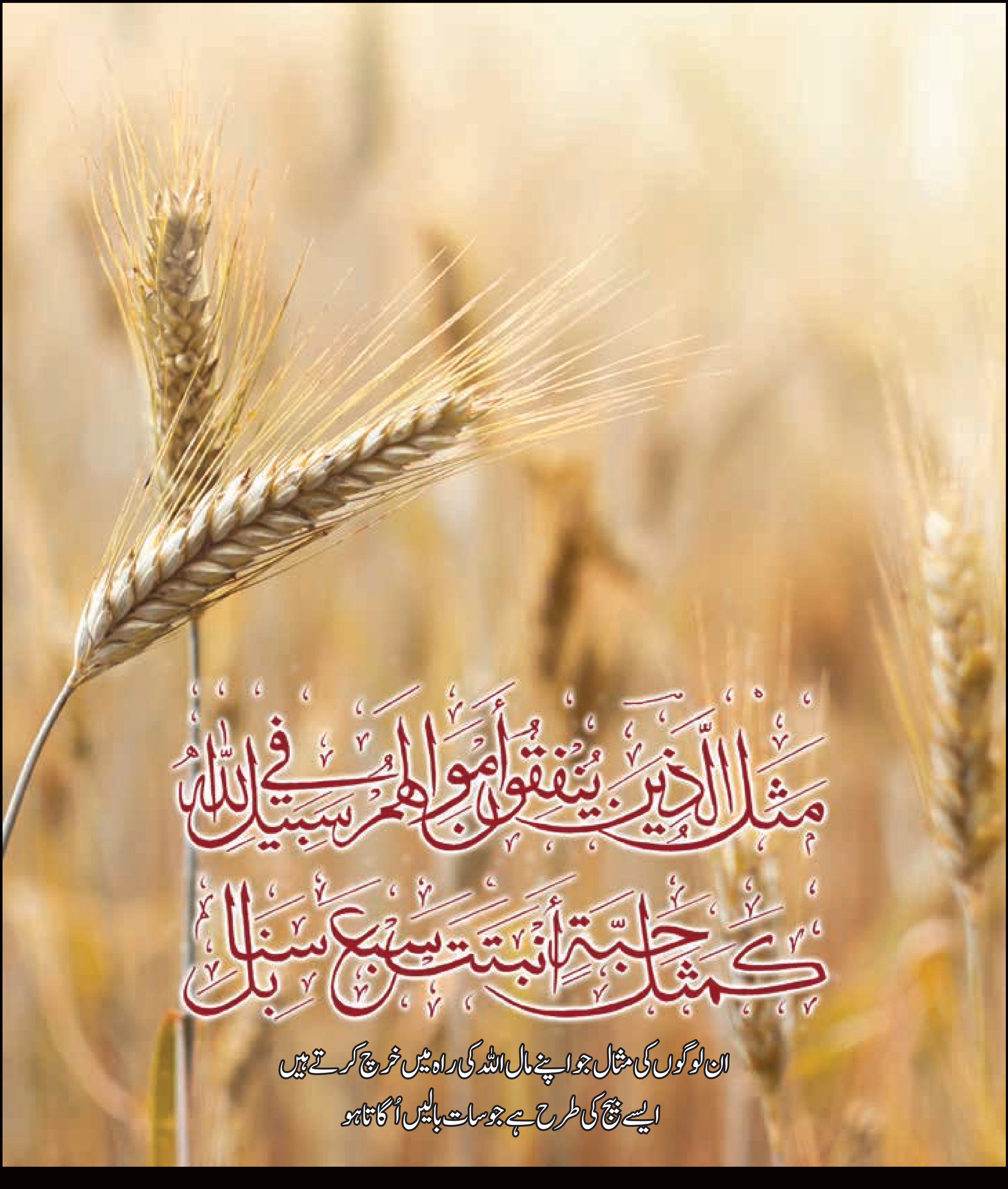

عید کیسے منائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

آج اگر آپ عید منانا چاہتے ہیں تو اپنی عبادتوں میں لذت ڈھونڈیں اور اللہ تعالیٰ سے پہلے سے بڑھ کر تعلق مانگیں اور اس سے تعلق پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ زیادہ جھکیں اس کے حضور، پہلے سے بڑھ کر نمازیں پڑھیں پھر دیکھیں کہ آپ کی عید کس شان کی عید ہوتی ہے۔ دنیا کی کسی اور قوم کو ایسی عید نصیب نہیں ہوگی جیسا کہ احمدی مسلمان عید منا رہا ہوگا۔

دوسرا پہلو عید کا خدمت خلق ہے۔ غریب کے دکھ میں شریک ہونا اس کا دکھ بانٹنا، اپنا سکھ اس کے ساتھ تقسیم کرنا۔ رمضان سے پہلے میں نے تو آپ کو بڑی تفصیل سے یہ سمجھایا تھا کہ رمضان میں ایک بڑا گہرا سبق پایا جاتا ہے اور روزہ کے اندر حکمتوں کے علاوہ یہ ایک بڑی گہری حکمت ہے کہ امراء بھی غریبوں کے دکھ کو سمجھنے کے اہل ہو سکیں۔ ان تلخیوں میں سے گزر سکیں جن تلخیوں میں سے بعض غرباء ہمیشہ گزرتے ہیں اور وہ پھر ایک طرف تو خدا کا شکر کریں کہ یہ ایک مہینہ جو ہم نے گزارہ ہے ہمارے بعض بھائی ایسے ہیں جن کے بارہ مہینے اسی طرح گزرتے ہیں اور پھر اس شکر کے ساتھ ان کے بارہ مہینے دکھ کے آسان کرنے کی کوشش کریں۔ یہ وہ دوسرا سبق ہے جو رمضان شریف نے ہمیں عطا کیا۔.....

آج عید کے بعد بعض ضروری امور سے فارغ ہو کر اگر وہ لوگ جن کو خدا نے نسبتاً زیادہ دولت عطا فرمائی ہے زیادہ تموّل کی زندگی عطا فرمائی ہے وہ کچھ تحائف لے کر غریب بچوں کے لئے۔ کچھ مٹھائیاں زائد لے کر جو ان کا پیٹ خراب کرنے کے لئے مقدر تھیں وہ غریب کا پیٹ بھرنے کے لئے لے جائیں ساتھ، وہ زائد پھل جس نے ان کو ہیضہ لگا دینا تھا۔ وہ غریب کی سارے سال کی ضرورت پورا کرنے کے لئے ایک تو ایسا ہو کہ اس کو بھی کچھ نصیب ہو۔ وہ پھل کچھ پکڑیں۔ کچھ مٹھائیاں گھر سے اٹھائیں، کچھ بچوں کے لئے جو ٹافیاں یا چاکلیٹ آپ نے رکھے ہوئے تھے بچوں سے کہو آؤ۔ ہم ایک اور قسم کی عید بھی آج مناتے ہیں۔ ہمارے ساتھ چلو تو ہم بعض غریبوں کے گھر آج دستک دیں گے۔ ان کو عید مبارک دیں گے ان کے حالات دیکھیں گے اور ان کے ساتھ اپنے سکھ بانٹیں گے۔

(خطباتِ عیدین۔ خطبہ عید الفطر 12/ جولائی 1983ء صفحہ 16-19)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اداریہ

میں اک غریب تھا مجھے بے انتہا دیا

1956ء میں جماعت احمدیہ کے ایک شدید معاند اخبار ''المنیر لائلپور'' (جس کا نام بعد میں ''المنبر'' رکھ دیا گیا) نے جماعت احمدیہ کے عالمی بجٹ کے بارے میں درج ذیل نوٹ شائع کیا۔

''ہمارے بعض واجب الاحترام بزرگوں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں سے قادیانیت کا مقابلہ کیا لیکن یہ حقیقت سب کے سامنے ہے کہ قادیانی جماعت پہلے سے زیادہ مستحکم اور وسیع ہوتی گئی۔ مرزا صاحب کے بالمقابل جن لوگوں نے کام کیا ان میں سے اکثر تقویٰ، تعلق باللہ، دیانت، خلوص، حلم اور اثر کے اعتبار سے پہاڑوں جیسی شخصیتیں رکھتے تھے۔ سید نذیر حسین صاحب دہلوی، مولانا انور شاہ صاحب دیوبندی، مولانا قاضی سید سلیمان منصور پوری، مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی، مولانا عبد الجبار غزنوی، مولانا ثناء اللہ امرتسری اور دوسرے اکابر رحمھم اللہ و غفر لھم کے بارے میں ہمارا احسن ظن یہی ہے کہ یہ بزرگ قادیانیت کی مخالفت میں مخلص تھے اور ان کا اثر و رسوخ بھی اتنا زیادہ تھا کہ مسلمانوں میں بہت کم ایسے اشخاص ہوئے ہیں جو ان کے ہم پایہ ہوں۔ اگرچہ یہ الفاظ سننے اور پڑھنے والوں کے لئے تکلیف دہ ہوں گے اور قادیانی اخبارات و رسائل بھی چند دن اپنی تائید میں پیش کر کے خوش ہوتے رہیں گے لیکن ہم اس کے باوجود اس تلخ نوائی پر مجبور ہیں کہ ان اکابر کی تمام کاوشوں کے باوجود قادیانی جماعت میں اضافہ ہوا ہے۔ متحدہ ہندوستان میں قادیانی بڑھتے رہے۔ تقسیم کے بعد اس گروہ نے پاکستان میں نہ صرف پاؤں جمائے بلکہ جہاں ان کی تعداد میں اضافہ ہوا وہاں ان کے کام کا یہ حال ہے کہ ایک طرف تو روس اور امریکہ سے سرکاری سطح پر آنے والے سائنسدان ربوہ آتے ہیں (گزشتہ ہفتہ روس اور امریکہ کے دو سائنسدان ربوہ وارد ہوئے) اور دوسری جانب 1953ء کے عظیم تر ہنگامہ کے باوجود قادیانی جماعت اس کوشش میں ہے کہ اس کا 57-1956ء کا بجٹ پچیس لاکھ روپیہ کا ہو۔'' (المنیر 23 فروری 1956ء)

یہ 57-1956ء کے جس بجٹ کی بات ہو رہی ہے وہ جماعت احمدیہ کا عالمی بجٹ تھا جس کے بارے میں اس مخالف اخبار نے لکھا کہ 25 لاکھ کا بجٹ پیش کیا گیا ہے اور ساتھ ہی اگلے پچھلے بڑے بڑے علماء کی تمام کوششوں کی ناکامی کا اعتراف بھی کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب تو دنیا کے ملکوں میں پھیلی ہوئی ہماری چھوٹی سے چھوٹی جماعت کا بجٹ بھی لاکھوں کروڑوں بلکہ اربوں میں ہے۔ جماعت احمدیہ جرمنی کا سب سے پرانا بجٹ جو ہمارے پاس ریکارڈ میں ہے وہ 58-1957ء کا بجٹ ہے۔ اس میں جرمنی جماعت کی آمد 222 پاؤنڈ لکھی ہوئی ہے جو پاکستانی دو ہزار نو سو چھپن (2956) روپے بنتے تھے اور اس بجٹ میں جماعت احمدیہ جرمنی کا کل خرچ ایک ہزار نوے (1090) پاؤنڈ درج ہے جو پاکستانی سترہ ہزار تین سو بتیس (17332) روپے بنتے تھے۔ آمد نکال کر باقی کا خرچ جماعت احمدیہ جرمنی کو مرکز سے ملا کرتا تھا۔ اس دوران ایک وقت ایسا بھی آیا کہ جماعت احمدیہ جرمنی کو مرکز کی طرف سے خط موصول ہوا کہ مرکز اب زیادہ بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔ (خط وکیل المال ثانی زیر نمبری 1576/20.04.1969) پھر جماعت جرمنی کا بجٹ بڑھنا شروع ہوا۔ 1974ء کے بعد تو بہت بہتر ہو گیا مگر 1984ء کے مخالفانہ دور کے بعد تو موازنے والی بات ہی نہ رہی اور اب تو ایک دانے سے سات سو دانے والی قرآنی مثال اس پر صادق آتی ہے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر وَ اللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنۡ یَّشَآءُ (البقرہ: 262) والا معاملہ ہے۔ اس سال 20-2019ء جماعت احمدیہ جرمنی کا بجٹ 30 ملین یورو ہے جو پاکستانی روپوں میں کئی ارب بنتا ہے۔ یہ تو صرف جماعت جرمنی کی بات ہے۔ کس کس ملک یا کس کس جماعت کا ذکر کریں، کتنے مضمون لکھیں، کتنے شمارے نکالیں۔ وَ اِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَتَ اللّٰہِ لَا تُحۡصُوۡھَا یعنی اگر تم اللہ کی نعمتیں گنو تو کبھی ان کا شمار نہ کر سکو گے۔

اب رسالہ المنیر لائلپور کے مدیر زندہ ہوتے اور ترقی کے یہ مناظر دیکھتے تو کیا لکھتے! کیونکہ جماعت احمدیہ عالمگیر تو ایک طرف، اس کی چھوٹی سی شاخ کا بجٹ ہی اربوں تک پہنچ چکا ہے۔ احمدیت کا برگزیدہ شجر اس تیزی سے بڑھ رہا ہے اور اسقدر پھل پھول لا رہا ہے کہ اب تو مخالفین بھی مانتے ہیں کہ اس کو روکنا اور کاٹنا کسی کے بس کی بات نہیں رہی۔

اگر تیرا بھی کچھ دیں ہے، بدل دے جو میں کہتا ہوں   کہ عزّت مجھ کو اور تجھ پر ملامت آنے والی ہے

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اخبار احمدیہ

جون 2019ء | جلد نمبر 20 | شمارہ نمبر 6

مجلس ادارت

سرپرست

محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب

امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ

محمد الیاس منیر

مدیران

محمد انیس دیالگڑھی۔شمس الحق انور

معاونین

سلطان احمد قمر۔عرفان احمد خان۔سید سعادت احمد

پروف ریڈنگ

عبدالرحمن مبشر۔سید افتخار احمد

ٹائٹل و ڈیزائنگ

مرزا لطف القدوس

کمپوزنگ

آفاق احمد زاہد،طارق محمود

مینیجر

میر لئیق محمود طاہر

پتہ

شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی

Genfer Str.11,

60437 Frankfurt am Main

Email:

akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de

Tel & Fax: +49-69 50688722

فہرست مضامین

04 قال اللہ، قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، قال المسیح الموعود علیہ السلام

05 تبرکات

06 منظوم کلام

07 سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے

13 جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اُس پر نثار

15 وہی مے ان کو ساقی نے پلا دی

18 مالی قربانی کی راہیں

19 مالی قربانی کے فیوض و برکات

22 رزق حلال عین عبادت ہے

27 عید الفطر اور اس کے احکام

29 لاہور ہائی کورٹ کے ایک فیصلہ پر تبصرہ

33 صد سالہ جشن تشکر

38 جماعت احمدیہ جرمنی کی 39 ویں مجلس شوریٰ

41 ڈیپریشن

46 اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے کی تحریک

سرورق پر سبھی خطاطی مکرم سعید اللہ خان صاحب کی کاوش ہے، فجزاہ اللہ احسن الجزاء

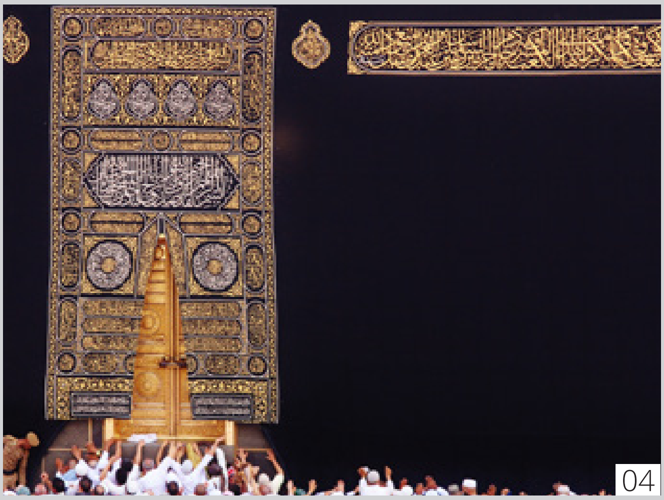
04

15

07

27

19

29

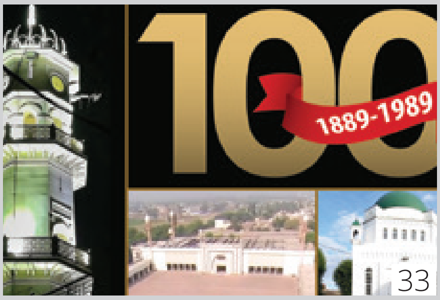

33

38

41

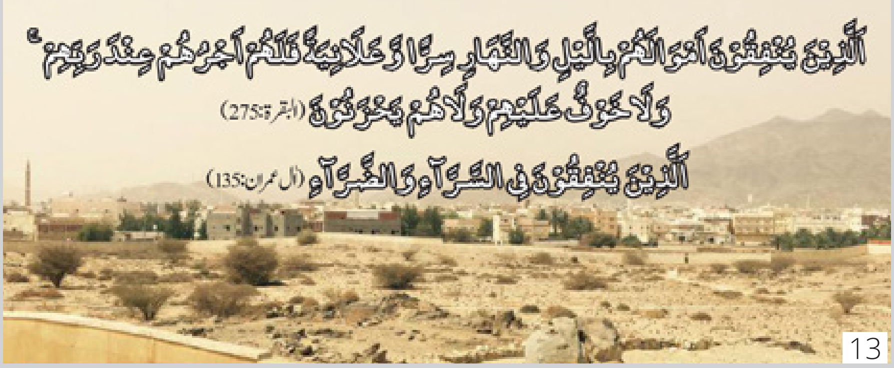

13

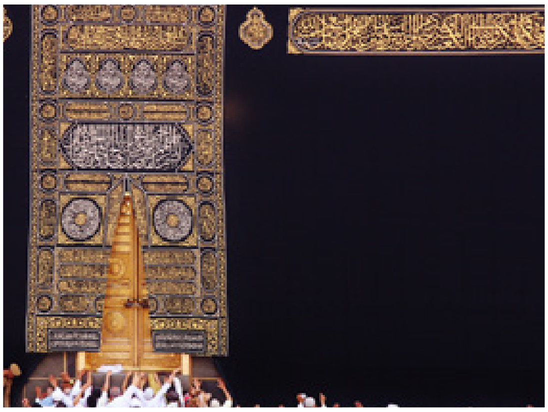

قال اللّٰہ جل جلالہ

خُذۡ مِنۡ اَمۡوَالِهِمۡ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمۡ وَتُزَكِّيۡهِمۡ بِهَا وَصَلِّ عَلَيۡهِمۡ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمۡ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ (التوبہ 103)

(اے رسول!) ان کے مالوں میں سے صدقہ لے تاکہ تو انہیں پاک کرے اور ان کی ترقی کے سامان مہیا کرے اور ان کے لئے دعائیں بھی کرتا رہ۔ کیونکہ تیری دعا ان کی تسکین کا موجب ہے اور اللہ تیری دعاؤں کو بہت سننے والا (اور حالات کو) جاننے والا ہے۔ (تفسیر صغیر)

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ "سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٍ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَهُ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ وَرَجُلٍ آتَاهُ اللّٰهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا" (صحیح بخاری کتاب الزکوۃ باب انفاق المال فی حقہ)

حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو شخصوں کے سوا کسی پر رشک نہیں کرنا چاہئے۔ ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے اسے راہ حق میں خرچ کر دیا۔ دوسرے وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے سمجھ دانائی اور علم وحکمت دی جس کی مدد سے وہ لوگوں کے فیصلے کرتا ہے اور لوگوں کو سکھاتا بھی ہے۔

قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے پس جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا لیکن جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجا لانی چاہیے تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا۔ یہ مت خیال کرو کہ مال تمہاری کوشش سے آتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔ اور یہ مت خیال کرو کہ تم کوئی حصہ مال کا دے کر یا کسی اور رنگ سے کوئی خدمت بجا لا کر خدا تعالیٰ اور اس کے فرستادہ پر کچھ احسان کرتے ہو۔ بلکہ یہ اس کا احسان ہے کہ تمہیں اس خدمت کے لئے بلاتا ہے۔

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 498)

اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے اور دلوں کو پاک کرنے کی کڑیاں

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

پس جو کوئی میری موجودگی اور میری زندگی میں میری منشاء کے مطابق میری اغراض میں مدد دے گا میں امید رکھتا ہوں وہ قیامت میں بھی میرے ساتھ ہوگا۔ اور جو شخص ایسی ضروری مہمات میں مال خرچ کرے گا میں امید نہیں رکھتا کہ اس مال کے خرچ سے اس کے مال میں کچھ کمی آجائے گی۔ بلکہ اس کے مال میں برکت ہوگی۔ پس چاہیے کہ خدا تعالیٰ پر توکل کرکے پورے اخلاص اور جوش اور ہمت سے کام لیں کہ یہی وقت خدمت گزاری کا ہے پھر بعد اس کے وہ وقت آتا ہے کہ ایک سونے کا پہاڑ بھی اس راہ میں خرچ کریں تو اس وقت کے پیسہ کے برابر نہیں ہوگا۔ (مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 497)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

نہ خدا محتاج ہے نہ محمدؐ رسول اللہ محتاج ہے مگر دونوں کہتے ہیں کہ دو۔ اس مانگنے سے ان کی غرض کیا ہے؟ یہ کہ تمہیں کچھ دلائیں اسی طرح پر اگر میں کچھ مانگتا ہوں تو اسی لئے کہ تمہیں کچھ اور ملے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا (البقرہ 246) یعنی جو شخص اللہ کے لئے اپنے مال کو الگ کرتا ہے ہم اس کے اموال کو بڑھا دیتے ہیں غور تو کرو کہ حضرت ابوبکرؓ نے اللہ تعالیٰ کے لئے چھوڑا کیا؟ اور لیا کیا؟ صدیقی شیخ کیا مزے اڑاتے ہیں حضرت علیؓ نے چھوڑا کیا اور پھر پایا کیا؟ اب تک بھی دیکھ لو کہ ان کی اولاد کس مزے میں ہے سادات کتنے ہی فسق وفجور میں مبتلا ہوں مگر لوگ ان کی عزت کرتے ہیں اور نذریں دیتے ہیں مگر یہ چندے جو تم دیتے ہو یا میرے ہاتھ میں دیتے ہو میں نہیں اپنے لئے نہیں لیتا۔ (خطابات نور صفحہ 295)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

دنیا میں ہم روزانہ یہ نظارہ دیکھتے ہیں کہ زمیندار زمین میں ایک دانہ ڈالتا ہے تو اللہ تعالےٰ اُسے سات سو دانے بنا کر واپس دیتا ہے۔ پھر جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرے گا کیسے ممکن ہے کہ اُس کا خرچ کیا ہوا مال ضائع ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کئے ہوئے مال کا کم از کم سات سو گنا بدلہ ضرور ملتا ہے۔ اس سے زیادہ کی کوئی حد بندی نہیں۔ اگر انتہائی حد مقرر کر دی جاتی تو اللہ تعالیٰ کی ذات کو محدود ماننا پڑتا۔ جو خدا تعالیٰ میں ایک نقص ہوتا اس لئے فرمایا کہ تم خدا کی راہ میں ایک دانہ خرچ کروگے تو کم از کم سات سو گنا بدلہ ملے گا۔ اور زیادہ کی کوئی انتہا نہیں اور نہ اُس کے انواع کی کوئی انتہا ہے۔ (تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 604)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی سکھائی ہوئی ایک پیاری دعا

اے خدا! تو نے ایک نور قرآن کریم کی شکل میں نازل کیا، اس میں جہاں تو نے ہمیں اور بہت سی حسین ہدایتیں اور احکام دیئے ہیں وہاں انفاق فی سبیل اللہ کے متعلق بھی بڑی ہی حسین اور وسیع تعلیم تو نے ہمارے سامنے پیش کی ہے اور ہمیں بتایا ہے کہ اگر ہم تیری راہ میں ان طریقوں پر جو تو نے بتائے ہیں اپنے اَموال کو خرچ کرنے والے ہوں گے تو تُو بہت سے انعامات اور فضل ہم پر نازل کرے گا۔ تو اے خدا تو ہمیں اپنے فضل سے اس بات کی توفیق عطا کر کہ ہم اس ہدایت پر عمل پیرا ہونے والے ہوں تا کہ ہم تیری نعمتوں اور فضلوں کو حاصل کرسکیں۔

(خطابات ناصر جلد اول صفحہ 358)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ۔ سنو تم ہی وہ لوگ ہو جن کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے بلایا جا رہا ہے۔ یہ ایک بہت بڑا اعزاز کا فقرہ ہے۔ اگر آپ غور کریں تو دل اللہ کی حمد میں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اس حال میں ڈوب جائیں گے کہ ہمیں مخاطب کرکے خدا فرما رہا ہے کہ تمہیں چن لیا گیا ہے۔ اور یہ صورت حال آج سوائے جماعت احمدیہ کے تمام عالم اسلام میں کسی پر صادق نہیں آتی۔

(خطبہ جمعہ 22 مئی 1998ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

جماعت احمدیہ میں جو مختلف مالی قربانی کی تحریکات ہوتی ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے اور دلوں کو پاک کرنے کی کڑیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے راستے میں خرچ کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ وَ مَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (الحدید:11) اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ پس اپنی زندگیوں کو سنوارنے کے لئے مالی قربانیوں میں حصہ لینا انتہائی ضروری ہے بلکہ یہ بھی تنبیہ ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنے والے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالتے ہیں۔ جیسے کہ فرماتا ہے۔ وَ اَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ (البقرۃ۔196) اور اللہ کے راستے میں مال خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔..... مالی تحریکات جو جماعت میں ہوتی ہیں، یا لازمی چندوں کی طرف جو توجہ دلائی جاتی ہے یہ سب خدا تعالیٰ کے حکموں کے مطابق ہیں۔ (خطبہ جمعہ 6/جنوری 2006ء)

زِبذلِ مال ، در راہش ، کسے مفلس نمے گردد

منظوم فارسی کلام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

بجنبید ، از پئے کوشش ، کہ از درگاہ ربانی
کوشش کے لئے حرکت میں آؤ، کہ خدا کی درگاہ سے

زبہر ناصران دین حق ، نصرت شود پیدا
مددگاران اسلام کے لیے لازماً نصرت ظاہر ہوگی۔

اگر اِمروز فکرِ عزتِ دیں در شما جوشد
اگر آج دین کی عزت کا خیال تمہارے دل میں جوش مارے

شما را نیز واللہ ، رُتبت و عزت شود پیدا
تو خدا کی قسم تمہارے لئے بھی عزت و مرتبت پیدا ہوجائے

اگر دستِ عطا ، در نصرت اسلام بکُشائید
اگر اسلام کی تائید میں تم اپنا سخاوت کا ہاتھ کھول دو تو

ہم از بہر شما ، ناگہ ید قدرت شَوَد پیدا
فوراً تمہارے اپنے لئے بھی خدائی قدرت کا ہاتھ نمودار ہوجائے

زِبذلِ مال ، در راہش ، کسے مفلس نمے گردد
اس کی راہ میں مال خرچ کرنے سے کوئی غریب نہیں ہوجایا کرتا،

خدا خود مے شَوَد ناصر ، اگر ہمت شَوَد پیدا
اگر ہمت پیدا ہوجائے تو خدا خود ہی مددگار بن جاتا ہے

دو روزِ عمرِ خود، درکارِ دیں کوشید، اے یاراں
اے دوستو! اپنی دو روزہ عمر کو خدمتِ دین میں گزار لو کہ

کہ آخر ساعتِ رِحلت بصد حسرت شَوَد پیدا
موت کی گھڑی آخر کار سو سو حسرتوں کے ساتھ ظاہر ہوگی

اُمیدِ دیں رواں گرداں ، امید تو روا گردد
تو دین کی امید پوری کر تو تیری امید خود بخود پوری ہوجائے گی،

زِ صد نو میدی و یاس والم ، رحمت شود پیدا
سینکڑوں ناامیدیوں اور مایوسیوں کے باوجود رحمت کے سامان پیدا ہوجائیں گے

در انصارِ نبیؐ بنگر ، کہ چوں شد کار تا دانی
آنحضرت ﷺ کے انصار کی طرف دیکھ کہ کس طرح انہوں نے خدمتیں کیں،

کہ از تائید دیں ، سر چشمۂ دولت شَوَد پیدا
تا کہ تجھے پتہ چلے کہ دین کی تائید کرنے سے کیسے دولت کا منبع پیدا ہوجاتا ہے،

بمفت ایں اجر نصرت را ، دہندت اے اخی ورنہ
اے بھائی! یہ مدد کرنے کا اجر تجھے مفت میں دے رہے ہیں

قضائے آسمانَ ست ایں ، بہرحالت شَوَد پیدا
ورنہ یاد رکھ یہ تو آسمانی فیصلہ ہے جو ہر صورت میں ظاہر ہو کر رہنے والا ہے

کریما صد کرم کُن، برکسے کُو ناصرِ دین است
اے خداوند کریم! صدہا مہربانیاں فرما ہر اُس شخص پر جو دین کا حامی اور مددگار ہے

بلائے اُو بگرداں ، گر گہے آفت شَوَد پیدا
اگر کبھی اس پر کوئی مصیبت آئے تو اسے ٹال دینا

درثمین فارسی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے

ہمیشہ اپنے چندوں کے حساب کو صاف رکھنا چاہیئے

تشھد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی:

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ ۬ؕ وَ مَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ شَیۡءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیۡمٌ

(سورۃ آل عمران:93)

جماعت کا مالی سال 30/ جون کو ختم ہوتا ہے، اور دو تین مہینے پہلے سے ہر ملک کا جو مال کا شعبہ ہے ان کو اپنے لازمی چندہ جات کا بجٹ پورا کرنے کی فکر پڑ جاتی ہے۔ اور آخری ایک مہینہ میں تو یہ فکر بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ اور فکر کے اظہار کے خط آنے شروع ہو جاتے ہیں کہ دعا کریں بڑی فکر ہے، بجٹ میں اتنی کمی ہے، اتنی کمی ہے۔ بہرحال ان کی یہ فکر اپنی جگہ لیکن یہ بھی تسلی رہتی ہے کہ یہ الٰہی سلسلہ ہے اور اللہ تعالیٰ کو ہماری ضرورتوں کا خوب اندازہ ہے۔ اس لئے وہ انشاء اللہ تعالیٰ ان ضروریات کو پورا کرنے کے بھی اسی طرح سامان پیدا فرمائے گا جس طرح ضروریات کو بڑھا رہا ہے۔ تاہم کیونکہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ نصیحت اور یاد دہانی کرواتے رہو اس لئے اس حکم کے ماتحت آج کے خطبے میں مَیں اس طرف کچھ توجہ دلاؤں گا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مختلف جگہوں پہ مالی قربانی کی طرف توجہ بھی دلائی ہے اور ترغیب بھی دلائی ہے اور مومن کی نشانی بتائی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے نہیں گھبراتے۔ اس آیت میں جو مَیں نے تلاوت کی ہے یہی فرمایا کہ تم نیکی کو ہرگز حاصل نہیں کر سکتے، تمہیں نیکیاں بجالانے کی توفیق ہرگز نہیں مل سکتی جب تک تمہارے دل کی کنجوسی اور بُخل دُور نہیں ہوتا اور تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور اس کی مخلوق کی راہ میں وہ مال خرچ نہیں کرتے جو تمہیں بہت عزیز ہے۔ جب تک تم اپنے خرچ کے حساب کو صاف نہیں کرتے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کے حساب کو صاف نہیں رکھتے، جب تک تم اس مال میں سے جو تمہیں بہت عزیز ہے، جس سے تمہیں بڑی محبت ہے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے اور یہ مال جو ہے اپنا جب تک تم اپنے مال کو صرف اپنے پر خرچ کرنے کی سوچتے رہو گے یا سنبھال کر تجوریوں میں بند کر لو گے، ان کنجوسوں اور بخیلوں کی طرح جو اپنی آل اولاد پر بھی بعض اوقات مال خرچ نہیں کرتے اور جمع کرتے رہتے ہیں اور آخر کار اس دنیا سے چلے جاتے ہیں اور مال ان کے کچھ بھی کام نہیں آتا۔ فرمایا یہ بھی یاد رکھو کہ جو تم خرچ کرتے ہو اور جتنا تم بجٹ لکھواتے ہو اور جتنی تمہاری آمد ہے یہ سب اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ اس لئے اس سے معاملہ ہمیشہ صاف رکھو۔ نیکی کا ثواب اللہ تعالیٰ سے حاصل کرنے کے لئے اپنی تشخیص بھی صحیح کرواؤ اور ادائیگیاں بھی صحیح رکھو تا کہ تمہاری روحانی حالت بھی بہتر ہو اور تم نیکیوں میں ترقی کر سکو۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ: ’’پھر روحانی طور پر اس انفاق کا ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کے لئے اپنا مال خرچ کرتا ہے وہ آہستہ آہستہ دین میں مضبوط ہوتا جاتا ہے اسی وجہ سے میں نے اپنی جماعت کے لوگوں کو بارہا کہا

ہے۔ کہ جو شخص دینی لحاظ سے کمزور ہو وہ اگر اور نیکیوں میں حصہ نہ لے سکے اس سے چندہ ضرور لیا جائے کیونکہ جب وہ مال خرچ کرے گا تو اس سے اس کو ایمانی طاقت حاصل ہو گی اور اس کی جرأت اور دلیری بڑھے گی اور وہ دوسری نیکیوں میں بھی حصہ لینے لگ جائے گا"۔

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 612)

جو شخص خدا تعالیٰ کے لئے اپنا مال خرچ کرتا ہے وہ آہستہ آہستہ دین میں مضبوط ہوتا جاتا ہے

ایک حدیث میں آتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر صبح دو فرشتے اترتے ہیں ان میں سے ایک کہتا ہے کہ اے اللہ! خرچ کرنے والے سخی کو اور دے اور اس کے نقش قدم پر چلنے والے اور پیدا کر دوسرا کہتا ہے کہ اے اللہ! روک رکھنے والے کنجوس کو ہلاکت دے اور اس کا مال و متاع برباد کر دے۔

(بخاری کتاب الزکوٰۃ باب قول اللہ فاما من اعطی واتقی...)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں ہزاروں کی تعداد میں ایسے ہیں جو خرچ کرنے والے سخی کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں اور کوشش یہ ہوتی ہے کہ اپنے اخراجات کم کریں اور اپنے معیار قربانی کو بڑھائیں اور عموماً کم آمدنی والے لوگ قربانی کے یہ معیار حاصل کرنے کی زیادہ کوشش کرتے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ بعض لوگ اندازے سے بجٹ لکھوا دیتے ہیں خاص طور پر ہماری جماعت میں زمیندار طبقہ ہے ان کو صحیح طرح پتہ نہیں ہوتا اور خاص طور پر پاکستان میں زمینداری کا انحصار نہری علاقوں میں جہاں جاگیرداروں اور وڈیروں نے پانی پر مکمل طور پر قبضہ کیا ہوتا ہے اور اپنی زمینیں سیراب کر رہے ہوتے ہیں پانی کو آگے نہیں جانے دیتے اور چھوٹے زمیندار بیچارے پانی نہ ملنے کی وجہ سے نقصان اٹھا رہے ہوتے ہیں۔ (آپ میں سے اکثر یہاں زمینداروں میں سے بھی آئے ہوئے ہیں خوب اندازہ ہو گا۔) تو نتیجۃً ان کی فصلیں بھی اچھی نہیں ہوتیں لیکن ایسے مخلصین بھی ہیں کیونکہ بجٹ لکھوا دیا ہوتا ہے اس لئے قرض لے کر بھی اس کی ادائیگی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور جب ان کو کہا جائے کہ رعایت شرح لے لو کیونکہ اگر آمد نہیں ہوتی تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے تو کہتے ہیں کہ اگر قرض لے کر ہم اپنی ذات پہ خرچ کر سکتے ہیں تو قرض لے کر اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے وعدے کو پورا کیوں نہیں کر سکتے۔ اور ان کا یہی نقطۂ نظر ہوتا ہے کہ شاید اس وجہ سے اللہ تعالیٰ ہماری آئندہ فصلوں میں برکت ڈال دے۔ لیکن بعض لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے۔ بہرحال یہ تو ہر ایک کا اللہ تعالیٰ سے معاملہ ہے، توکّل کا معاملہ ہے، ہر ایک کا اپنا معیار ہوتا ہے اس لئے مَیں یہ تو نہیں کہتا کہ قرض لے کر اپنے چندے ادا کرو۔ طاقت سے بڑھ کر بھی اپنے اوپر تکلیف وارد نہیں کرنی چاہئے، اپنے آپ کو تکلیف میں نہیں ڈالنا چاہئے۔ لیکن جہاں تک اخراجات میں کمی کر کے اپنے اخراجات کو، ایسے اخراجات کو جن کے بغیر بھی گزارا ہو سکتا ہے جو ملتوی کئے جا سکتے ہوں ان کو ٹالا جا سکتا ہو ان کو ٹال کر اپنے چندے ضرور ادا کرنے چاہئیں، خاص طور پر موصی صاحبان کے لئے مَیں یہاں کہتا ہوں، ان کو تو خاص طور پر اس بارے میں بڑی احتیاط کرنی چاہئے۔ اس انتظار میں نہ بیٹھے رہیں کہ دفتر ہمارا حساب بھیجے گا یا شعبہ مال یاد کروائے گا تو پھر ہم نے چندہ ادا کرنا ہے۔ کیونکہ پھر یہ بڑھتے بڑھتے اس قدر ہو جاتا ہے کہ پھر دینے میں مشکل پیش آتی ہے۔ چندے کی ادائیگی میں مشکل پیش آتی ہے۔ پھر اتنی طاقت ہی نہیں رہتی کہ یکمشت چندہ ادا کر سکیں۔ اور پھر یہ لکھتے ہیں کہ کچھ رعایت کی جائے اور رعایت کی قسطیں بھی اگر مقرر کی جائیں تو وہ چھ ماہ سے زیادہ کی تو نہیں ہو سکتیں۔ اس طرح خاص طور پر موصیان کی وصیت پر زد پڑتی ہے تو پھر ظاہر ہے ان کو تکلیف بھی ہوتی ہے اور پھر اس تکلیف کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ تو اس لئے پہلے ہی چاہئے کہ سوچ سمجھ کر اپنے حسابات صاف رکھیں اور اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے عہد کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔ اور جب بھی آمد ہو اس آمد میں جو حصہ بھی ہے نکالیں، موصی صاحبان بھی اور دوسرے کمانے والے بھی جنہوں نے چندہ عام دینا ہے، 1/16 حصہ، اپنا چندہ اپنی آمد میں سے ساتھ کے ساتھ ادا کرتے رہا کریں۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قصہ بیان کیا کہ ایک آدمی بے آب و گیاہ جنگل میں جا رہا تھا۔ بادل گھرے ہوئے تھے اس نے بادل میں سے ایک آواز سنی کہ اے بادل! فلاں نیک انسان کے باغ کو سیراب کر۔ وہ بادل اس طرف کو ہٹ گیا اور پھر پتھریلی سطح مرتفع پر بارش برسی، (کوئی چھوٹی سی پہاڑی تھی) اور پھر بارش کے نتیجہ میں پانی چھوٹے سے نالے میں بہنے لگا۔ وہ شخص بھی اس نالے کے ساتھ ساتھ اس کے کنارے کنارے چلنا شروع ہو گیا اور وہ نالہ جا کے ایک باغ میں داخل ہوا، وہاں اس نے دیکھا باغ کا مالک کدال لے کر پانی ادھر ادھر مختلف کیاریوں میں لگا رہا ہے اس آدمی نے باغ کے مالک سے پوچھا اے اللہ کے بندے! تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے وہی نام بتایا جو اس مسافر نے سنا

اس نے بادل میں سے ایک آواز سنی کہ اے بادل! فلاں نیک انسان کے باغ کو سیراب کر۔ وہ بادل اس طرف کو ہٹ گیا

تھا، ایک نظارے میں آواز اس کو آئی تھی۔ پھر باغ کے مالک نے اس مسافر سے پوچھا کہ اے اللہ کے بندے! تم مجھ سے میرا نام کیوں پوچھ رہے ہو؟ اس نے کہا میں نے اس بادل میں سے جس کی بارش کا تم پانی لگا رہے ہو یہ آواز سنی تھی کہ اے بادل! فلاں آدمی کے باغ کو سیراب کر تم نے کون سا ایسا نیک عمل کیا ہے کہ جس کا تجھ کو یہ بدلہ مل رہا ہے۔ باغ کے مالک نے کہا کہ اگر پوچھتے ہیں تو سنیں کہ میرا طریق کار یہ ہے کہ اس باغ سے جو پیداوار ہوتی ہے اس کا ایک تہائی خدا تعالیٰ کی راہ

میں خرچ کرتا ہوں، ایک تہائی اپنے اہل و عیال کے گزارے کے لئے رکھتا ہوں، اور باقی ایک تہائی دوبارہ ان کھیتوں میں بیج کے طور پر استعمال کرتا ہوں''۔

(مسلم کتاب الزھد۔ باب فضل الانفاق علی المساکین وابن السبیل)

آج کل بھی کئی لوگوں کا یہ طریق ہے، کئی کاروباری لوگوں نے بتایا کہ وہ روزانہ کی آمد یا ماہوار آمد میں سے جو بھی ہو چندہ نکال کر الگ رکھ دیتے ہیں یا جب بھی وہ اپنے آمد و خرچ کا حساب کرتے ہیں اور اپنے منافع کو الگ کرتے ہیں تو ساتھ ہی وہ چندہ بھی علیحدہ کر دیتے ہیں۔ بعض ماہوار خرچ کے

اللہ تعالیٰ میں سات سو گنا سے بھی زیادہ بڑھا کر دینے کی طاقت ہے۔ اللہ تعالیٰ تو پابند نہیں ہے کہ صرف سات سو گنا تک ہی بڑھائے

لئے اپنے کاروبار سے رقم لیتے ہیں اس میں سے چندہ ادا کر دیتے ہیں۔ اور سال کے آخر میں جب آخری فائنل حساب کر رہے ہوتے ہیں تو پھر اگر کوئی بچت ہو تو اس میں سے وہ چندہ ادا کر دیتے ہیں۔ تو اس طرح ایک تو ان پر زائد بوجھ نہیں پڑتا کہ سال کے آخر میں چندہ یا چند مہینوں بعد یہ چندہ کس طرح ادا کیا جائے۔ انسان پر ایک بوجھ ہوتا ہے۔ کیونکہ پھر اس صورت میں بڑی رقم نکالنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ دوسرے بقایا دار ہونے کی فکر نہیں رہتی کہ بقایا دار ہوں گے تو جماعت میں بھی اور مرکز میں بھی سبکی ہو گی۔ اور تیسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے کاروبار میں بھی بے انتہاء برکت ڈالتا ہے۔ اور بعض بتاتے ہیں کہ ان کو یہ فائدہ ہے کہ بے انتہا برکتیں ہوتی ہیں کہ ان کو خود بھی حیرت ہوتی ہے کہ یہ روپیہ آ کہاں سے رہا ہے، یہ کمائی آ کہاں سے رہی ہے۔ بہر حال یہ تو اللہ تعالیٰ کے دینے کے طریقے ہیں انسان بھلا کہاں اللہ تعالیٰ کی دین تک پہنچ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے تم میری راہ میں خرچ کرو تو میں تمہیں سات سو گنا تک بڑھا کر دیتا ہوں بلکہ فرمایا کہ {وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ} کہ اللہ جسے چاہے جتنا چاہے بڑھا کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ میں سات سو گنا سے بھی زیادہ بڑھا کر دینے کی طاقت ہے۔ اللہ تعالیٰ تو پابند نہیں ہے کہ صرف سات سو گنا تک ہی بڑھائے۔ اس کے تو خزانے محدود نہیں ہیں۔ اس لئے ہمیشہ اپنے چندوں کے حساب کو صاف رکھنا چاہئے اور پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کس طرح نازل ہوتے ہیں، کس طرح برستے ہیں۔ اب بعض لوگوں میں یہ غلط تصور ہے کہ کیونکہ قواعد میں یہ شرط ہے کہ کسی بھی عہدے کے لئے یا ویسے عام طور پر پوچھا جاتا ہے تو تب بھی کہ چھ مہینے سے زیادہ کا بقایا دار نہ ہو اس لئے ضروری ہے کہ چھ مہینے کے بعد ہی چندہ ادا کرنا ہے، بلاوجہ چھ چھ مہینے تک چندہ ادا نہیں کرتے تو یہ چھ مہینے کی جو شرط ہے صرف زمینداروں کے لئے ہے جن کی آمد کیونکہ زمیندارے پر ہے اور عموماً چھ ماہ کے بعد ہی زمیندار کو آمد ہوتی ہے۔ اس لئے یہ رعایت ان سے کی جاتی ہے۔ ماہوار کمانے والے ہوں ملازم پیشہ یا کاروباری لوگ، ان کو تو ماہوار ادائیگی کرنی چاہئے تاکہ بعد میں پھر بوجھ نہ رہے جیسا کہ میں نے کہا، بلاوجہ کی سبکی کا بھی احساس رہتا ہے۔ اور سب سے بڑا چندہ ادا کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل نازل ہوتے رہتے ہیں۔ تو بہر حال اگر بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ پوری شرح یعنی 1/16 سے چندہ عام ادا نہیں کر سکتے تو اس رعایت سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ یہ ان کے لئے ہے کہ وہ کم شرح سے بھی چندہ دے سکتے ہیں لیکن بہر حال غلط بیانی نہیں ہونی چاہئے اور بقایا دار نہیں ہونا چاہئے۔

اور یہاں میں جو جماعتی عہدیداران ہیں، صدر جماعت یا سیکرٹریان مال، ان کو بھی یہ کہتا ہوں کہ ہر فرد جماعت کی کوئی بھی بات ہر عہدیدار کے پاس ایک راز ہے اور امانت ہے اس لئے اس کو باہر نکال کر امانت میں خیانت نہیں کرنی چاہئے، یا مجلسوں میں بلاوجہ ذکر کر کے امانت میں خیانت نہیں کرنی چاہئے۔ رعایت یا معافی چندہ کوئی شخص لیتا ہے تو یہ باتیں صرف متعلقہ عہدیداران تک ہی محدود رہنی چاہئیں۔ یہ نہیں ہے کہ پھر اس غریب کو جتاتے پھریں کہ تم نے رعایت لی ہوئی ہے اس لئے اس کو حقیر سمجھا جائے۔ بہر حال ہر ایک کی اپنی مجبوریاں ہوتی ہیں۔ اول تو اکثر میں نے دیکھا ہے کہ جو لوگ رعایت لیتے ہیں ان میں سے اکثریت کو یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ جتنی جلد ہو سکے اپنی رعایت کی اجازت کو ختم کروا دیں اور چندہ پوری شرح سے ادا کریں اور کوشش یہ ہوتی ہے کہ جلد ہی دوبارہ اس نظام میں شامل ہو جائیں جہاں پوری شرح پہ چندہ دیا جا سکے۔ ایسے لوگ بہت سارے ہیں اور جو نہیں ہیں ان کو اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔ ہر ایک شخص کا خود بھی فرض بنتا ہے کہ اپنا جائزہ لیتا رہے تاکہ جب بھی توفیق ہو اور کچھ حالات بہتر ہوں جتنی جلدی ہو سکے شرح کے مطابق چندہ دینے کی کوشش کی جائے، اللہ تعالیٰ سب کی توفیق میں اضافہ کرے۔

بعض دفعہ ایسے حالات آ جاتے ہیں کہ مثلاً ملازمت چھوٹ گئی یا کوئی اور وجہ بن گئی، زمینداروں کی مثال میں پہلے دے آیا ہوں، کاروباری لوگوں کے بھی کاروبار مندے ہو جاتے ہیں یا بعض دفعہ ایسے حالات پیش آ جاتے ہیں کہ کاروبار کو فروخت کرنا پڑتا ہے، بیچنا پڑتا ہے، ختم کرنا پڑتا ہے۔ تو گو یہ ساری باتیں انسان کی اپنی غلطیوں کی وجہ سے ہی ہو رہی ہوتی ہیں۔

صدر جماعت یا سیکرٹریان مال، ان کو بھی یہ کہتا ہوں کہ ہر فرد جماعت کی کوئی بھی بات ہر عہدیدار کے پاس ایک راز ہے اور امانت ہے

اس کا نتیجہ انسان بھگتتا ہے، یہ تو ایک علیحدہ مضمون ہے۔ بہر حال ایسے حالات سے بھی مایوس ہو کر بیٹھ نہیں جانا چاہئے بلکہ کچھ نہ کچھ کرتے رہنا چاہئے، ہاتھ پیر مارتے رہنا چاہئے، چاہے چھوٹا موٹا کام ہی ہو، انسان کو کسی بھی کام کو ضرور کرنا چاہئے۔ کئی لوگ ایسے ملتے ہیں جو بہت زیادہ مایوس ہو جاتے

ہیں اور پریشانی کا شکار ہوتے ہیں، ان کو بھی اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا چاہئے۔ اور اس سے مدد مانگتے ہوئے جو بھی چھوٹا موٹا کوئی کام ملے یا کاروبار ہو اس کو دوبارہ نئے سرے سے شروع کرنا چاہئے۔ اور کسی کام کو بھی عار نہیں سمجھنا چاہئے۔ اگر اس نیت سے یہ کام شروع کریں گے کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ چندے دینے ہیں پھر چندے پورے کرنے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ ان چھوٹے کاروباروں میں بھی بے انتہا برکت ڈالتا ہے۔ میں نے کئی لوگوں کو دیکھا ہے،

اللہ کی راہ میں گن گن کر خرچ نہ کیا کرو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہیں گن گن کر ہی دے گا۔ اپنے روپوؤں کی تھیلی کا منہ بند کر کے نہ بیٹھ جاؤ

بالکل معمولی کاروبار شروع کیا، وسیع ہوتا گیا اور دکانوں کے مالک ہو گئے چھابڑی لگاتے لگاتے۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کے فضل ہیں جو ہوتے ہیں اگر نیت نیک ہو اور اس کی راہ میں خرچ کرنے کے ارادے سے ہو۔ تو پھر وہ برکت بھی بے انتہا ڈالتا ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت ابو مسعودؓ انصاری روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صدقہ کرنے کا ارشاد فرماتے (بعض دفعہ کوئی تحریک ہوتی) تو ہم میں سے کوئی بازار کو جاتا اور وہاں محنت مزدوری کرتا اور اُسے اجرت کے طور پر ایک مُد، تھوڑا سا، اناج ملتا مزدوری کا، تو کہتے ہیں وہی صدقہ کر دیا کرتے تھے۔ اور کہتے ہیں اب ہم میں سے وہ لوگ جو اس طرح محنت مزدوری کرتے تھے اور چھوٹے چھوٹے کام کرتے تھے ان میں سے تقریباً تمام کا یہ حال ہے کہ بعضوں کے پاس ایک ایک لاکھ درہم یا دینار تک ہیں۔

(بخاری کتاب الاجارۃ۔ باب من اجر نفسہ لیحمل علی ظہرہ ثم تصدق بہ ...)

تو یہ صرف پرانے قصے نہیں ہیں کہ اس زمانے میں ان صحابہؓ پر اللہ تعالیٰ کا فضل تھا اب نہیں ہو رہا بلکہ اب بھی ایسی مثالیں ملتی ہیں، جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے آج بھی ایسے لوگ ہیں جو اپنی نیک نیتی کی وجہ سے اور محنت کی وجہ سے لاکھوں میں کھیل رہے ہیں۔ پھر ایک حدیث میں آتا ہے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دنیا سے بے رغبتی اور زُہد یہ نہیں ہے کہ آدمی اپنے اوپر کسی حلال کو حرام کر لے اور اپنے مال کو برباد کر دے (یعنی اپنے پاس مال نہ رکھے) بلکہ زُہد یہ ہے کہ تمہیں اپنے مال سے زیادہ خدا کے انعام اور بخشش پر اعتماد ہو۔

(جامع ترمذی۔ کتاب الزھد باب ماجاء فی الزھادۃ الدنیا)

مال ہو بھی تو یہ نہ سمجھو کہ مال ہمارے پاس ہے ہم سب کچھ کر سکتے ہیں یا اب ہمیں کوئی نقصان نہیں ہو سکتا یا اب ہم کوئی چیز بن گئے ہیں بلکہ نیت ہمیشہ نیک رہنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف ہمیشہ جھکتے رہنا چاہئے اور جھکے رہنا چاہئے اور اسی پر توکل ہونا چاہئے۔ کہتے ہیں کہ جب تم پر کوئی مصیبت آئے تو اس کا جو اجر اور ثواب ملنے والا ہے اس پر تمہاری نگاہ جم جائے اور تم مصائب کو ذریعہ ثواب سمجھو۔ اب کبھی مشکلات آتی ہیں تو پھر چیخنے چلاّنے یا مایوس ہونے کی بجائے یا خدا تعالیٰ کا انکار کرنے کی بجائے (بعض لوگ اس صدمے میں نمازیں بھی پڑھنی چھوڑ دیتے ہیں) اللہ تعالیٰ کی طرف جھکو اور اس امتحان میں سے ہر ایک کو سرخرو ہو کر نکلنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ تو اگر اللہ تعالیٰ کے آگے ہر انسان جھکتے ہوئے اس سے مدد مانگتا رہے تو دیکھتے ہیں کہ پھر وہ اللہ تعالیٰ کے کتنے بے انتہا فضلوں کا وارث بن جاتا ہے۔ جو اس دنیا میں بھی ظاہر ہوتے ہیں اور مرنے کے بعد بھی بلکہ آئندہ نسلوں میں بھی وہ فضل ظاہر ہو رہے ہوتے ہیں۔ اس لئے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہئے، کبھی اللہ تعالیٰ سے شکوہ نہیں کرنا چاہئے، بلکہ اس کے حضور اور زیادہ جھکتے ہوئے اس سے مدد چاہنی چاہئے اور اس کی عبادات کو پہلے سے بڑھ کر ادا کرنا چاہئے۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ اپنی نسبتی ہمشیرہ حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ کو نصیحت فرمائی کہ اللہ کی راہ میں گن گن کر خرچ نہ کیا کرو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہیں گن گن کر ہی دے گا۔ اپنے روپوؤں کی تھیلی کا منہ بند کر کے نہ بیٹھ جاؤ یعنی کنجوسی اور بخل سے کام نہ لو ورنہ پھر اس کا منہ بند ہی رکھا جائے گا (یعنی اگر کوئی روپیہ اس سے نکلے گا نہیں تو اس میں آئے گا بھی نہیں۔ (اس لئے) جتنی طاقت ہے (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) دل کھول کر خرچ کرنا چاہئے۔

(بخاری کتاب الزکوٰۃ باب التحریص علی الصدقۃ)

الحمد للہ کہ اس طرح دل کھول کر خرچ کرنے کے نظارے جماعت میں بے شمار نظر آتے ہیں۔ اب خدام الاحمدیہ کے اجتماع پر میں نے سو مساجد کی تعمیر میں سستی جو عموماً جماعت میں نظر آ رہی ہے، خدام الاحمدیہ کو صرف توجہ دلائی تھی، عمومی طور پر جماعت کو بھی میں نے یہی کہنا تھا کہ اس طرف توجہ دیں۔ تو اگلے روز ہی خدام الاحمدیہ نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال کے اپنے وعدے اور وصولی کے لئے ایک ملین یورو (Euro) کا، دوسری دنیا میں ہمارے ملکوں میں سمجھ نہیں آتی اس لئے 10 لاکھ یورو (Euro) کا وعدہ کر دیا اور پہلے جبکہ یہ وعدہ ڈھائی لاکھ یورو کا تھا۔ اور ابھی جو انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ تقریباً جو پہلا وعدہ تھا اتنی تو اب ایک ہفتے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے وصولی بھی ہو چکی ہے۔ دل کھول کر چندے دینے کے اور روپوؤں کی تھیلیوں کو

اللہ تعالیٰ کی طرف ہمیشہ جھکتے رہنا چاہئے اور جھکے رہنا چاہئے اور اسی پر توکّل ہونا چاہئے

کھول کر رکھنے کے یہ نظارے ہمیں جماعت میں بے انتہا نظر آتے ہیں۔ بلکہ ایک مخلص نے تو یہ بھی وعدہ کیا ہے کہ وہ زمین کی خرید سمیت ایک مسجد کا مکمل خرچ ادا کریں گے۔

جماعت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے قربانی کا معیار بہت اعلیٰ ہے، بہت سے ایسے ہیں جو بعض اوقات اپنے اوپر بوجھ بھی ڈال کے چندے ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزا دے۔ کیونکہ میں آج لازمی چندہ جات کی بات کر رہا ہوں اس

لئے یہ واضح کر دوں کہ یہ جو چندہ جات ہیں ان تحریکات کی ادائیگیوں کا اثر آپ کے لازمی چندہ جات پر نہیں ہونا چاہئے۔ وہ اپنی جگہ ادا کریں اور یہ زائد تحریکات کے وعدوں کو اپنی جگہ ادا کریں۔ اور پھر اللہ تعالیٰ بھی آپ پر انشاء اللہ تعالیٰ بے انتہا فضل فرمائے گا۔ کسی قسم کا خوف نہیں ہونا چاہئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی راہ میں، اس کے دین کی راہ میں خرچ کرنے والوں کے لئے کس قدر خوشخبری فرمائی ہے۔ ہر خوف خدا رکھنے والے کو اپنی عاقبت کی عموماً فکر ہوتی ہے کہ پتہ نہیں نہ جانے کیا سلوک ہو گا۔ تو آپؐ نے چندہ ادا کرنے والوں کو اس فکر سے آزاد کر دیا ہے۔

آپؐ فرماتے ہیں کہ: ''قیامت کے دن حساب کتاب ختم ہونے تک انفاق فی سبیل اللہ کرنے والے اللہ کی راہ میں خرچ کئے ہوئے اپنے مال کے سائے میں رہیں گے''۔ (مسند احمد بن حنبل) یعنی کہ جو بھی آپ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کریں گے قیامت کے دن تک اس کے سائے میں آپ رہیں گے۔ لیکن یہ بھی دوسری جگہ فرمادیا کہ انفاق فی سبیل اللہ دکھاوے کے لئے نہ ہو بلکہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لئے ہو۔ اس کی محبت حاصل کرنے کے لئے ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خالصتاً اللہ تعالیٰ کی خاطر اور اس کا پیار حاصل کرنے کی خاطر ہی قربانیوں کی توفیق دے۔

ایک اہم چندہ جس کی طرف میں توجہ دلانی چاہتا ہوں وہ زکوٰۃ ہے۔ زکوٰۃ کا بھی ایک نصاب ہے اور معین شرح ہے عموماً اس طرف توجہ کم ہوتی ہے۔ زمینداروں کے لئے بھی جو کسی قسم کا ٹیکس نہیں دے رہے ہوتے ان پر زکوٰۃ واجب ہے۔ اسی طرح جنہوں نے جانور وغیرہ بھیڑ، بکریاں، گائے وغیرہ پالی ہوتی ہیں ان پر بھی ایک معین تعداد سے زائد ہونے پر یا ایک معین تعداد ہونے تک پر زکوٰۃ ہے۔ پھر بنک میں یا کہیں بھی جو ایک معین رقم سال بھر پڑی رہے اس پر بھی زکوٰۃ ہوتی ہے۔ پھر عورتوں کے زیوروں پر زکوٰۃ ہے۔ اب ہر عورت کے پاس کچھ نہ کچھ زیور ضرور ہوتا ہے۔ اور بعض عورتیں بلکہ اکثر عورتیں جو خانہ دار خاتون ہیں، جن کی کوئی کمائی نہیں ہوتی وہ لازمی چندہ جات تو نہیں دیتیں، دوسری تحریکات میں حصہ لے لیتی ہیں۔ لیکن اگر ان کے پاس زیور ہے، اس کی بھی شرح کے لحاظ سے مختلف فقہاء نے بحث کی ہوئی ہے۔ باون تولے چاندی تک کا زیور ہے یا اس کی قیمت کے برابر اگر سونے کا زیور ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے، اور اڑھائی فی صد اس کے حساب سے زکوٰۃ دینی چاہئے اس کی قیمت کے لحاظ سے۔ اس لئے اس طرف بھی عورتوں کو خاص طور پر توجہ دینی چاہئے اور زکوٰۃ ادا کیا کریں۔ بعض جگہ یہ بھی ہے کہ کسی غریب کو پہننے کے لئے زیور دے دیا جائے تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہوتی لیکن آج کل اتنی ہمت کم لوگ کرتے ہیں کسی کو دیں کہ پتہ نہیں اس کا کیا حشر ہو۔ اس لئے چاہئے کہ جو بھی زیور ہے، چاہے خود مستقل پہنتے ہیں یا عارضی طور پر کسی غریب کو پہننے کے لئے دیتے ہیں احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ اس پر زکوٰۃ ادا کر دیا کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو حضرت اماں جانؓ کے بارے میں فرمایا کہ وہ باوجود اس کے کہ غرباء کو بھی زیور پہننے کے لئے دیتی تھیں لیکن پھر بھی زکوٰۃ ادا کیا کرتی تھیں۔ تو احمدی خواتین کو زکوٰۃ ادا کرنے کی طرف خاص طور پر توجہ دینی چاہئے۔ اور جب عورتوں کی کوئی آمد نہیں ہوتی اور اکثر عورتوں کی آمد نہیں ہے تو ظاہر ہے پھر اس زکوٰۃ کی ادائیگی میں مردوں کو مدد کرنی ہو گی۔

اسلام کے ابتدائی زمانے میں جب بھی دینی ضروریات کے لئے رقم کی ضرورت ہوتی تھی۔ اس زمانے میں بھی عارضی طور پر تحریک ہوتی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور پھر خلفاء کے زمانے میں بھی تو باوجود اس کے کہ زکوٰۃ لی جاتی تھی، ان تحریکات میں صحابہ بھی حصہ لیتے تھے۔ اس لئے باوجود اس کے کہ جماعت میں چندوں کا ایک نظام جاری ہے اور جو چندے ادا کرتے ہیں وہ اس سے بہت زیادہ ہیں جو زکوٰۃ کی شرح ہے۔ بہرحال یہ بھی ایک فرض ہے اس کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ اور نصاب اور شرح کے مطابق زکوٰۃ کو ادا کرنا چاہئے۔ اور خاص طور پر جس طرح میں نے کہا عورتیں اس طرف توجہ کریں تو انشاء اللہ تعالیٰ زکوٰۃ کی رقم میں بھی کافی اضافہ ہو سکتا ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت عمروؓ بن شعیب اپنے دادا کے واسطے سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت اپنی بیٹی کو ساتھ لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی، اس کی بیٹی نے سونے کے بھاری کنگن پہنے ہوئے تھے۔ حضورؐ نے اس عورت سے پوچھا کہ کیا ان کی زکوٰۃ بھی دیتی ہو؟ اس نے جواب دیا نہیں یا رسول اللہ! تو آپؐ نے فرمایا کہ کیا تو پسند کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تجھے آگ کے کنگن پہنائے؟۔ یہ سن کر اس عورت نے اپنی بیٹی کے ہاتھ سے کنگن اتار لئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے عرض کیا کہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے لئے ہیں، جہاں چاہیں آپ خرچ فرمائیں۔ (سنن ابو داؤد۔ کتاب الزکوٰۃ۔ باب الکنز ما ھو وزکوٰۃ الحلی) اور دوسری روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ اگر تم یہ نہ دیتیں تو آگ کے کنگن پہنائے جاتے۔ اس روایت کے بعد خاص طور پر جن پر زکوٰۃ واجب ہے ان کو توجہ دینی چاہئے۔ اور جیسا کہ میں نے کہا عورتوں پر زیادہ واجب ہوتی ہے ان کے خاوندوں کو ان کی مدد کرنی چاہئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''سو اے اسلام کے ذی مقدرت لوگو! دیکھو میں یہ پیغام آپ لوگوں تک پہنچا دیتا ہوں کہ آپ لوگوں کو اس اصلاحی کارخانے کی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نکلا ہے اپنے سارے دل اور ساری توجہ اور سارے اخلاص سے مدد کرنی چاہئے۔ اور اس کے سارے پہلوؤں کو بنظر عزت دیکھ کر بہت جلد حق خدمت ادا کرنا چاہئے۔ جو شخص اپنی حیثیت کے موافق کچھ ماہواری چندہ دینا چاہتا ہے وہ اس کو حق واجب اور دَین لازم کی طرح سمجھ کر خود بخود ماہوار اپنی فکر سے ادا کرے اور اس فریضے کو خالصتاً للہ نذر مقرر کر کے اس کے ادا میں تخلّف یا سہل انگاری کو روا نہ رکھے''۔ (یعنی کسی قسم کی سستی وغیرہ نہ ہونی چاہئے)۔ ''اور جو شخص یکمشت امداد کے طور پر دینا چاہتا ہے وہ اسی طرح ادا کرے۔ لیکن یاد رہے کہ اصل مدعا جس پر اس سلسلے کے بلا انقطاع چلنے کی امید ہے (یعنی بغیر کسی روک کے چلنا چاہئے) وہ یہی انتظام

ہے کہ سچے خیر خواہ دین کے اپنی بضاعت اور اپنی بساط کے لحاظ سے (اپنی طاقت کے لحاظ سے، اپنے وسائل کے لحاظ سے) ایسی سہل رقم ماہواری کے طور پر ادا کرنا اپنے نفس پر ایک حتمی وعدہ ٹھہرا لیں جن کو بشرط نہ پیش آنے کسی اتفاقی مانع کے بآسانی ادا کر سکیں"۔ (یعنی اگر کوئی اتفاقی حادثہ نہ پیش آ جائے آمدنی میں کمی نہ ہو جائے، کاروبار میں نقصان نہ ہو جائے سوائے اس کے کہ ایسا کوئی اتفاقی حادثہ پیش آ جائے ضرور ہے، لازمی ہے کہ ماہوار چندہ ادا کیا کریں)۔ پھر فرمایا: "ہاں جس کو اللہ جلّشانہ توفیق اور انشراح صدر

اے میرے عزیزو! میرے پیارو! میرے درخت وجود کی سرسبز شاخو! جو خدا تعالیٰ کی رحمت سے جو تم پر ہے میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو اور اپنی زندگی، اپنا آرام، اپنا مال اس راہ میں فدا کر رہے ہو

بخشے وہ علاوہ اس ماہواری چندے کے اپنی وسعت، ہمت اور اندازہ مقدرت کے موافق یکمشت کے طور پر بھی مدد کر سکتا ہے"۔ (یعنی ماہوار چندہ ادا کرنے کے علاوہ جو بھی توفیق ہو اسے جو بھی طاقت ہے اور آمدنی ہے اس کے حساب سے پھر اگر اکٹھی رقم بھی دینی پڑے تو دی جائے۔

پھر فرمایا: "اور تم اے میرے عزیزو! میرے پیارو! میرے درخت وجود کی سرسبز شاخو! جو خدا تعالیٰ کی رحمت سے جو تم پر ہے میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو اور اپنی زندگی، اپنا آرام، اپنا مال اس راہ میں فدا کر رہے ہو اگرچہ میں جانتا ہوں کہ میں جو کچھ کہوں تم اسے قبول کرنا اپنی سعادت سمجھو گے اور جہاں تک تمہاری طاقت ہے دریغ نہیں کرو گے۔ لیکن میں اس خدمت کے لئے معین طور پر اپنی زبان سے تم پر کچھ فرض نہیں کر سکتا۔ تا کہ تمہاری خدمتیں نہ میرے کہنے کی مجبوری سے بلکہ اپنی خوشی سے ہوں"۔

(فتح اسلام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 34-33)

ماہوار چندے کی شرح خلافت ثانیہ میں مقرر ہوئی جب باقاعدہ ایک نظام قائم ہوا اور چندہ عام کی شرح 16/1 اس وقت سے قائم ہے۔ لیکن حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک ارشاد سے استنباط کر کے یہ شرح مقرر کی تھی۔ تو بہر حال جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ماہوار چندے کے علاوہ اپنی وسعت کے لحاظ سے اکٹھی رقم بھی تم دے سکتے ہو اور اس کے لئے جماعت میں مختلف تحریکات ہوتی رہتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے لوگ اس میں حصہ لیتے ہیں۔ لیکن جیسا کہ میں نے بتایا، پہلے بھی کہا ہے کہ اس نیت سے اور اس ارادے سے ہر ادائیگی، ہر چندہ اور ہر وعدہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا ہے نہ کہ کسی بناوٹ کی وجہ سے۔ اور ہمیشہ جب بھی خرچ کریں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے ہمیں ہر نئی تحریک میں حصہ لینے کی توفیق دی یا فرض ماہوار چندہ کو ادا کرنے کی توفیق دی، بجٹ پورا کرنے کی توفیق دی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: "تمہارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا تعالیٰ سے بھی۔ صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو۔ پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے۔ اور اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ پس جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا"۔ یعنی جو اس نیت سے چھوڑتا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا ہے وہ اپنا نہیں سمجھتا۔ اب 16/1 جو چندہ ہے جو یہ سمجھے میری آمد میں سے 15 حصے تو میرے ہیں یہ 16واں حصہ خدا تعالیٰ کا ہے تو آپؑ فرماتے ہیں وہ ضرور اس سے حصہ پائے گا۔ "لیکن جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجا لانی چاہئے تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا"۔ یعنی ایک احمدی ہونے کے بعد پھر اگر ایسی سوچ ہو گی تو آپؑ فرماتے ہیں اس کا مال ضائع بھی ہو گا۔ "یہ مت خیال کرو کہ مال تمہاری کوشش سے آتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔ اور یہ مت خیال کرو کہ تم کوئی حصہ مال کا دے کر یا کسی اور رنگ سے کوئی خدمت بجا لا کر خدا تعالیٰ اور اس کے فرستادہ پر کچھ احسان کرتے ہو بلکہ یہ اُس کا احسان ہے کہ تمہیں اس خدمت کے لئے بلاتا ہے۔ اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تم سب مجھے چھوڑ دو اور خدمت اور امداد سے پہلو تہی کرو تو وہ ایک قوم پیدا کر دے گا کہ اس کی خدمت بجا لائے گی۔ تم یقیناً سمجھو کہ یہ کام آسمان سے ہے اور تمہاری خدمت صرف تمہاری بھلائی کے لئے ہے۔ پس ایسا نہ ہو کہ تم دل میں تکبر کرو اور یہ خیال کرو کہ ہم خدمت مالی یا کسی قسم کی خدمت کرتے ہیں۔ میں بار بار تمہیں کہتا ہوں کہ خدا تمہاری خدمتوں کا ذرّہ محتاج نہیں ہاں تم پر یہ اس کا فضل ہے کہ تم کو خدمت کا موقع دیتا ہے"۔

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 497، 498 منقول از ضمیمہ ریویو آف ریلیجنز اردو۔ ستمبر 1903ء)

اللہ کرے کہ ہم ہمیشہ ان توقعات پر پورا اترتے رہیں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم سے کی ہیں۔ اور ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کے وارث بنتے رہیں۔ اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے کے لئے اس کی راہ میں قربانیاں پیش کرنے والے بنتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(خطبہ جمعہ 28/ مئی 2004ء)

ملت احمدؐ کی مالک نے جو ڈالی تھی بنا
آج پوری ہو رہی ہے اے عزیزانِ دیار
گلشنِ احمدؐ بنا ہے مسکنِ بادِ صبا
جس کی تحریکوں سے سُنتا ہے بشر گفتارِ یار
(درثمین)

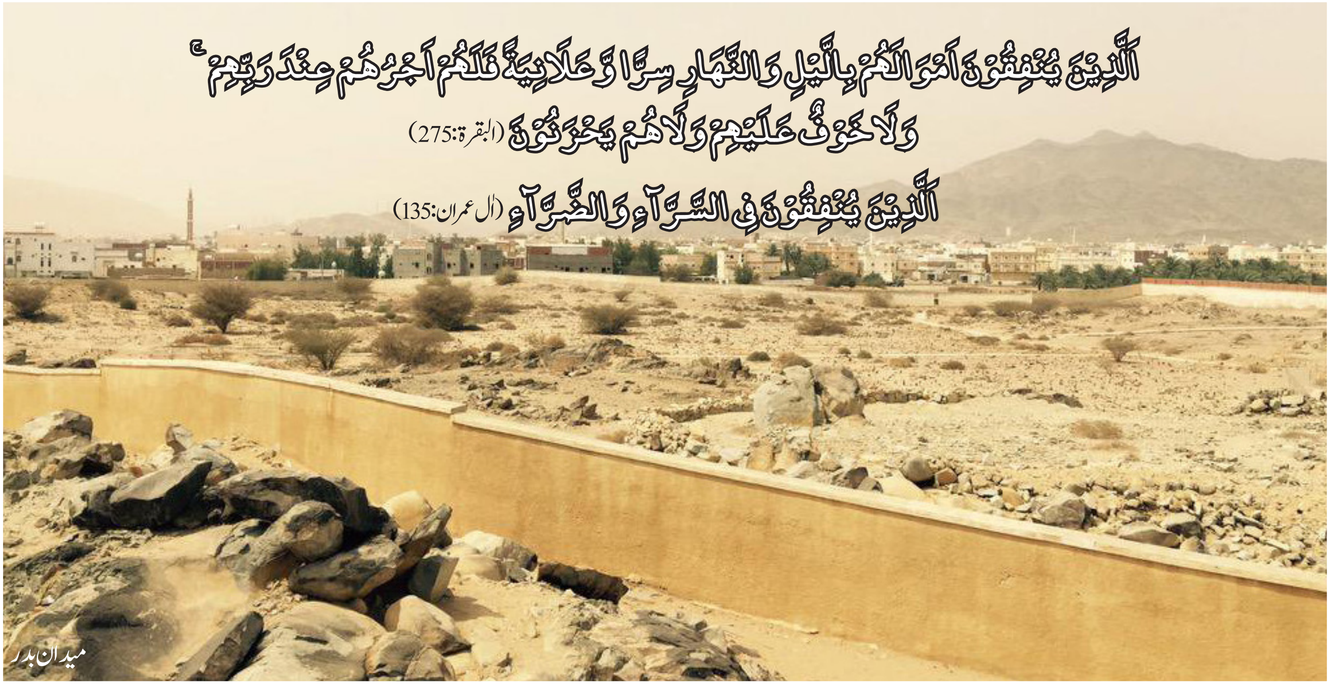

انتخاب: شمس الحق انور

جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اُس پر نثار

صحابہ رسول ﷺ کی مالی قربانی کے ایمان افروز واقعات

مالی اور جانی قربانی کی تاریخ تو بہت پرانی ہے۔ اپنے پیاروں کی خاطر انسان ہمیشہ قربانیاں دیتا آیا ہے اور عشق و محبت کے ایسے ایسے واقعات ملتے ہیں کہ بسا اوقات یقین کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ خدا کی خاطر قربانی کرنے والے بھی ہمیشہ قربانی کرتے رہے ہیں اور خدا کی خاطر قربانیاں کرنے والوں کی قربانی کبھی بھی رائیگاں نہیں گئی۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے ان کی قربانیوں کی بہتر اور عمدہ جزا دی اور ان کے نام آج بھی محبت اور پیار سے لئے جاتے ہیں۔ یہ قربانیاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دور میں اپنی انتہاء کو پہنچیں اور دنیا نے ''وَفَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ'' کا نمونہ اور اس کا عظیم الشان اجر بھی دیکھ لیا۔

حضرت محمد ﷺ کے صحابہ نے جان کی قربانی کے ساتھ ساتھ مال کی قربانی کے بھی ایسے نمونے قائم کئے جو ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔

1۔ حضرت عکرمہؓ بن ابی جہل نے قبول اسلام کے بعد یہ عہد کیا تھا کہ جتنی دولت اسلام کی مخالفت میں صرف کر چکا ہوں۔ اس سے دوگنا خدمت اسلام میں صرف کروں گا اور اسلام کی مخالفت میں جتنی لڑائیاں لڑا ہوں اس سے دوگنا اسلام کی تائید میں لڑوں گا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد جو فتنہ ارتداد اٹھا اس میں، شام کی معرکہ آرائیوں میں، ان کے کارہائے نمایاں سے تاریخ اسلام کے صفحات مزّین ہیں۔ اور اس طرح لڑائیوں کے متعلق انہوں نے اپنا عہد پورا کیا۔ مالی قربانی کا یہ حال ہے کہ ان سب لڑائیوں کی تیاری اور اخراجات کے لیے آپ نے کبھی ایک حبہ بیت المال سے نہیں لیا۔ جب لشکرِ اسلامی شام پر فوج کشی کے لیے تیار ہو رہا تھا تو حضرت ابو بکرؓ فوج کے معائنہ کے لیے تشریف لے گئے۔ تو ایک خیمہ کے باہر آپ نے دیکھا کہ چاروں طرف گھوڑے بندھے ہوئے ہیں۔ تلواریں اور دوسرا سامانِ جنگ بافراط رکھا ہے۔ آپ قریب پہنچے تو معلوم ہوا کہ یہ خیمہ حضرت عکرمہؓ کا ہے اور سب سامان ان کا اپنا ہے۔ آپ نے کچھ رقم اخراجاتِ جنگ کے لیے ان کو دینا چاہی۔ مگر انہوں نے لینے سے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ میرے پاس تا حال دو ہزار دینار موجود ہیں اس لیے بیت المال پر بوجھ ڈالنے کی مجھے ضرورت نہیں[1]۔

2۔ حضرت عبد اللہ بن زیدؓ کے پاس جائیداد بہت قلیل تھی۔ اور نہایت تنگی کے ساتھ بال بچوں کا پیٹ پالتے تھے لیکن ایک وقت ایسا آیا کہ اسلام کے لیے مال کی ضرورت تھی۔ جسے پورا کرنے کے لیے چندہ کی تحریک کی گئی حضرت عبد اللہ کے پاس گو مال کی کمی تھی لیکن دل میں ایمانی حرارت موجود تھی۔ اس سے مجبور ہو کر آپ کے پاس جو کچھ بھی تھا آپ نے سب کا سب خدا تعالیٰ کی راہ میں دے دیا۔ ان کے باپ نے آکر آنحضرت ﷺ سے شکایتاً اس کا ذکر کیا۔ تو آپ نے ان کو بلا کر فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے تمہارا صدقہ قبول کر لیا ہے لیکن اب تمہارے باپ کی میراث کے طور پر تم کو واپس کرتا ہے تم اس کو قبول کر لو[2]۔

3۔ جب قرآن کریم کی آیت مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا نازل ہوئی تو ایک نوجوان صحابی حضرت ثابتؓ بن دحداح آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا خدا تعالیٰ ہم سے قرض مانگتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ہاں، یہ سننا تھا کہ دنیوی ضرورتیں، بیوی بچوں کی فکر اور مستقبل کا خیال سب چیزیں آپ کی نظر سے

1 (اسد الغابہ ج3 ص568)

2 (اسد الغابہ ج2 ص138، 139)

اوجھل ہوگئیں۔ اور صرف خدا اور اس کا رسول اور اس کے دین کی ضرورت سامنے رہی۔ چنانچہ آپ نے اپنا تمام مال صدقہ کر دیا[3]۔

4۔ جب آیت کریمہ لن تنالوا البرّ حتیٰ تنفقوا مما تحبون نازل ہوئی تو صحابہؓ نے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر قربانیاں پیش کیں۔ ایک نوجوان صحابی حضرت ابوطلحہؓ نے اپنی ایک نہایت قیمتی جائیداد وقف کر دی۔ اس میں ایک کنواں تھا جس کا پانی شیریں تھا۔ اور آنحضرت ﷺ اسے بہت شوق سے پیا کرتے تھے[4]۔

5۔ حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے ساتھ حضرت علیؓ کی شادی کے بعد ایک روز آنحضرت ﷺ آپ کے ہاں تشریف لے گئے تو حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا۔ کہ حارثہ بن نعمانؓ کے پاس کئی مکانات ہیں ان سے فرمائیں کہ ایک مکان ہمارے لیے خالی کر دیں۔ آپ نے فرمایا کہ وہ ہمارے لیے پہلے ہی اتنے مکانات خالی کر چکے ہیں کہ مجھے اب ان سے بات کہتے ہوئے تأمل ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ان سے اس کے متعلق کوئی ذکر کرنا بھی پسند نہ کیا۔ حضرت حارثہؓ کو کسی اور ذریعہ سے اس بات کا علم ہوگیا۔ تو آپ بھاگے بھاگے آئے اور عرض کیا۔ یارسول اللہ میرا تمام مال و جائیداد حضور پر قربان ہے اور میں تو اس میں خوشی محسوس کرتا ہوں کہ آپ میری کوئی چیز قبول فرمائیں۔ جو چیز آپ قبول فرمالیں وہ مجھے زیادہ خوشی پہنچاتی ہے بہ نسبت اس کے کہ جو میرے قبضہ میں رہے۔ اور پھر خود بخود ایک مکان خالی کر کے پیش کیا جس میں حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ نے رہائش اختیار فرمائی[5]۔

6۔ سن 8ھ میں مسلمانوں کو ایک غزوہ پیش آیا جسے غزوہ جیش الخبط کہتے ہیں۔ مسلمانوں کی تعداد تین سو تھی لیکن زادِ راہ ختم ہوگیا اور مجاہدین کو سخت پریشانی کا سامنا ہوا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ درختوں کے پتے جھاڑ جھاڑ کر کھانے لگے۔ حضرت قیس بن سعد بن عبادہ بھی اس لشکر میں شریک تھے۔ آپ نے تین مرتبہ تین تین اونٹ قرض لے کر ذبح کیے اور سارے لشکر کو دعوت دی[6]۔

7۔ حضرت صہیب ابتدائی مسلمانوں میں سے تھے۔ مگر نہایت مسکین اور بے کس آدمی تھے قریش مکہ ان کو طرح طرح کی تکالیف پہنچاتے تھے تنگ آکر آپ نے ہجرت کا ارادہ کیا تو مشرکین نے کہا کہ تم جب یہاں آئے تھے تو بالکل مفلس اور قلاش تھے۔ اب ہماری وجہ سے مالدار ہوگئے ہو تو چاہتے ہو کہ تمام مال و اسباب لے کر یہاں سے نکل جاؤ۔ ہم ہر گز تمہیں ایسا نہ کرنے دیں گے۔ آپ کے دل میں ایمان کی جو لگن تھی وہ ایسی نہ تھی کہ مال و دولت کی زنجیر ان کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرنے سے باز رکھ سکتی۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میں تمام مال و دولت تمہارے حوالہ کر دوں تو پھر تو تم کو میرے جانے پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ وہ رضامند ہوگئے۔ چنانچہ آپ نے سب مال و اسباب ان کے حوالے کیا اور بالکل مفلس ہو کر ہجرت اختیار کی۔ آنحضرت ﷺ کو جب اس کا علم ہوا تو فرمایا: رَبِحَ صُھَیبُ یعنی صہیبؓ نفع میں رہے۔ جو لوگ معمولی مواقع پیش آنے پر دین کی خدمت سے محروم رہ جاتے ہیں اور ثواب کے مواقع ہاتھ سے کھو دیتے ہیں انہیں اپنے اس بزرگ کی مثال پر غور کرنا چاہیے جس نے ایمان کی حفاظت کے لیے اپنا تمام اندوختہ قربان کرنے میں ایک لحہ بھی تامل نہ کیا[7]۔

8۔ حضرت نوفل بن حارثؓ نے غزوہ حنین کے موقع پر تین ہزار نیزے اپنی گرہ سے خرید کر پیش کیے[8]۔

9۔ حضرت عثمانؓ نے 34 سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ آپ بہت بڑے دولت مند تھے۔ مکہ سے ہجرت کر کے جب مسلمان مدینہ میں آئے تو پانی کی سخت تکلیف تھی صرف ایک کنواں (بیر رومہ) ایسا تھا جس کا پانی عمدہ اور شیریں تھا۔ مگر وہ ایک یہودی کی ملکیت تھا جو پانی قیمتاً فروخت کرتا تھا۔ ادھر صحابہ کی مالی حالت عام طور پر ایسی نہ تھی کہ مول لے کر پانی پی سکیں۔ اس لیے حضرت عثمانؓ نے وہ کنواں اس کے یہودی مالک سے بیس ہزار درہم میں خرید کر وقف کر دیا۔

باقی صفحہ 28 پر

3 (اسد الغابہ ج2 ص138، 139)
4 (سیر انصار ج1 ص168، 169)
5 (ابن سعد ج8 ص22)
6 (بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ سیف البحر۔۔)
7 (ابن سعد ج3 ص162)
8 (اسد الغابہ ج5 ص573، 574)

نثارِ ملتِ اسلام

صدق کو جب پایا اصحاب رسول اللہ نے
اس پہ مال و جان و تن بڑھ بڑھ کے کرتے تھے نثار

کیا مجھے تم چھوڑتے ہو جاہ دنیا کے لئے
جاہ دنیا کب تلک، دنیا ہے خود ناپائیدار

کون در پردہ مجھے دیتا ہے ہر میداں میں فتح
کون ہے جو تم کو ہر دم کر رہا ہے شرمسار

جان و دل سے ہم نثارِ ملت اسلام ہیں
لیک دیں وہ رہ نہیں جس پر چلیں اہل نقار

واہ رے باغ محبت موت جس کی رہ گزر
وصل یار اس کا ثمر، پر ارد گرد اس کے ہیں خار

پر جو دنیا کے بنیں کیڑے وہ کیا ڈھونڈیں اسے
دیں اُسے ملتا ہے جو دیں کے لئے ہو بے قرار

اس جہاں کو چھوڑنا ہے تیرے دیوانوں کا کام
نقد پا لیتے ہیں وہ اور دوسرے امیدوار

درثمین

ترتیب: محمد انیس دیالگڑھی

وہی مے ان کو ساقی نے پلا دی

صحابہ کرام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مالی قربانی کے واقعات

صحابہ رسول ﷺ نے مالی قربانی کے میدان میں نہایت ایمان افروز لازوال داستانیں رقم کی ہیں۔ ان جانثار صحابہ جیسی ایک جماعت مسیح پاکؑ کے مبارک زمانہ میں بھی پیدا ہوئی اور ’’صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا‘‘ کی مصداق قرار پائی۔ آخرین کی اس جماعت کے حالات و واقعات کا مطالعہ کریں تو اوّلین صحابہ رسول ﷺ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے اور قربانی و ایثار کے وہی جذبات اور شاندار نمونے نظر آتے ہیں جو پہلے دور میں تھے۔ چنانچہ آخرین کی اس جماعت میں مبعوث ہونے والے حضرت امام مہدی علیہ السلام اپنے صحابہ کی فدائیت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’مَیں اپنی جماعت کے محبت اور اخلاص پر تعجب کرتا ہوں کہ ان میں سے نہایت ہی کم معاش والے جیسے میاں جمال الدین اور خیر الدین اور امام الدین کشمیری میرے گاؤں سے قریب رہنے والے ہیں وہ تینوں غریب بھائی بھی جو شاید تین آنہ یا چار آنہ روزانہ مزدوری کرتے ہیں۔ (آج ان کی اولادیں لاکھوں میں کھیل رہی ہیں۔ ناقل) سرگرمی سے ماہواری چندہ میں شریک ہیں۔ ان کے دوست میاں عبدالعزیز پٹواری کے اخلاص سے بھی مجھے تعجب ہے کہ باوجود قلت معاش کے ایک دن سو روپیہ دے گیا کہ مَیں چاہتا ہوں کہ خدا کی راہ میں خرچ ہو جائے۔ وہ سو روپیہ شاید اس غریب نے کئی برسوں میں جمع کیا ہوگا۔ مگر للّٰہی جوش نے خدا کی رضا کا جوش دلایا۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 314-313 حاشیہ)

مینارۃ المسیح کی تعمیر کے وقت کا ذکر ہے، حضورؑ نے فرمایا:

’’ان دنوں میں میری جماعت میں سے دو ایسے مخلص آدمیوں نے اس کام کے لئے چندہ دیا ہے۔ جو باقی دوستوں کے لئے درحقیقت جائے رشک ہیں۔ ایک ان میں سے منشی عبدالعزیز نام ضلع گورداسپور میں پٹواری ہیں، جنہوں نے باوجود اپنی کم سرمائیگی کے ایک سو روپیہ اس کام کے لئے چندہ دیا ہے۔ اور مَیں خیال کرتا ہوں کہ یہ سو روپیہ کئی سال کا ان کا اندوختہ ہوگا۔ اور زیادہ وہ قابل تعریف اس سے بھی ہیں کہ ابھی وہ ایک اور کام میں سو روپیہ چندہ دے چکے ہیں۔ اور اب اپنے عیال کی بھی چنداں پرواہ نہ رکھ کر یہ چندہ پیش کر دیا، جزاھم اللہ خیر الجزاء۔ دوسرے مخلص جنہوں نے اس وقت بڑی مردانگی دکھلائی ہے میاں شادیخاں لکڑی فروش ساکن سیالکوٹ ہیں۔ ابھی وہ ایک کام میں ڈیڑھ سو روپیہ چندہ دے چکے ہیں۔ اور اب اس کام کے لئے دو سو روپیہ چندہ بھیج دیا ہے۔ اور یہ وہ متوکل شخص ہے کہ اگر اس کے گھر کا تمام اسباب دیکھا جائے تو شاید تمام جائیداد پچاس روپیہ سے زیادہ نہ ہو۔ انہوں نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ چونکہ ایام قحط ہیں اور دنیوی تجارت میں صاف تباہی نظر آتی ہے تو بہتر ہے کہ ہم دینی تجارت کریں۔ اس لئے جو کچھ اپنے پاس تھا سب بھیج دیا۔ اور درحقیقت وہ کام کیا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 315-314)

میاں شادی خان صاحب نے سنا تو سیدھے گھر گئے۔ ہر طرف

نظر دوڑائی۔ سارا گھر خالی ہو چکا تھا صرف چند چارپائیاں باقی تھیں۔ فوری طور پر ان سب کو فروخت کر ڈالا اور ساری رقم لا کر حضور کے قدموں میں ڈال دی اور حضور کے منہ سے نکلی ہوئی بات لفظاً لفظاً پوری کر دی! اور پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس فدائی خادم کو کس طرح نوازا۔ ان کی وفات ہوئی تو ان کی آخری آرام گاہ بہشتی مقبرہ میں ایسی جگہ بنی جو حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے مزار مبارک سے چند گز کے فاصلہ پر تھی اور بعد ازاں اس مقدس چاردیواری کے اندر آ گئی!

(رسالہ انفاق فی سبیل اللہ مرتبہ مولانا عطاء المجیب راشد صاحب)

ایک اور مخلص اور فدائی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’حبی فی اللہ میاں عبدالحق خلف عبدالسمیع۔ یہ ایک اول درجہ کا مخلص اور سچا ہمدرد اور محض للہ محبت رکھنے والا دوست اور غریب مزاج ہے۔ دین کو ابتداء سے غریبوں سے مناسبت ہے کیونکہ غریب لوگ تکبر نہیں کرتے اور پوری تواضع کے ساتھ حق کو قبول کرتے ہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ دولت مندوں میں ایسے لوگ بہت کم ہیں کہ اس سعادت کا عشر بھی حاصل کر سکیں جس کو غریب لوگ کامل طور پر حاصل کر لیتے ہیں۔ فَطُوْبٰی لِلْغُرَبَاءِ۔ میاں عبدالحق باوجود اپنے افلاس اور کمی مقدرت کے ایک عاشق صادق کی طرح محض للہ خدمت کرتا رہتا ہے اور اس کی یہ خدمات اس آیت کا مصداق اس کو ٹھہرا رہی ہیں کہ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ وَلَوْ کَانَ بِھِمْ خَصَاصَةٌ (الحشر:10) یعنی باوجود تنگی درپیش ہونے کے بھی اپنی جانوں پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں۔

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 537)

یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کے ہیں جن کی ان چھوٹی چھوٹی قربانیوں سے، ان شبنم کے قطروں سے، درخت پھلوں سے لدے رہتے تھے۔ ان کے اعمال کے درخت بھی پھلدار رہتے تھے۔ اور جماعت بھی ان قربانیوں کی وجہ سے پھلوں سے لدی رہتی تھی۔ انہی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت قاضی محمد یوسف صاحبؓ پشاوری لکھتے ہیں کہ:

جن مخلص احباب نے لنگر خانے کے واسطے فوراً امداد بھیجی ان میں ایک شخص چوہدری عبدالعزیز صاحب احمدی اوجلوی پٹواری بھی تھے۔ جو خود آپ گورداسپور آئے اور آریہ کے مکان میں جبکہ حضرت احمدؑ اوپر سے نیچے اتر رہے تھے (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر ہے) زینہ میں نصف راہ میں ملے اور ہاتھ سے اپنی کمر سے ایک سو روپیہ چاندی کے کھول کر پیش کئے کہ حضور کا خط آیا اور خاکسار کے پاس یہی رقم موجود تھی جو بطور امداد لنگر پیش کر رہا ہوں۔

قاضی صاحب لکھتے ہیں ’’مجھے ایک پٹواری کے، جو اُن دنوں صرف چھ روپے ماہوار تنخواہ لیتا تھا، اس ایثار پر رشک آیا۔ خدا تعالیٰ نے اس کے اخلاص کے عوض اس پر بڑے فضل کئے۔‘‘ (رسالہ ظہور احمد موعودؑ صفحہ 72 مطبوعہ 30/ جنوری 1955)

یہ تھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کے نمونے جو پہلوں سے ملنے کے لئے اپنے پر تنگی وارد کیا کرتے تھے اور تنگی وارد کر کے قربانیاں دیا کرتے تھے۔

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اُس پر نثار
اِسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب
کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب؟
اُسے دے چکے مال و جاں بار بار
ابھی خوف دل میں کہ ہیں نابکار
لگاتے ہیں دل اپنا اُس پاک سے
وہی پاک جاتے ہیں اِس خاک سے

(نشانِ آسمانی صفحہ 46 حاشیہ۔ مطبوعہ 1892ء)

پھر حضرت قاضی یوسف صاحبؓ ایک اور ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: میرے پہلے قیام گورداسپور میں ایک واقعہ پیش آیا کہ ایک دفعہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے حضرت احمد سے (حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے) عرض کی کہ حضور لنگری کہتا ہے کہ لنگر کا خرچ ختم ہو گیا ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ بعض مخلص احباب کو متوجہ کیا جاوے۔ چند مخلص افراد کو امداد لنگر کے واسطے خطوط لکھے گئے اور کئی مخلصوں کے جواب اور رقوم آئیں۔ کہتے ہیں کہ ان میں سے ایک واقعہ خاکسار کو یاد ہے کہ وزیر آباد کے شیخ خاندان نے جو مخلص احمدی تھے ان کا ایک پسر نوجوان خط ملتے وقت طاعون سے فوت ہوا تھا اور اس کے کفن دفن کے واسطے مبلغ دو سو روپے بغرض اخراجات اس کے پاس موجود تھے۔ اس نے اسی وقت (اس لڑکے کے باپ نے) ایک خط حضرت مسیح موعودؑ کو لکھا اور یہ خط ایک سبز کاغذ پر تحریر تھا اور اس کے عنوان میں یہ لکھا کہ اے خوشا مال کہ قربانِ مسیحا گردد، کہ مبارک ہے وہ مال جو خدا کے مسیح کے لئے قربان کر دیا جائے۔ نیچے خط میں لکھا میرا نوجوان لڑکا طاعون سے فوت ہوا ہے۔ میں نے اس کی تجہیز و تکفین کے واسطے مبلغ دو سو روپے تجویز کئے تھے جو ارسال خدمت کرتا ہوں وہ دو سو روپے تھے جو اس کے لئے رکھے ہوئے تھے اور لڑکے کو اس کے لباس میں دفن کر دیتا ہوں۔ یہ ہے وہ اخلاص جو حضرت مسیح موعودؑ کے مریدوں کے دلوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے تھا جماعت کے لئے تھا، اللہ تعالیٰ کی مرضی چاہنے کے لئے تھا۔ قاضی صاحب لکھتے ہیں کہ یہی لوگ تھے جن کو آیت وَآخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ (الجمعة:4) کے ماتحت صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا کا مصداق قرار دیا گیا ہے۔

(رسالہ ظہور احمد موعودؑ مؤلفہ قاضی محمد یوسف فاروقی احمدی۔ قاضی خیل صفحہ 70-71 مطبوعہ 30/ جنوری 1955)

اتنی زیادہ قربانی کی کہیں اور مثال آپ کو نظر نہیں آئے گی۔ اگر آئے گی تو یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت

میں ہی نظر آئے گی۔ اسی کا یہ خاصہ ہے۔

انفاق فی سبیل اللہ کی توفیق کسی انسان کو تب ہی ملتی ہے جب اسے توکل علی اللہ کی نعمت نصیب ہو۔ اس تعلق میں حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ لدھیانوی کا خوبصورت نمونہ یاد رکھنے کے لائق ہے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت پیر افتخار احمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں:

"ہمارے گھر میں خرچ نہ تھا۔ میرے والد صاحب نے میری والدہ سے پوچھا، آٹا ہے؟ کہا نہیں۔ مال ہے؟ جواب نفی میں ملا۔ ایندھن ہے؟ وہی جواب تھا۔ جیب میں ہاتھ ڈالا صرف دو روپے تھے۔ فرمانے لگے۔ اس میں تو اتنی چیزیں پوری نہیں ہوسکتیں۔ اچھا میں ان دو روپوں سے تجارت کرتا ہوں۔ وہ دو روپے کسی غریب کو دے کر خود نماز پڑھنے چلے گئے۔ راستہ میں اللہ تعالیٰ نے دس روپے بھیج دیئے۔ واپس آکر فرمایا۔ "لو میں تجارت کر آیا ہوں اب سب چیزیں منگوالو۔ اللہ کی راہ میں مال دینے سے گھٹتا نہیں، بڑھتا ہے۔"

(انعامات خداوند کریم صفحہ 222-221 تصنیف حضرت صاحبزادہ پیر افتخار احمد صاحبؓ لدھیانوی)

دین کی راہ میں مالی قربانی کی ایک عظیم اور شاندار مثال حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے صحابی حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کی ہے۔ لندن مشن میں ساٹھ کی دہائی میں یہ تجویز چلی کہ جماعت احمدیہ برطانیہ کے مرکز میں موجود دو عمارتوں کو (جو کافی پرانی ہو چکی تھیں) گرا کر ایک بڑا کمپلیکس بنایا جائے جس میں ایک بڑا ہال، دفاتر، دو بڑے رہائشی مکان اور ایک چھوٹا رہائشی فلیٹ ہو۔ اس تعمیراتی منصوبہ کے لئے جماعت کے پاس اس وقت مطلوبہ ایک لاکھ پاؤنڈ کی رقم موجود نہ تھی۔ جماعتی ضروریات کے لئے بینک سے سود پر رقم لینا بھی جماعت کا طریق نہیں۔

بہت سوچ بچار اور کوشش کے بعد جب کوئی صورت نہ بن سکی تو حضرت چوہدری صاحبؓ سے درخواست کی گئی کہ کیا آپ یہ رقم مہیا فرما سکتے ہیں جو بعد ازاں آپ کو قسط وار واپس کر دی جائے گی۔ آپ نے اس پر رضامندی کا اظہار فرمایا۔

قرآنی تعلیم کے مطابق اس غرض سے ایک معاہدہ تجویز کیا گیا کہ حضرت چوہدری صاحب جماعت کو ایک لاکھ پاؤنڈ ادا کریں گے اور جماعت ایک مقررہ وقت کے اندر اس کی واپسی کی ذمہ دار ہوگی۔ ایک شام معاہدہ کی مجوزہ تحریر چوہدری صاحب کو دی گئی۔ انہوں نے فرمایا کہ میں بغور مطالعہ کرنے کے بعد دستخط کر کے کل دے دوں گا۔

اگلی صبح چوہدری صاحب نے فرمایا کہ میں نے اس بارہ میں سوچا اور دیانتداری سے اس پر غور کیا تو میرے نفس نے مجھ سے کہا کہ ظفر اللہ خان! آج تم جو کچھ ہو یہ احمدیت کی بدولت ہو تم نے جو کچھ پایا وہ سارے کا سارا اسی جماعت کا فیضان ہے۔ کیا اب تم اسی محسن جماعت کو ایک رقم قابلِ واپسی قرض کے طور پر دینا چاہتے ہو؟ میرے نفس نے مجھے بہت ملامت کی اور میں اپنے ارادہ پر بہت شرمسار ہوا اور بہت استغفار کی۔ اسی لمحہ میں نے یہ فیصلہ کرلیا کہ مطلوبہ رقم بطور قرض نہیں بلکہ ایک عاجزانہ عطیہ کے طور پر جماعت کی خدمت میں پیش کروں گا۔

یہ فرماتے ہوئے آپ نے معاہدہ کی تحریر پھاڑ دی اور ایک لاکھ پاؤنڈ کا چیک اسی وقت جماعت کے حوالہ کر دیا۔ اور ساتھ ہی یہ درخواست بھی کی کہ میری اس ادائیگی کا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے علاوہ کسی شخص سے میری زندگی میں ہرگز ذکر نہ کیا جائے۔ قربانی، عاجزی اور اخلاص کا کیا شاندار نمونہ ہے!

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے صحابہ میں مالی قربانیوں کا جذبہ ایسا راسخ ہو چکا تھا کہ اس کے نئے سے نئے انداز اختیار فرماتے۔ ایک چھوٹی سی مثال پیش کرتا ہوں جس میں بے پناہ جذبہ قربانی جھلکتا نظر آتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی سائیں دیوان شاہ صاحبؓ اپنے بار بار قادیان آنے کی وجہ یوں بیان کرتے ہیں۔

"میں چونکہ غریب ہوں۔ چندہ تو نہیں دے سکتا۔ قادیان جاتا ہوں تاکہ مہمان خانہ کی چار پائیاں بُن آؤں اور میرے سر سے چندہ اتر جائے۔ (اصحاب احمد جلد 3 صفحہ 9)

قادیان کے ایک درویش کا عاشقانہ انداز قربانی ایسا ہے کہ روح پر وجد کی کیفیت طاری ہوجاتی ہے۔ شمس الدین صاحبؓ درویش جسمانی طور پر معذور تھے۔ سارا وقت ایک چھوٹی سی کوٹھڑی میں پڑے رہتے۔ نظام وصیت 1905ء میں شروع ہوا۔ یہ 1919ء میں اس میں شامل ہوئے لیکن اس اپاہج اور معذور لیکن دل کے غنی اور فداکار کا نمونہ دیکھئے کہ آپ نے 1901ء سے چندہ وصیت دینا شروع کر دیا۔ اور نہ صرف ساری زندگی ادا کیا بلکہ آئندہ سالوں کا چندہ بھی دیتے رہے اور 1990ء تک کا چندہ وصیت ادا کر دیا جبکہ ان کی وفات 1950ء میں ہوگئی۔ گویا وہ تصویری زبان میں کہہ رہے تھے کہ کاش میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے وقت اوّلین احمدیوں میں شامل ہوتا اور کاش میں 1990ء تک زندگی پاکر اسلام کی خدمت کرتا چلا جاتا۔

قربانی کا یہ بے مثال جذبہ ایک ایسے شخص کا ہے جو معذور تھا۔ چل پھر بھی نہ سکتا تھا، پہلو تک نہیں بدل سکتا تھا۔ زبان میں لکنت تھی لیکن اس فدائی کا دل کتنا متحرک اور جذبۂ قربانی سے پُر تھا!

(بحوالہ وہ پھول جو مرجھا گئے از چوہدری فیض احمد گجراتی حصہ اوّل صفحہ 60 تا 62)

سانحہ ارتحال

اخبار احمدیہ جرمنی کے خوش نویس اور خطاط مکرم سعید اللہ خان صاحب کی والدہ محترمہ امۃ الرشید صاحبہ اہلیہ حمید اللہ خان صاحب مرحوم مؤرخہ 08/جون 2019ء بعمر 101 سال ربوہ میں وفات پا گئیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ 1918ء میں ہوشیار پور میں پیدا ہوئیں۔ اوائل عمر میں نظام وصیت میں شامل ہونے کی توفیق پائی۔ تمام عمر جماعت کے ساتھ اخلاص و وفا کا تعلق رکھا۔ مرحومہ نے 4 بیٹے اور 4 بیٹیاں اور متعدد پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل اور ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

مالی قربانی کی راہیں

جماعت میں مالی قربانی کا نظام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جاری فرمودہ ہے۔ جس کے مطابق حصہ آمد، چندہ عام اور جلسہ سالانہ لازمی چندہ جات ہیں اور ان کی شرح بھی مقرر ہے۔ سلسلہ کی ضروریات کے مطابق خلفائے سلسلہ کی طرف سے بھی مختلف مالی تحریکات جماعت کے سامنے آتی رہتی ہیں ان طوعی تحریکات میں ہر احمدی کو حسب توفیق حصہ لینے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس مالی نظام کا اجمالی تعارف نئے مالی سال کے آغاز پر قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

لازمی چندہ جات

1۔ زکوۃ۔ 2۔ فطرانہ۔ 3۔ حصہ آمد

چندہ شرط اوّل

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

سو پہلی شرط یہ ہے کہ ہر ایک شخص جو اس قبرستان میں مدفون ہونا چاہتا ہے وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے اِن مصارف کے لئے چندہ داخل کرے۔ اور یہ چندہ محض اُنہی لوگوں سے طلب کیا گیا ہے نہ دوسروں سے۔

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 318)

چندہ اعلان وصیت

اعلان وصیت کی اشاعت کے لئے مقررہ شرح سے جو ادائیگی کی جاتی ہے اس کو چندہ اعلان وصیت کہتے ہیں۔ جس کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ:

”ضروری ہوگا کہ وہ کم سے کم دو اخباروں میں اس کو شائع کر دیں“ (رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد 1 ص 322)

چندہ حصہ آمد

موصی احباب کی اصل آمد پر واجب الادا چندہ کو چندہ حصہ آمد کہا جاتا ہے جس کی کم از کم شرح 1/10 ہے جو 1/3 تک بڑھائی جا سکتی ہے۔ موصی وصیت کے بعد بھی مجلس کار پرداز کو درخواست دے کر 1/10 سے زیادہ اور بصورت مجبوری وعدم استطاعت 1/3 سے کم کروا سکتا ہے۔ اس چندہ کی ادائیگی موصی اپنی آمد کے مطابق ماہانہ کرے گا۔ لیکن جن موصیان کی آمد ماہانہ کی بجائے سہ ماہی، ششماہی یا سالانہ ہو وہ آمد ہونے پر اپنی وعدہ کردہ شرح کے مطابق چندہ ادا کریں۔

چندہ حصہ جائیداد

موصیان اپنی جائیداد کی قیمت کی تشخیص کے بعد اس پر جو چندہ حسب شرح وصیت ادا کرتے ہیں اسے چندہ حصہ جائیداد کہتے ہیں۔ حصہ جائیداد کی ادائیگی کے بعد یا قبل بھی اس جائیداد سے حاصل ہونے والی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام یعنی 1/16 ادا کرنا ضروری ہے۔

چندہ عام

چندہ عام وہ لازمی اور بنیادی چندہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہر کمانے والے احمدی مرد/عورت کے لئے ضروری قرار دیا ہے۔ اس کی شرح تمام ذرائع سے حاصل ہونے والی کل آمد کا 1/16 ہے۔

چندہ جلسہ سالانہ

حصہ آمد یا چندہ عام ادا کرنے والے احباب اپنی سالانہ آمد کا 1/120 (ایک سو بیسواں) حصہ ماہانہ یا ایک ماہ کی آمد کا دسواں حصہ سال میں ایک دفعہ چندہ جلسہ سالانہ کی صورت میں ادا کرتے ہیں۔

طوعی چندہ جات

1۔ عید فنڈ:۔ یہ چندہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے قائم ہے۔ اس کی غرض یہ تھی کہ عید کے موقع پر غرباء کا بھی خیال رکھا جائے۔ ابتداء میں ایک روپیہ فی کس بطور عید فنڈ دیا کرتے تھے۔

باقی صفحہ 26 پر

مالی قربانی کے فیوض و برکات

(جماعت احمدیہ میں مالی قربانی کی چند خوبصورت مثالیں)

(ابن کریم۔ ربوہ)

خدا تعالیٰ نے اپنی آفاقی تعلیم میں اموال کے خرچ کو دنیا کے مصائب و آلام جن کو عذاب الیم کے نام سے یاد کیا گیا ہے کے دور ہونے کی خبر عطا فرمائی ہے۔

معاشرے کا یہ حال ہو چکا ہے کہ چھوٹی چھوٹی باتوں کی وجہ سے جان سے یا خود ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں یا دوسروں کی جانیں لے لیتے ہیں۔ چند روپوں کی خاطر قتل و غارت گری تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ ایسے میں آسمان سے یہ آواز دیا جانا کہ دردناک عذاب سے تمہیں اموال قربان کرنے سے نجات ملے گی کیسا خوبصورت فقرہ لگتا ہے کیسی دلربا بات لگتی ہے۔ اور پھر جنہوں نے اس راز کو پا لیا وہ تمام قسم کے دردناک عذابوں سے امن میں آگئے اور جب عذاب الیم سے خدا نے بچا لیا تو ساتھ ان خوشخبریوں کا بھی وارث بنا دیا جو اگلی آیات میں خدا تعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ ایسے لوگوں کے لئے خوشخبریاں ہیں کامیابیاں ہیں جنتیں ہیں اور اس کی تازہ بتازہ مثالیں روز کے روز سامنے آتی رہتی ہیں کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے دلوں میں حیرت انگیز انقلاب اور تبدیلیاں پیدا فرما دی ہیں کہ احمدی اپنی ضروریات کو قربان کرتے ہوئے دین کو دنیا پر مقدم کر لیتے ہیں۔

دینی ضروریات کو مقدم کرنے کی چند مثالیں

ہمارے محلہ ہی کے ایک مخلص نوجوان جو آج کل جرمنی میں رہائش رکھتے ہیں ، نے اپنے مرحوم بھائی ارشد لنگاہ صاحب کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ایک دفعہ وہ ایک قصاب کے پاس گوشت اور قیمہ وغیرہ لینے کے لئے کھڑے تھے۔ آپ نے گھریلو ضروریات کے لئے گوشت وغیرہ کا آرڈر دیا۔ اتفاق سے وہیں ہمارے سیکرٹری صاحب مال مکرم الطاف خان صاحب کا گزر بھی ہوا اور انہوں نے کہا لنگاہ صاحب اچھا ہوا آپ سے ملاقات ہوگئی آپ کے ذمہ کچھ چندہ واجب الادا ہے۔ لنگاہ صاحب نے کہا خان صاحب کتنی رقم بنتی ہے سیکرٹری صاحب مال نے حساب کتاب کر کے کہا آٹھ سو یا نو سو۔ فوری طور پر جیب سے مطلوبہ رقم نکال کر سیکرٹری صاحب مال کے ہاتھ پر رکھ دی اور قصاب کو کہا بھائی اب یہ گوشت سنبھال لو۔ آج ہم دال وغیرہ سے ہی گزارہ کر لیں گے مگر دینی ضروریات مقدم ہیں۔

مکرم بشارت احمد کاہلوں صاحب مرحوم کے محلہ دار سبزی فروش بتاتے ہیں کہ مکرم چوہدری صاحب گو صاحب حیثیت تھے مگر سبزی بالکل برائے نام لیتے تھے۔ میں نے کہا چوہدری صاحب کچھ کھاتے پیتے نہیں ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ گھر میں صرف مَیں اور میری بیوی رہتے ہیں ہم دونوں کم سے کم خرچ کرتے ہیں اور جو بھی رقم بچتی ہے وہ چندے میں پیش کر دیتے ہیں۔ ہماری چونکہ ان سے خاصی تعلق داری بھی ہے تو ان کے گھر سے یہ پتہ چلا کہ ان کے بچے ممالک غیر میں ہوتے ہیں۔ خاصی آسودگی ہے مگر انہوں نے

اپنا بینک میں اکاؤنٹ تک نہیں کھلوایا ہوا۔ بس تھوڑی بہت جائز ضروریات کے لئے خرچ وغیرہ کرتے ہیں۔ بقیہ جو بھی رقم ہوتی ہے نظام جماعت کے حضور پیش کر دیتے ہیں کہ یہ دینی مہمات کے کام آوے اور توشہ آخرت تیار ہوتا جاوے۔

ابھی چند ہفتے پہلے میں واک کر کے کالج روڈ پر سے گزر رہا تھا ایک احمدی دوست جو ریڑھی وغیرہ لگاتے ہیں نے باتوں باتوں میں اپنے مرحوم والد صاحب صوفی محمد حسین صاحب کا مالی قربانی کا تذکرہ کچھ ان الفاظ میں کیا۔ وہ بتاتے ہیں کہ انہوں نے بہت محنت اور مشقت سے ہمیں پالا۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا میرے بہن بھائیوں کو باہر کے ممالک میں روزگار کے لئے جانے کے مواقع ملے۔ خوب خوشحالی اور آسائشیں خدا تعالیٰ نے عطا فرمادیں۔ ابا کو بہن بھائی جو بھی رقم دیتے وہ فوری طور پر چندہ میں ادا کر دیتے۔ ایک دفعہ عید کے دنوں کے قریب تین چار ہزار روپے چندہ کے لئے بھجوا دیئے۔ میری بہن نے کہا اباجی پوتوں، پوتیوں، نواسے، نواسیوں کو عیدی نہیں دینی؟ انہوں نے جواب دیا بیٹا زندگی میں کما کر ہی آپ لوگوں کو کھلایا ہے۔ اب آپ لوگ جانو اور یہ بچے جانیں۔ ان کی عیدی اور میری عیدی یہی ہے کہ خدا کے حضور اموال قربان کئے جائیں۔ اسی میں ہماری آخرت کی بھلائی ہے اور ان کے مستقبل بھی خدا تعالیٰ اسی برکت سے بہتر بنائے گا۔

اِنفاق فی سبیل اللہ کی برکتیں

اور پھر ان اموال میں جو برکتیں پڑتی ہیں، جو کامیابیاں حاصل ہوتی ہیں، جو نفوذ مل رہا ہے اس سے مخالف بھی خائف ہے اور اس کا برملا تذکرہ بھی کرتا ہے۔ ذرا ملاحظہ کریں۔

”جس قدر روپے احرار کی مخالفت میں قادیان خرچ کر رہا ہے اور جو عظیم الشان دماغ اس کی پشت پر ہے وہ بڑی سے بڑی سلطنت کو پل بھر میں درہم برہم کرنے کے لئے کافی ہے“۔ (اخبار مجاہد۔10/ اگست 1935ء بحوالہ ماہنامہ مصباح۔ فروری 1995ء صفحہ 19)

مالی قربانی میں جماعت احمدیہ ہر نوع کی خدمت بجالاتی ہے اور عجیب اتفاق اور برکت ہے کہ خدا تعالیٰ ان کی قربانیوں کو نقد بہ نقد قبولیت عطا فرما کر جزاء بھی انہیں دکھا دیتا ہے۔

پچھلے دنوں مجھے مکرم ملک رفیق احمد سعید صاحب مربی سلسلہ کے انتقال پر ان کے ہاں تعزیت کے لئے جانا ہوا۔ ان کے چھوٹے بھائی مکرم ملک حافظ منور احمد احسان صاحب نے ان کا ذکر خیر کرتے ہوئے ان کی تعمیر مساجد کی تحریک کے بارے میں کچھ اس طرح بتایا کہ محترم مربی صاحب نے احباب جماعت کو تحریک کی کہ آپ اپنے اموال پیش کریں قربانی دیں خدا کے گھر کو ظاہری لحاظ سے بھی خوبصورت بنائیں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں اور خدا پر بھروسہ کرتے ہوئے یہ کہتا ہوں کہ آپ خدا کے گھر کو سنواریں گے تو خدا آپ کے گھروں کو سنوارے گا۔ ابھی آپ لوگ گھروں میں رہ رہے ہیں اگر خدا کے گھر کے لئے خوب دل کھول کر مدد کریں گے تو خدا آپ کے گھروں کو کوٹھیوں میں تبدیل کر دے گا۔ چنانچہ عجیب خدا کا کرنا ہوا کہ ادھر ان لوگوں نے خدا کا گھر خوبصورت بنیادوں پر تعمیر کیا اور ایسا دلکش قلعہ نما بنایا کہ ایک دفعہ ایک بڑے سرکاری افسر نے گاڑی رکوا کر پوچھا کہ یہ کونسی عمارت ہے تو انہیں بتایا گیا کہ یہ مسجد احمدیہ ہے۔ ادھر خدا نے ان احمدیوں کے اموال میں اتنی برکت دی کہ ان کے وہاں ہوتے ہوئے ان کے گھروں کو کوٹھیوں میں تبدیل کر دیا۔

پاکیزہ اموال کی حفاظت اور نگرانی کی اہم ذمہ داری

ایک اور پہلو بھی توجہ کے لائق ہے کہ ان پاکیزہ اموال کی حفاظت اور نگرانی بھی بہت ضروری ہے کیونکہ ان اموال میں بیوگان، یتامیٰ، غرباء اور محنت کشوں کے خون پسینے کی کمائیاں ہوتی ہیں جو انہوں نے دین کی اشاعت، مساجد اور ہسپتالوں کی تعمیر اور ان کے اخراجات کے لئے پیٹ کاٹ کر دینی جذبے اور جوش سے دی ہوتی ہیں۔ ایک دو واقعات احباب کی خدمت میں اس غرض سے پیش کر رہا ہوں تا دوسرے لوگوں کو بتایا جائے کہ یہ اموال خدا اور اس کے رسول کی محبت کی خاطر اکٹھے ہوتے ہیں۔ اگر ان کو یہ سمجھ کر ہضم کرنے کی کوشش کی جائے کہ اس سے کیا فرق پڑتا ہے تو بعض دفعہ نقد بہ نقد پکڑ اس خوفناک انداز سے آتی ہے کہ انسان کا دل دہل جاتا ہے اور ان واقعات کو دیکھ کر لرز اٹھتا ہے۔ ذرا ملاحظہ کریں ایک دو واقعات۔

مکرم رشید الدین صاحب اپنی کتاب ”میرے والد“ میں ایک خدائی پکڑ کی تفصیل کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں۔ اس سے اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ جماعتی اموال کی کس طرح خدا تعالیٰ غیرت رکھتا ہے۔ ہمارے گاؤں کے ایک زمیندار نے جبکہ ہمارے گاؤں کی احمدیہ مسجد تعمیر ہو رہی تھی سیمنٹ کی طلب کی اور کہا میں جلد ہی لوٹا دوں گا۔ مگر کافی دن گزرنے اور اسے یاد کروانے کے باوجود وہ لیت و لعل سے کام لیتا رہا۔ ایک دن میں ایک بڑھئی کے پاس کچھ کام کروا رہا تھا اس کا گزر ادھر سے ہوا۔ مَیں نے کہا بھئی تمہاری طرف ہمارا کچھ قرض ہے تم نے ادھار کے طور پر مسجد کا سیمنٹ لیا تھا مگر واپس نہیں کیا۔ اس زمیندار نے نہایت تمسخرانہ انداز میں کہا تمہیں جلدی کیا ہے۔ سیمنٹ مل ہی جائے گا تم نے کوئی مرزا کی قبر پکی کروانی ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

مکرم رشید الدین صاحب لکھتے ہیں مجھے اس کی اس متکبرانہ اور تمسخرانہ بات سے بڑا دکھ ہوا مگر میں خاموش رہا۔ کیونکہ ہمارے آنسو اور شکوے تو اللہ کے حضور ہی ہوتے ہیں ظہر سے پہلے کا وقت تھا بہر حال میں روتا رہا اور دعاؤں میں مصروف رہا۔ عصر کے وقت گلی میں شور پڑا تو پتہ لگا کہ وہی متکبر انسان جو بڑا تنومند اور مضبوط جسم کا پہلوان ٹائپ شخص تھا ایک 17,16 سالہ نوجوان جس کو اس نے تھپڑ مارا تھا، کی گولی کا نشانہ بن کر عبرت کا نشان بن چکا تھا۔ گویا چڑیا نے باز کو مار گرایا۔

خدا سے معاملات صاف رکھیں

بعض دفعہ لوگ اموال کو غلط بیانی سے چھپاتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے پاس کچھ نہیں ہے اور پھر کبھی خدا پکڑ لیتا ہے تو واقعتاً ساری آمدنیاں ختم ہو جاتی ہیں۔

مَیں ایک علاقے میں دورے پر گیا وہاں مجھے بتایا گیا کہ یہاں ایک اچھا متمول اور کھاتا پیتا زمیندار گھرانہ ہے۔ ان کے ایک بزرگ فوت ہو گئے۔ ان کی وصیت تھی۔ امانتاً اس شرط پر بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی کہ ان کے ذمہ زمین کی قابل ادائیگی وصیت کی رقم ان کے ورثاء ادا کریں گے مگر انہوں نے لیت و لعل سے کام لینا شروع کر دیا اور کہا ہمارے پاس رقم نہیں ہے۔ خدا کا کرنا ہوا کہ کسی نے انہیں کہا یہ والا مربع بیچ دو اور سندھ میں دو تین مربع زمین مل جائے گی۔ چنانچہ زیادہ زمین کے لالچ میں پنجاب میں واقع مربع بیچ کر سندھ

میں زیادہ زمین حاصل کرلی گئی مگر کاغذات میں کچھ ایسا ردوبدل کیا گیا کہ ان لوگوں کے ہاتھ کچھ بھی نہ آیا جنہوں نے وصیت کی واجب الادا رقم یہ کہہ کر ادا کرنے سے انکار کر دیا تھا کہ ہمیں توفیق نہیں ہے، ہمارے پاس رقم نہیں ہے۔ پھر واقعتاً ان کے پاس رقم نہ رہی یہاں تک کہ زمین بک گئی اور جو وہاں سندھ میں لی وہ سراسر فراڈ نکلا۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم
نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

ایک موازنہ

مولوی نعمت اللہ صاحب کو کابل میں 1924ء میں شہید کیا گیا شہادت سے پہلے انہوں نے قیدخانہ سے ایک احمدی دوست کو خط لکھا اور اس میں فرمایا۔

مَیں ہر وقت قیدخانہ میں خدا سے یہ دعا کرتا ہوں کہ الٰہی! اس نالائق بندہ کو دین کی خدمت میں کامیاب کر۔ مَیں نہیں چاہتا کہ مجھے قیدخانہ سے رہائی بخشے۔ بلکہ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ الٰہی اس نالائق کے وجود کا ذرہ ذرہ احمدیت پر قربان کر دے۔

(تاریخ احمدیت جلد 5 صفحہ 9)

یہ تو ہوئے وہ خوش قسمت جنہیں آسمانی راہنمائی میسر ہے اور وہ ہر طرح کی قربانی کرتے چلے جاتے ہیں۔ انہوں نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی طرح ڈال دی ہے۔ ان کی تمام تمنائیں اور خواہشات کا رخ دین ہی ہے۔ مگر جو بیچارے محروم ہیں ان کی حسرتیں دنیا ہی دنیا ہیں۔ ذرا دیکھیں اور موازنہ کریں درج ذیل دو واقعات کا۔

روزنامہ جنگ مورخہ 10 دسمبر 2007ء میں خبر ہے۔ ایران کے ایک ارب پتی شخص نے من پسند موبائل فون نمبر لینے کے لئے ایک ارب ریال کی آفر کی۔

روزنامہ آواز مورخہ 27 جنوری 2008ء میں ایک مسلمان تاجر جو برطانیہ میں مقیم ہے کے متعلق خبر دیتا ہے۔

افضل خان نامی تاجر نے 7 لاکھ 44 ہزار ڈالر میں من پسند گاڑی کا نمبر حاصل کرلیا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ یہ میرے لئے بڑے اعزاز کی بات ہے کہ میری نئی گاڑی پر مہنگی ترین نمبر پلیٹ لگے گی۔

یہ تو تھی ان لوگوں کی حالت جو آسمانی نظام اور راہنمائی سے محروم ہیں۔ یہ نہیں کہ ان کے پاس اموال نہیں ہیں، دولت نہیں ہے۔ سب کچھ ہے مگر وہ راہنمائی نہیں جس کے ذریعہ اموال کی صحیح رخ پر قربانی کی توفیق ملا کرتی ہے۔

اب دیکھیں ان لوگوں کی کیفیات جنہوں نے اس آسمانی راہنمائی سے فیض پایا ہے۔ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب ؓ کے حالات زندگی میں یہ مختصر سی بات بڑی ہی پیاری دکھائی دیتی ہے کہ آپ نے شرٹ خریدنے کے لئے بہت ساری دکانیں چھان ماریں۔ جو شرٹ خریدی نہایت معمولی اور کم قیمت۔ جو خادم ساتھ تھے انہوں نے عرض کیا کہ چوہدری صاحب اتنا وقت آپ نے لگایا چند روپے بچانے کے لئے۔ آپ نے جواب دیا یہاں کے پانچ پاؤنڈ پاکستان میں جا کر اتنی رقم بن جائے گی کہ کسی غریب اور یتیم بچے کی تعلیم کے حصول میں کچھ مدد بن سکے گی۔

اور اسی طرح احمدیت کے ایک اور چمکتے ہوئے ہیرے مکرم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب مرحوم کو جب نوبیل انعام ملا، لاکھوں پاؤنڈ ملے۔ آپ کی بیٹی نے فون کیا کہ ابّا اب تو آپ مجھے گاڑی لے دیں گے؟ آپ نے جواب دیا بیٹا آپ لیٹ ہوگئی ہو کیونکہ وہ رقم تو غریب ممالک کے ان طلباء کے لئے وقف کر چکا ہوں جو تعلیم کی روشنی سے محروم ہیں۔

جس طرح میں نے آغاز میں عرض کیا تھا متقی امام کی خوبیاں مقتدیوں میں منتقل ہوتی ہیں۔ یہ دو مثالیں ان مقتدیوں کی دی ہیں جن کو وہ ائمہ میسر ہیں جن کی صحبت انسان کو بنی نوع انسان کی ہمدردی ہی کی طرف لے کر جاتی ہے۔

مجھے جلسہ کینیڈا 2008ء کے وہ تاریخی لمحات نہیں بھولتے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ لجنہ اماء اللہ کی مارکی میں تشریف لے گئے تو کینیڈا لجنہ نے ایک ملین ڈالرز آپ کی خدمت میں پیش کئے۔ آپ نے قبول فرماتے ہوئے اسی لمحے ارشاد فرمایا۔ یہ فلاں مسجد کی تعمیر کے لئے بھجوا دیں گے۔

(روزنامہ الفضل 14 جولائی 2008ء)

اسی نشست میں ناصرات نے بھی ایک خاصی بڑی رقم آپ کے حضور پیش کی۔ آپ نے اس بڑی رقم کے بارہ میں اسی مجلس میں فرمایا کہ یہ افریقہ کے فلاں ہسپتال کے لئے بھجوا دیں گے جہاں دکھی انسانیت کے لئے ضرورت ہے۔

یہ ہیں وہ بھلائی پھیلانے والے ہاتھ جن کے متعلق مخبر صادق ﷺ فرماتے ہیں اوپر والا ہاتھ بہتر ہے نیچے والے ہاتھ سے۔ اور بلاشبہ یہی وہ ہاتھ ہیں جو عظیم الشان مہمات میں کامیابی حاصل کرتے ہیں جہاں دوسرے ہاتھوں کو مقابلہ کی طاقت حاصل نہیں ہے۔ وہ توفیق حاصل نہیں مگر جن ہاتھوں کے متعلق حضور اکرم ﷺ کا فرمان پورا ہو کہ اوپر والا ہاتھ بہتر ہے نیچے والے ہاتھ سے۔ آج خدا کے فضل و کرم سے اوپر والے ہاتھ یعنی خیر پھیلانے والے ہاتھ خلفاء سلسلہ کے ہی ہیں اسی لئے ان ہاتھوں کو سینے سے لگانے اور چومنے کے لئے لاکھوں کروڑوں عشاق ترستے ہیں۔

آخر پر ایک واقعہ بیان کر کے گزارشات ختم کرتا ہوں۔ اس واقعہ سے راہیں متعین ہوتی ہیں کہ ہم بھی دل کھول کر چندے خدا کے حضور پیش کرتے چلے جائیں۔

ہمارے ایک ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب اخوند نے اپنی آپ بیتی ''نشان کبیر'' صفحہ 121 میں ایک بڑا ہی پیارا واقعہ چندوں کی برکت کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

چندوں کی برکت کی ایک دوسری مثال بھی پیش کرتا ہوں۔ 1956ء میں مَیں گھوٹکی سے تبدیل ہو کر مورو ضلع نواب شاہ کے ہسپتال کا انچارج ہو کر وہاں پہنچا اور میں نے یہ کیا کہ گھوٹکی چھوڑنے سے چند دن پہلے میں نے تحریک جدید کا چندہ 1600 روپیہ، ایک ماہ کی آمد سے بھی بہت زیادہ، وکیل المال تحریک جدید کو بھیج دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جب میں مورو پہنچا تو جو بیمار بھی میرے پاس آتا میرے علاج سے شفا پاتا۔ بڑے بڑے نازک بیمار اور بڑے پرانے بیمار میرے علاج سے حیرت انگیز طور پر تندرست ہوگئے۔ جس بیمار پر بھی ہاتھ ڈالا وہ تندرست ہوگیا۔ یہاں تک کہ میں نے خود محسوس کیا کہ یہ خدا کا ہی فضل ہے اور کچھ نہیں۔ اس قدر ہاتھ میں شفا نصیب ہوئی کہ پہلے کبھی اس کی مثال میں نے نہ اپنے علاج کے نتیجہ میں دیکھی نہ کسی دوسرے ڈاکٹر یا طبیب کے علاج کے نتیجہ میں دیکھی۔ شفایابی کی ایک بارش تھی جو میں نے خارق عادت طور پر دیکھی۔ یہ کیوں ہوا؟ مَیں نے سوچا اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ برکت ہے اس چندہ کی جو مَیں نے بڑھ چڑھ کر تحریک جدید کو اس سال بھیجا۔

(بشکریہ: روزنامہ الفضل ربوہ 13 اپریل 2009ء)

تقریر برموقع جلسہ سالانہ جرمنی 2018ء

رزق حلال عین عبادت ہے

مکرم طارق محمود صاحب سیکرٹری مال جرمنی

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُحَرِّمُوۡا طَیِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکُمۡ وَلَا تَعۡتَدُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الۡمُعۡتَدِیۡنَ ۝ وَ کُلُوۡا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ حَلٰلًا طَیِّبًا ۪ وَّ اتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیۡۤ اَنۡتُمۡ بِہٖ مُؤۡمِنُوۡنَ (سورۃ المائدہ: 88-89)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اُن پاکیزہ چیزوں کو جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کر دی ہیں حرام نہ ٹھہرایا کرو۔ اور حد سے تجاوز نہ کرو۔ یقیناً اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور اس میں سے جو اللہ نے تمہیں رزق دیا حلال (اور) پاکیزہ کھایا کرو۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جس پر تم ایمان لاتے ہو۔

رزق حلال ایک ایسا مضمون ہے اگر اس کو مادی دنیا کے موجودہ حالات و واقعات کے تناظر میں دیکھا جائے تو معاشرے سے ختم ہوتے ہوئے امن کی بڑی وجہ اسی رزق حلال کا فقدان نظر آئے گی۔ امیر امیر تر اور غریب غریب تر ہوتا چلا جارہا ہے اور پھر یہیں پر بات ختم نہیں ہوجاتی بلکہ ایسے معاشرے تقسیم در تقسیم ہوتے چلے جاتے ہیں وہ عمل جس کا آغاز گھر کی اکائی سے ہوتا ہے لیکن پھر وہ معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لیتے ہوئے قوموں کی تباہی کا باعث بنتا ہے اور بالآخر اس کی تان جنگوں پر آکر ٹوٹتی ہے جہاں طاقتور قومیں غریب اور کمزور قوموں کے وسائل پر حملہ کر کے ان کے وسائل کو ناجائز طریق سے اپنی طاقت کے بل بوتے پر اپنے لئے جائز قرار دے دیتی ہیں۔ چنانچہ گزشتہ عالمی جنگوں کے پس منظر میں یہ بات نمایاں نظر آتی ہے اور دور حاضر میں بھی طاقتور قومیں ایسا ہی کرتی ہوئی نظر آتی ہیں جس کی بنیادی وجہ ناجائز ذرائع سے اپنے لئے دوسروں کے حقوق سلب کرتے ہوئے رزق کمانا ہے۔

پاکیزہ رزق کا حصول شکر گزار اور عبادت گزار انسان بننے کے لئے بنیادی شرط

جب ہم روحانی زندگی میں ناجائز ذرائع سے کمائے گئے رزق کی صورت حال کا جائزہ لیں تو اس کی کیفیت یوں معلوم ہوتی ہے کہ انسان جب حلال اور حرام کے ذرائع میں فرق نہیں کرتا تو وہ عبادت کے مضمون کو بھی کھو بیٹھتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے جس کی خاکسار نے ابھی آپ کے سامنے تلاوت کی ہے کہ

"اور اس میں سے جو اللہ نے تمہیں رزق دیا حلال (اور) پاکیزہ کھایا کرو۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جس پر تم ایمان لاتے ہو۔"

اس آیت سے یہ پتہ چلتا ہے کہ حلال اور پاکیزہ رزق کا حصول شکر گزار اور عبادت گزار انسان بننے کے لئے بنیادی شرط ہے یعنی رزقِ حلال اور عبادت کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ کسبِ حلال ایک ایسی عبادت ہے جس پر باقی عبادات کی قبولیت کا انحصار ہے یعنی اگر رزق کا حصول جائز ذرائع سے ہوگا تو اس کی عبادت خدا کے ہاں قبول ہوسکتی ہے۔ اور اگر اس کا رزق ناجائز ذرائع سے ہوگا تو اس کی کوئی عبادت خدا کے ہاں قبولیت کا درجہ نہیں پاسکتی جیسا کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

رزقِ حرام کھاکر عبادت کرنا ایسا ہے جیسے ریت یا پانی پر گھر بنایا جائے۔ حرام کھانے والے کی عبادت قبول نہیں ہوتی۔ (بخاری)

ایک اور روایت کے مطابق حضرت سعد بن ابی وقاص نے آنحضور ﷺ سے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے مستجاب الدعوات بنا دے آپ ﷺ نے فرمایا اے سعد! حلال کھانا کھاؤ تمہاری دعائیں قبول ہونے لگیں گی نیز فرمایا جب بندہ اپنے پیٹ میں حرام لقمہ ڈالتا ہے تو چالیس دن تک اس کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔ (ترمذی)

حلال اور پاکیزہ رزق کا حصول حقیقی اطمینان اور سکون کے لیے شرط

آج اگر ہم دنیا پر نظر دوڑائیں تو ہر طرف بے چینی، بے سکونی اور بے اطمینانی ہے۔ گھروں کی صورت حال کو دیکھیں تو

بے سکون ہیں گھر کا قوام اس فکر میں ہے کہ محنت سے کما کر لاتا ہوں لیکن بچوں اور جیون ساتھیوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا نہیں ہو رہی۔ بظاہر دنیاوی آسائشیں میسر ہیں لیکن دلوں کو تسلی نہیں۔ عائلی مسائل ہیں تو بڑھتے چلے جاتے ہیں تربیتی مسائل ہیں تو ان میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ لیکن یہ نادان انسان جائز اور ناجائز کے فرق سے بے خبر اس مضمون کو بھول جاتا ہے کہ بچوں اور جیون ساتھیوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے متقیوں کا امام بننا ضروری ہے اور اس کے لئے بنیادی شرط وہ رزق ہے جس سے ہم اپنے بچوں کی پرورش کرتے ہیں وہ ذرائع آمد ہیں جن پر ہمارے گھر چلتے ہیں کہ کیا وہ لقمہ جو ہم اپنے اہل و عیال کو کھلاتے ہیں وہ خدا کو حاضر ناظر جان کر جائز اور حلال ذریعے سے کمایا گیا ہے؟ لہٰذا ہم پر واجب ہے کہ ہم اپنے رزق کے حصول میں تقویٰ سے کام لینے والے ہوں۔ بظاہر ایک شخص محنت سے کام کرتا ہے لیکن بعض اوقات دانستہ اور بعض اوقات نادانستہ طور پر دوسروں کے حقوق سلب کر رہا ہوتا ہے۔ بظاہر محنت سے رزق کے حصول کی کوشش کرتا ہے اور رزق بھی حاصل کرتا ہے لیکن زیادہ آسائشوں اور زیادہ رزق کی خواہش میں حکومت کو دھوکہ دیتے ہوئے پوری کمائی ظاہر نہیں کرتا اور دوسری طرف غرباء اور ضرورت مندوں کے فنڈ سے ناجائز مدد حاصل کرتا ہے اور بعض صورتوں میں خود کمانے کے قابل ہونے کے باوجود اس فنڈ کو اپنے لئے اس لئے بھی جائز قرار دیتا ہے کہ مجھے اپنی اہلیت اور تعلیم کے مطابق کام نہیں مل رہا اور اپنی اہلیت سے کم کام کے لئے تیار نہیں لہٰذا اغرباء اور ضرورت مندوں کا فنڈ (سوشل ہیلپ) اپنے لئے جائز سمجھتا ہے۔ اور یوں اپنے رزق کو اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے ناجائز اور حرام بنا لیتا ہے جسکی تنبیہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یوں بیان فرمائی: وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ۔ اور اپنے ہی اموال اپنے درمیان جھوٹ فریب کے ذریعہ نہ کھایا کرو۔

ہاتھ کی کمائی کر کے جائز طریق پر رزق کمانے سے انسان کی عظمت ہوتی ہے

اسلام میں سوال کرنے سے بار بار منع کیا گیا ہے اور لینے والے ہاتھ کو سخت ناپسند کیا گیا ہے۔ اس کے بالمقابل آنحضور ﷺ نے ہاتھ کی کمائی کو بہت پسند فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاتھ کی کمائی سے بہتر کبھی کسی نے کھانا نہیں کھایا۔ اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام لوہے کا کام کرتے تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق آتا ہے کہ وہ زراعت کا کام کرتے تھے۔ حضرت ادریس علیہ السلام درزی تھے۔ حضرت صالح، حضرت موسیٰ، حضرت یوسف علیہم السلام اور خود ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفی ﷺ تجارت کرتے تھے۔ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے تو چرواہے کا کام بھی کیا پس اس میں ہمارے لئے یہ پیغام ہے کہ ہاتھ کی کمائی کر کے جائز طریق پر رزق کمانے سے چاہے وہ پیشہ چھوٹا ہو یا بڑا، انسان کی عظمت ہوتی ہے۔ مانگ کر اور حکومت کے فنڈز سے مستحق نہ ہو کر بھی حصہ لینا ہمارے لئے نہ صرف ناجائز بلکہ حرام ہے۔

لیکن جب انسان خدا کے اس حکم کی نافرمانی کرتا ہے اور ایسے ناجائز ذرائع سے حاصل کردہ رزق سے اپنے بچوں کی پرورش کرتا ہے تو اس کے بداثرات کے نتیجے میں وہ اپنے اہل و عیال سے آنکھوں کی ٹھنڈک ملنے سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ بچے جو ایسی کمائی پر پلتے ہیں جو کسی کو دھوکہ دے کر حاصل کی گئی ہو وہ بچے دھوکہ دینے والے ہی بن جاتے ہیں۔ وہ جن کی پرورش پر کسی کا حق چھین کر خرچ کیا گیا ہو وہ دوسروں کے حقوق چھیننے والے ہی بنتے ہیں ایسی اولادیں والدین کی نافرمان تو بنتی ہی ہیں خدا کی نافرمان بھی بن جاتی ہیں۔ کیونکہ اسلامی تعلیمات کے مطابق حرام خوری منفی اثر پیدا کرتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو مخاطب کر کے قرآن کریم میں فرمایا۔

يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ۔

(سورۃ المومنون۔ آیت 52)

اے رسولو! پاکیزہ چیزوں میں سے کھایا کرو اور نیک اعمال بجا لاؤ۔ جو کچھ تم کرتے ہو اُس کا میں یقیناً دائمی علم رکھتا ہوں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کو پہلے حلال اور طیب رزق کھانے کی ہدایت کی ہے اور پھر اچھے اعمال کا حکم دیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حلال خوری نیک اعمال کے لئے مددگار ہے یعنی نیک اعمال اس وقت تک نہ ہوں گے جب تک حلال نہ کھایا جائے۔ یوں حرام کمائی سے اپنے بچوں کی پرورش کرنے والے کی دنیا بھی برباد ہوتی ہے اور خدا کے حکم کی نافرمانی کی صورت میں آخرت بھی تباہ ہو جاتی ہے۔

آنحضور ﷺ نے فرمایا۔ قیامت کے دن وہ شخص بدترین حال میں آئے گا جس نے دوسروں کی دنیا بہتر بنانے کی خاطر اپنی آخرت تباہ کر لی یعنی وہ لوگ جو اپنے بیوی بچوں اور دوستوں کی خاطر اُن کی ناجائز اور بے جا فرمائش پوری کرنے کے لئے جب ناجائز ذرائع سے کماتے ہیں تو قیامت کے دن وہ بدترین حال میں اُٹھائے جائیں گے۔

ہر ذی روح کا رزق مقرر کر دیا ہے

رزق کے حوالے سے ہمیں ایک چیز اپنے ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ذی روح کا رزق اس کے دنیا میں آنے سے پہلے ہی مقرر کر دیا ہے اور ہمارا اس بات پر کامل ایمان اور یقین ہونا چاہیے کہ جو رزق اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے مقدر کر دیا ہے وہ رزق حاصل کئے بغیر ہم اس دنیا سے رخصت نہیں ہوں گے۔ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور دنیا کی تلاش میں اعتدال سے کام لو۔ اسلئے کہ کوئی جی ہرگز نہ مرے گا یہاں تک کہ اپنی روزی لے لے اگرچہ وہ روزی اس کو کچھ وقت بعد ملے اس لئے اللہ سے ڈرو اور دنیا میں اعتدال سے کام لو۔ اور حلال حاصل کرو اور حرام چھوڑ دو۔ (ابن ماجہ۔ حدیث 301)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اس مضمون کو کھول کر بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ

وَ جَعَلۡنَا لَکُمۡ فِیۡهَا مَعَایِشَ وَ مَنۡ لَّسۡتُمۡ لَهٗ بِرٰزِقِیۡنَ۔ (الحجر۔آیت20)

اور ہم نے اس میں تمہارے لئے معیشت کے سامان بنائے ہیں اور ان کے لئے بھی جن کے تم رازق نہیں۔

پھر فرمایا: وَ مَا مِنۡ دَآبَّةٍ فِی الۡاَرۡضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزۡقُهَا۔ (سورۃ ھود۔آیت7) یعنی اور زمین میں کوئی چلنے پھرنے والا جاندار نہیں مگر اس کا رزق اللہ پر ہے۔

ایک اور جگہ فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الۡقُوَّةِ الۡمَتِیۡنُ۔ (سورۃ الذاریات۔آیت 59) یعنی یقیناً اللہ ہی ہے جو بہت رزق دینے والا، صاحب قوت (اور) مضبوط صفات والا ہے۔ ایک دوسری جگہ ارشاد ہے: وَ فِی السَّمَآءِ رِزۡقُکُمۡ وَ مَا تُوۡعَدُوۡنَ۔ (سورۃ الذاریات، آیت23) یعنی اور آسمان میں تمہارا رزق ہے اور وہ بھی ہے جس کا تم وعدہ دیئے جاتے ہو۔

نیز فرمایا: اَللّٰهُ یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَ یَقۡدِرُ۔ (سورۃ الرعد۔آیت27) یعنی اللہ جس کے لئے چاہے رزق کشادہ کرتا ہے اور تنگ بھی کرتا ہے

پس جب رزق دینا خدا کا کام ہے اُس کا کم یا زیادہ ہونا بھی خدا کے ہاتھ میں ہے تو پھر ہمیں ناجائز ذرائع کو اپناتے ہوئے رزق کے حصول کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔ کیونکہ انسان جب خدا کے علاوہ ناجائز ذریعے پر بھروسہ کر کے زیادہ رزق کمانے کی کوشش کرتا ہے تو نادانستہ طور پر اپنے رب پر بدگمانی کرتا ہے کہ اگر اپنے رب سے ڈرتے ہوئے اس کی اطاعت کرتا اور کسبِ حلال کی کوشش کرتا تو اس کو اتنا مال نہ ملتا جتنا اس نے غلط طریقے سے حاصل کر لیا اور دوسرے وہ خدا کو ہر چیز کا مالک نہ سمجھتے ہوئے ناجائز ذرائع کو مددگار سمجھ کر شرک میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اگرچہ خدا تعالیٰ نے یہ بات قرآنِ کریم میں بیان کر دی ہے کہ انسان اگر اللہ کا تقویٰ اختیار کرے اور پرہیزگاری اختیار کرے اور اس کے رسول کا فرمانبردار ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں خیر و برکت ڈال دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مضمون کی یوں تشریح فرمائی ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ مومنوں سے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں وعدے کئے ہیں۔

وَ مَنۡ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجۡعَلۡ لَّهٗ مَخۡرَجًا۔ وَّ یَرۡزُقۡهُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ ؕ وَ مَنۡ یَّتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰهِ فَهُوَ حَسۡبُهٗ ؕ (سورۃ الطلاق۔آیت 4-3)

اور جو اللہ سے ڈرے اُس کے لئے وہ نجات کی کوئی راہ بنا دیتا ہے۔ اور وہ اُسے وہاں سے رزق عطا کرتا ہے جہاں سے وہ گمان بھی نہیں کرسکتا۔ اور جو اللہ پر توکل کرے تو وہ اُس کے لئے کافی ہے۔ اور پھر فرماتا ہے: وَ فِی السَّمَآءِ رِزۡقُکُمۡ وَ مَا تُوۡعَدُوۡنَ۔ (سورۃ الذاریات۔آیت 23) اور آسمان میں تمہارا رزق ہے اور وہ بھی ہے جس کا تم وعدہ دیئے جاتے ہو۔ اور پھر اللہ تعالیٰ اپنی ذات کی قسم کھاتا ہے کہ فَوَ رَبِّ السَّمَآءِ وَ الۡاَرۡضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ (سورۃ الذاریات۔آیت 24) کہ آسمان اور زمین کے رب کی قسم یہ وعدہ سچ ہے۔ (ملفوظات جلد دوئم صفحہ 252)

پس خدا کے ان وعدوں کے بعد پھر مال کے حصول کے لئے ناجائز اور حرام ذرائع اختیار کرنا کس مومن کو زیب دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ

خدا تو وہ خدا ہے جو ایسا رحیم و کریم ہے کہ جو اس کا انکار کرتے ہیں ان کو بھی رزق دیتا ہے، کیا سچ کہا ہے۔

دوستاں را کجا کنی محروم
تو کہ با دشمناں نظر داری

کہ جب وہ دشمنوں کو محروم نہیں کرتا تو وہ دوستوں کو کب ضائع کرسکتا ہے۔ (ملفوظات جلد سوئم صفحہ 91)

لیکن ہمیں اپنے اس محبوب پر توکّل کر کے اسے آزمانا تو چاہیے۔ بعض اوقات محبوب تک پہنچنے کے لئے خاردار راستوں سے بھی گزرنا پڑتا ہے۔ اب یہ مومن کی شان ہے کہ وہ ان کانٹوں سے اپنے وجود کو کیسے بچاتا ہے۔ آج خدا کا خلافت کی صورت میں ہم پر بہت بڑا احسان ہے کہ خدا کا نمائندہ ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ صرف روحانی رزق ہی نہیں بلکہ مادی رزق کی پاکیزگی کے لئے بھی ہدایات دیتا ہے۔

اطاعتِ خلافت کی برکات

حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی روشنی میں کئی احمدی احباب نے باوجود ضرورتمند ہونے کے ممنوعہ ریسٹورنٹس، مارکیٹس پر کام ختم کر دیا لیکن کیا خدا نے ان کو چھوڑ دیا، نہیں نہیں بلکہ ان کے رزق کے بہتر سامان پیدا کر دیئے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو تقویٰ اختیار کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہر ایک بلا اور الم سے نکال لیتا ہے اور اسکے رزق کا خود کفیل ہو جاتا ہے۔ اور ایسے طریق سے دیتا ہے جو وہم و گمان میں بھی نہیں آتا پس آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم خلافت سے اپنے تعلق کو مضبوط سے مضبوط تر کرتے چلے جائیں۔ خلیفہ وقت کے ارشادات کو غور سے سنیں اور کوئی ارشاد ایسا نہ ہو جس پر من و عن عمل نہ ہو کیونکہ خلیفہ وقت کا وقت کی نبض پر ہاتھ ہوتا ہے۔ آج وہ دور ہے جس کے بارہ میں آنحضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ

”ایسا زمانہ آئے گا کہ جب آدمی پرواہ نہ کرے گا کہ اس کا رزق حلال ہے یا حرام۔“ (بخاری جلد اول صفحہ نمبر 1732)

ایسے وقت میں خلیفہ وقت ہمیں ہماری بھلائی کے لئے پاکیزہ اور حلال رزق کی باریکیوں تک کے بارے میں رہنمائی فرماتے ہیں۔ پس ہمیں کامل یقین ہونا چاہیئے کہ جب ہم حضور کی ہدایت کے مطابق عمل کریں گے تو خدا تعالیٰ ہماری کوششوں میں برکت ڈالے گا اور ہمیں وہ پاکیزہ رزق عطا کرے گا جس کے نتیجے میں ہماری عبادات اور دعائیں قبول ہوں گی۔ اور ہمارے گھر پُرامن اور بابرکت ہوتے چلے جائیں گے۔

رزق حلال کی طلب جہاد ہے

اب خدا تعالیٰ نے تمام سامان پیدا کرنے کے بعد انسان کو رزق کے حصول کے لئے ارادہ اور اختیار کی آزادی دی ہے اور اسی آزادی کی وجہ سے انسان اللہ تعالیٰ کے حضور جواب دہ ہے کہ وہ اس آزادی کو غلط استعمال کرتا ہے یا اللہ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق استعمال کرتا ہے۔ جب انسان حصول رزق کے ذرائع تقویٰ کو مدنظر رکھتے ہوئے استعمال کرتا ہے

تواس کے نتیجے میں جو رزق اس کو حاصل ہوتا ہے وہ اس کے لئے خیر و برکت کا موجب ہوتا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"لوگوں نے تقویٰ چھوڑنے کے لئے طرح طرح کے بہانے بنا رکھے ہیں۔بعض کہتے ہیں کہ جھوٹ بولے بغیر ہمارے کاروبار نہیں چل سکتے اور دوسرے لوگوں پر الزام لگاتے ہیں کہ اگر سچ کہا جائے تو لوگ ہم پر اعتبار نہیں کرتے۔پھر بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ سود لینے کے بغیر ہمارا گزارہ نہیں ہوسکتا۔ایسے لوگ کیونکر متقی کہلا سکتے ہیں۔خدا تعالیٰ تو وعدہ کرتا ہے کہ میں متقی کو ہر مشکل سے نکالوں گا۔اور ایسے طور سے رزق دوں گا جو گمان اور وہم میں بھی نہ آسکے۔اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے جو لوگ ہماری کتاب پر عمل کریں گے ان کو ہر طرف سے اوپر سے اور نیچے سے رزق دوں گا۔پھر فرمایا وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ (الذاریات:23) جس کا مطلب یہی ہے کہ رزق تمہارا تمہاری اپنی محنتوں اور کوششوں اور منصوبوں سے وابستہ نہیں۔وہ اس سے بالاتر ہے۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 42)

اس اقتباس کی روشنی میں آج ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے ہم میں سے وہ احباب جو کاروبار کے ساتھ منسلک ہیں وہ ٹھہریں اور جائزہ لیں کہ ان کی بنیادیں ناجائز ذرائع سے تو نہیں جڑی ہوئیں۔کہیں ان کے کاروبار میں جھوٹ کی ملونی تو نہیں اور کہیں ان کے منافع کی شرح جائز شرح منافع سے بڑھ کر تو نہیں؟اگر ایسا ہے تو پھر ان کا رزق پاکیزہ رزق نہیں۔ان کے ساتھ اُن وعدوں کا اطلاق نہیں ہوتا جو متقی کے ساتھ ہیں۔ایسے لوگ اگرچہ زمینی رزق تو حاصل کر لیتے ہیں لیکن آسمانی رزق سے محروم ہوجاتے ہیں۔

آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ "حلال کی طلب جہاد ہے" ایک اور جگہ فرمایا "سچا دیانتدار تاجر قیامت کے دن انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ اُٹھایا جائے گا"۔(ترمذی)

یہ کتنی پر حکمت بات ہے کہ دنیا میں جہاں ہر طرف جھوٹ اور بددیانتی ہے وہاں حلال رزق کی کوشش کرنے والا اور اپنی محنت سے کمانے والا جہاد کرنے والے کے برابر ہے کیونکہ قدم قدم پر اس کو مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔بارہا اپنے نفس کو کُچلنا پڑتا ہے۔ بمشکل دنیا کی بدیوں سے اپنے دامن کو بچانا پڑتا ہے اور جب وہ اس کوشش میں کامیاب ہوجاتا ہے تو وہ زہد و تقویٰ کے اُس مقام کو پالیتا ہے جس مقام پر انبیاء، صدیقین اور شہداء ہوتے ہیں اور قیامت کے دن اس کا انجام ان کے ساتھ ہوجاتا ہے۔

رزق کی پاکیزگی کا ایک ذریعہ زکوۃ، صدقات اور چندہ جات

رزق کے حصول کے بعد رزق کی پاکیزگی کا ایک اور طریقہ زکوۃ، صدقات اور چندہ جات ہیں۔حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا: جو بندہ حرام مال کما کر اس میں سے کچھ صدقہ کرے تو اس کا صدقہ قبول نہ ہوگا۔اور جو اس مال سے خیرات کرے تو وہ اس کے لئے کوئی برکت کا باعث نہ ہوگی۔اور اپنے بعد جو حرام مال چھوڑے گا وہ اسے جہنم میں لے جانے والا ہوگا۔(مسند امام احمد)

ایک اور جگہ فرمایا: اللہ پاک ہے اور پاک ہی قبول کرتا ہے۔

اپنے مال میں سے ایک حصہ خدا کی راہ میں خرچ کرنا مومن کے ایمان کی صداقت پر مہر لگاتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔

(سورۃ آل عمران۔آیت 93)

یعنی تم کامل نیکی کو ہرگز نہیں پاسکتے جب تک کہ اپنی پسندیدہ اشیاء میں سے (خدا کے لئے) خرچ نہ کرو۔

اور پھر کس میں سے خرچ کرو" مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ" اُس رزق میں سے جو میں نے یعنی خدا نے تمہیں دیا۔حضرت مصلح موعودؓ اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ سے یہ بھی استدلال ہوتا ہے کہ انسان کو حلال اشیاء خرچ کرنی چاہئیں۔یہ نیکی نہیں کہ حرام مال یا حرام اشیاء خرچ کرے۔بعض لوگ رشوتیں لیکر بعض ڈاکے ڈال کر مال جمع کرتے ہیں اور غریبوں میں تقسیم کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ نیکی کر رہے ہیں حالانکہ بدی سے صرف بدی پیدا ہوسکتی ہے نیکی نہیں۔ایسے لوگ بدیوں کی بنیاد رکھتے ہیں ان کا صرف اس قدر کام تھا کہ جو خدا تعالیٰ نے ان کو دیا تھا اس میں سے خرچ کرتے اگر کوئی شخص دوسرے کے مال سے جس پر اس کا حق نہیں دوسرے کو کچھ دے دیتا ہے وہ اس حکم کا پورا کرنے والا نہیں کہلا سکتا کیونکہ وہ اس میں سے خرچ کرتا ہے جو خدا تعالیٰ نے اسے نہیں دیا تھا اور یہ آیت کہتی ہے کہ جو ہم نے ان کو دیا صرف اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

اس تفصیل سے ہم پر یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ وہ مال جو ناجائز ذرائع سے جمع کیا جائے دوسروں کا حق چھین کر حاصل کیا جائے یا دھوکہ دہی سے حاصل کیا جائے اس مال سے اگر ہم غریبوں یا اپنے غریب عزیزوں کی مدد کرتے ہیں وہ سب خدا کے حضور نا قابلِ قبول ہیں اور خدا کے حضور ہماری اس قربانی کی کوئی اہمیت نہیں۔صحابہ کرام کو جب آنحضور ﷺ کسی مالی قربانی کی تحریک فرماتے تھے تو وہ اتنے محتاط تھے کہ بازار جاتے محنت مزدوری کرتے اور پھر وہ اُجرت خدا کی راہ میں پیش کرتے پس آج ہمیں اس لحاظ سے بھی اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ ہم جو قربانیاں خدا کے حضور پیش کر رہے ہیں وہ خدا کی نظر میں قابلِ قبول ہیں بھی کہ نہیں۔

حلال و حرام کی مشکل سے بچنے کا واحد ذریعہ تقویٰ

بعض صورتوں میں حلال اور حرام کی تفریق نہایت واضح ہوتی ہے لیکن بعض حالات میں مشتبہ ہوجاتی ہے۔اس مشکل سے بچنے کا واحد ذریعہ بھی تقویٰ ہے کہ انسان تقویٰ سے کام لیتے ہوئے فیصلے کرے۔حدیث میں آتا ہے کہ آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا

"حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے اور ان دونوں کے درمیان شبہ والی کچھ باتیں ہیں اکثر لوگ انہیں نہیں جانتے۔پس جو ان مشتبہ باتوں سے بچا اس نے اپنے دین اور اپنی آبرو کو محفوظ رکھنے کے لئے پوری احتیاط سے کام لیا اور

جوان مشتبہ امور میں جا پڑا تو اس چرواہے کی مانند ہے جو اپنا ریوڑ رکھ کے آس پاس چرا رہا ہے۔قریب ہے کہ اس میں ریوڑ جا پڑے۔ دیکھو ہر بادشاہ کی ایک رکھ ہوتی ہے (یہاں رکھ سے مراد حدود ہیں) خیال رکھنا کہ اللہ کی رکھ اس کی زمین میں اس کی حرام کی ہوئی باتیں ہیں۔خبردار! جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے اگر وہ ٹھیک ہے تو سارا جسم ٹھیک ہے اور اگر وہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے اور تمہیں معلوم ہے کہ وہ ’’دل‘‘ ہے۔(صحیح مسلم)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں جب انسان دن بھر ناجائز وسائل اختیار کرتا ہے اور دنیا کمانے کے پیچھے پڑا رہتا ہے تو دل ناپاک ہو جاتے ہیں۔

یہ بات یہاں ختم نہیں ہوتی بلکہ ایسے مال کی محبت ہر محبت اور ہر نیکی پر غالب آجاتی ہے۔ وہ لوگ جن کے ذرائع آمدن ناجائز اور حرام ہوتے ہیں، جھوٹ، دھوکہ، بد دیانتی پر مبنی ہوتے ہیں وہ دنیا کو تو دھوکہ دیتے ہی ہیں پھر خدا کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔اپنے بجٹ درست نہیں لکھواتے،اپنی آمد کے مطابق نہیں لکھواتے،مال سے اس قدر محبت کرتے ہیں کہ خدا کی محبت اور اس کا خوف ان کی آنکھوں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ پھر جب اپنے مال سے خدا کو جائز ٹکڑا پیش نہ کیا تو ایسا مال کیونکر پاک اور حلال ہوسکتا ہے۔

پس ہمیں یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے کہ اس دنیا میں ہم جو بھی کریں، جو بھی ذرائع آمدن اختیار کریں بالآخر ہم نے اس دنیا سے رخصت ہونا ہے وہاں اللہ تعالیٰ نے ہم سے جو حساب لینا ہے۔اس کے متعلق آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ انسان کے قدم اپنی جگہ سے ہل نہیں سکیں گے جب تک کہ وہ خدا کے حضور پانچ سوالوں کے جواب نہ دے دے ان میں سے دو سوال مال کے بارے میں ہوں گے: ایک یہ کہ مال کہاں سے کمایا، کیا ذرائع اور کیا طریق تھا اور دوسرے اس مال کو خرچ کہاں کیا۔

دعا ہے کہ خدا تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو رزقِ حلال کمانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ مالی قربانی کی راہیں از صفحہ 18

2۔چندہ تحریک جدید: اس چندے کے اجراء کا مقصد ایسے دفتر کا قیام تھا جس کے ذریعہ خدا تعالیٰ کے نام کو دنیا کے کناروں تک آسانی اور سہولت کے ساتھ پہنچایا جائے۔

3۔ چندہ وقفِ جدید: اس تحریک کی ابتداء 1957ء میں ہوئی۔اس کا اہم مقصد دیہاتی جماعتوں کی تعلیم و تربیت تھا۔آغاز میں یہ تحریک صرف پاکستان تک محدود تھی۔خلافت رابعہ میں اسے عالمگیر حیثیت دے دی گئی۔

4۔امانت تربیت: ایم ٹی اے کی اعانت کے لئے جو چندہ دیا جاتا ہے،امانت تربیت کہلاتا ہے۔

5۔چندہ بیوت الحمد: احمدیت دوسری صدی کے استقبال اور خدا تعالیٰ کے فضلوں کے شکرانے کے طور پر ایک سو غریب گھرانوں کو رہائش مہیا کرنے کے لئے بیوت الحمد کے نام سے منصوبہ جاری کیا گیا۔اس کی تفصیل حضور رحمہ اللہ نے 29/اکتوبر 1982ء کے خطبہ میں بیان فرمائی۔

6۔یتامیٰ فنڈ: یہ سکیم بھی جماعت کی دوسری صدی کے آغاز پر جاری کی گئی جس کے تحت ایک سو یتامیٰ کی کفالت کا منصوبہ بنایا گیا۔اب اس سکیم کے تحت ایک ہزار سے زائد یتامیٰ کی کفالت ہو رہی ہے۔

7۔مریم شادی فنڈ: حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 21/فروری 2003ء کو غریب اور ضرورت مند بچیوں کی شادی کے اخراجات کے لئے اس فنڈ کا اجراء کیا۔

8۔سیدنا بلال فنڈ: اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان کی قربانی پیش کرنے والے شہدائے احمدیت کے خاندانوں کی کفالت کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے 14/مارچ 1986ء کو اس فنڈ کا آغاز فرمایا۔

علاوہ ازیں مندرجہ ذیل طوعی تحریکات بھی جماعت میں معروف ہیں۔

امداد طلباء، امداد مریضاں، تعمیر مساجد، صدقہ، فدیہ، مقامی چندے (لوکل فنڈ)، کھال قربانی، یورپین مشن ہاؤسز، بیت الفتوح لندن، طاہر فاؤنڈیشن، قادیان گیسٹ ہاؤس، درویشاں فنڈ، الفضل انٹرنیشنل، ریویو آف ریلیجنز، سود (یہ رقم بمد اشاعت اسلام جمع ہوگی)

(تلخیص از ’’مالی قربانی ایک تعارف‘‘۔ ناشر تحریک جدید انجمن احمدیہ پاکستان)

غیر قانونی آمد پر چندہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں وقفِ نو کلاس (منعقدہ جرمنی) کے دوران ایک واقفِ نو نے سوال کیا کہ پاکستان سے جو نئے لوگ یہاں اسائلم پر آتے ہیں انہیں بالعموم کام کی اجازت نہیں ہوتی لیکن ان میں سے کچھ لوگ پھر بھی کام کر رہے ہوتے ہیں۔ اور پھر جب وہ کام کرتے ہیں تو اس پر ٹیکس یا انشورنس وغیرہ بھی ادا نہیں کرتے۔ تو کیا ایسے لوگوں کو چندہ دینا چاہئے؟ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جو بھی غیر قانونی کام کے ذریعہ آمد پیدا ہو رہی ہے اس پر ہمیں چندہ نہیں لینا چاہئے۔ اسی لئے میں تو کئی خطبوں میں بھی کہہ چکا ہوں کہ ٹیکس نہ چوری کرو۔ ٹیکس نہ بچاؤ۔ یہ غلط طریق کار ہے۔ پھر یہ ہے کہ اگر تم شرعی لحاظ سے بھی غلط کام کر رہے ہو، شراب بیچ رہے ہو جس کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شراب بیچنے والا، شراب کشید کرنے والا، شراب پلانے والا، شراب بنانے والا یہ سب لعنتی اور جہنمی ہیں۔ تو ایسی صورت میں پھر ہم چندہ کیسے لے سکتے ہیں؟ قرآن کریم نے اس حد تک اجازت دی کہ اگر تم بھوک سے مر رہے ہو تو تم سؤر کھا سکتے ہو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: سؤر بھی اب ہمارے لئے ایک بہت بڑا ہوّا بن گیا ہوا ہے اور لوگ سؤر کا سر لا کر ہماری مسجدوں میں رکھ دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے مسلمانوں کے جذبات اُبھار دیئے۔ حالانکہ اس میں جذبات اُبھارنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اگر ایک سر پڑا ہوا ہے تو ان سے کہو کہ تین چار اور لا کر رکھ دو تو وہ خود ہی خاموش ہو جائیں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: تو اضطراری طور پر تو سؤر کھانے کی بھی اجازت ہے لیکن صرف اُن کیلئے جن کو اضطرار ہے، ہمارے لئے نہیں۔ جماعت کو کوئی ایسی ضرورت نہیں ہے کہ غیر قانونی کمائی کا یا غیر شرعی کام کی کمائی کا چندہ لے۔ جو ایسا کرتے ہیں وہ غلط کرتے ہیں۔ میں خطبوں میں انتظامیہ کو بھی کئی دفعہ کہہ چکا ہوں۔

(الفضل انٹرنیشنل 02/جون 2017ء تا 08 جون 2017ء)

عید الفطر

اور اس کے احکام

(مولانا رحمت اللہ بندیشہ صاحب،
پروفیسر جامعہ احمدیہ جرمنی)

عید کی حقیقت

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔

”رمضان گزر گیا اور وہ دن آ گیا جسے عید کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے رمضان ہمیشہ ختم ہو جاتے ہیں اور خدا اپنے بندوں کے لئے عیدیں بھیج دیتا ہے۔ لمبے سے لمبا عرصہ امتحان کا جو خدا نے اپنے بندوں کے لئے رکھا ہے رمضان کا مہینہ ہے۔ تیس دن خدا کے بندے روزے رکھتے ہیں‘ بھوکے رہتے ہیں، پیاسے رہتے ہیں، شہوانی تقاضوں سے بچتے ہیں، راتوں کو جاگتے ہیں، دعائیں کرتے ہیں، تلاوت قرآن کریم زیادہ کرتے ہیں، ذکر الٰہی میں مصروف رہتے ہیں اور بعض تراویح بھی پڑھتے ہیں غرض یہ تیس دن کا مہینہ دینی لحاظ سے عجیب لطف اور مزے کا مہینہ ہوتا ہے لیکن جسمانی لحاظ سے ایک امتحان ہوتا ہے کیونکہ خدا کے بندے بھوکے اور پیاسے رہتے اور شہوانی تقاضوں سے اپنے آپ کو مجتنب رکھتے ہیں لیکن یہ ابتلاء ایک مہینہ کے بعد ختم ہو جاتا ہے اور خدا اپنے بندوں کے لئے عید کا دن لے آتا ہے۔

(خطبات محمود جلد 1 صفحہ 321)

عید کے دن صدقہ وخیرات

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔

”آج عید کا دن ہے اور رمضان شریف کا مہینہ گزر گیا ہے .... آج کے دن ہر ایک کو لازم ہے کہ سارے کنبہ کی طرف سے محتاج لوگوں کی خبر گیری کرے۔ دو ٹک گیہوں کے یا چار جَو کے ہر ایک نفس کی طرف سے صدقہ، نماز سے پیشتر ضرور ادا کیا جاوے اور جن کو خدا نے موقع دیا ہے وہ زیادہ دیویں۔“ (خطبات نور صفحہ 179)

عید۔ الٰہی ضیافت کا دن

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔

یہ الٰہی ضیافت کا دن ہے۔ پس مومن کو چاہئے کہ کھانے میں توسیع کر دے اور غرباء کی خبر گیری کرے۔

(خطبات نور صفحہ 411)

عید الفطر کے دن تکبیرات۔

عید الفطر کے دن تکبیرات پڑھنا بھی مسنون ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”عید الفطر کے موقع پر بھی تکبیرات کہنی چاہئیں کیونکہ یہ امر احادیث سے ثابت ہے اور صحیح ہے کہ عید والے دن صبح سے لے کر نماز عید تک تکبیرات پڑھی جاتی تھیں۔“

(ارشاد حضور انور معرفت ایڈیشنل وکیل التبشیر صاحب لندن, حوالہ نمبر: 15.12.06/8053)

نماز عید سے قبل کچھ نہ کچھ کھانا ضروری ہے

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن نماز کے لئے تشریف نہیں لے جایا کرتے تھے جب تک کہ چند کھجوریں نہ کھالیں۔ حضرت انسؓ ایک دوسری روایت میں بیان کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم طاق میں کھجوریں کھاتے تھے۔

(بخاری کتاب العیدین باب الاکل یوم الفطر قبل الخروج)

عید گاہ میں مختلف راستوں سے آنا اور جانا

محمد بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید کے لئے پیدل جایا کرتے تھے اور جس راستے سے تشریف لے جاتے اس سے مختلف راستے سے واپس لوٹتے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوۃ والسنۃ فیہا)

نماز عید سے پہلے اور بعد میں کوئی نفل نہ پڑھنا

حضرت سعید بن جبیرؓ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن نکلے اور دو رکعتیں ادا فرمائیں۔ اور ان سے پہلے یا بعد کوئی نماز نہ پڑھی۔ پھر عورتوں کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں صدقہ کرنے کی نصیحت فرمائی۔ تو عورتیں اپنے کانوں اور گلے کے زیور صدقہ میں دینے لگیں۔

(بخاری کتاب اللباس باب القلائد والسخاب للنساء یعنی قلادۃ من طیب وسک)

عید گاہ میں خواتین کا جانا

حضرت اُمِّ عَطِیَّہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنواری لڑکیوں اور جوان لڑکیوں۔ پردہ نشین خواتین اور

حائضہ عورتوں کو بھی عیدگاہ کے لئے جانے کا ارشاد فرمایا کرتے تھے البتہ حائضہ خواتین نماز پڑھنے والی جگہ پر نہیں جاتی تھیں مگر دعا میں شامل ہوتی تھیں۔ ایک عورت نے عرض کی۔ اگر کسی خاتون کے پاس (پردہ کے لئے) چادر نہ ہو تو وہ کیا کرے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چاہئے کہ اس کی بہن اس کو عاریتاً چادر دے۔

(ترمذی کتاب العیدین۔ باب فی خروج النساء فی العیدین)

عید الفطر کے دن
حضور ﷺ کی مصروفیات

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عیدگاہ میں جاکر سب سے پہلے نماز عید پڑھایا کرتے تھے۔ سلام پھیرنے کے بعد لوگوں کے سامنے کھڑے ہوجاتے۔ آنحضور ﷺ کے خطاب کے دوران لوگ صفوں میں ہی بیٹھے رہتے۔ آپ ان کو وعظ و نصیحت فرماتے ان کو تاکیدی احکام سے مطلع فرماتے۔ ان کو اپنے ارشادات سے نوازتے۔ اگر کسی گروہ کو کہیں روانہ کرنا ہوتا تو اس کا انتخاب فرمادیتے۔ اور اگر کسی شے کا حکم دینا ہوتا تو حکم دیتے پھر عیدگاہ سے لوٹ آتے۔

(بخاری کتاب العیدین باب الخروج الی المصلی بغیر منبر)

قادیان میں عید الفطر

یکم جنوری 1903 کو قادیان میں عید الفطر کی نماز ادا کی گئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نماز عید حضرت حکیم نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں ادا کی۔ اس نماز کے متعلق اخبار ''البدر'' میں درج ذیل رپورٹ شائع ہوئی:

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نماز عید سے پیشتر احباب کے لئے میٹھے چاول تیار کروائے اور سب احباب نے مل کر تناول فرمائے۔

گیارہ بجے کے قریب خدا کا برگزیدہ جری اللہ فی حلل الانبیاء سادے لباس میں ایک چوغہ زیب تن کئے ہوئے مسجد اقصیٰ میں تشریف لایا۔ جس قدر احباب تھے انہوں نے دوڑ دوڑ کر حضرت اقدس کی دست بوسی کی اور عید کی مبارکباد دی۔

اتنے میں حکیم نور الدین صاحب تشریف لائے اور آپ نے نماز عید کی پڑھائی اور ہر دو رکعت میں سورۃ فاتحہ سے پیشتر سات اور پانچ تکبیریں کہیں اور ہر تکبیر کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گوش مبارک تک حسبِ دستور اپنے ہاتھ اٹھائے۔''

(بدر نمبر 11 جلد 1۔ 9 جنوری 1903 صفحہ 85 ملفوظات جلد 2 صفحہ 627)

عید الفطر کے بعد شوال کے چھ روزے

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''رمضان ختم ہوگیا۔ آنحضرت ﷺ کا طریق تھا کہ شوال کے مہینہ میں عید کا دن گزرنے کے بعد چھ روزے رکھتے تھے۔ اس طریق کا احیاء ہماری جماعت کا فرض ہے۔ ایک دفعہ حضرت صاحبؑ نے اس کا اہتمام کیا تھا کہ تمام قادیان میں عید کے بعد چھ دن تک رمضان ہی کی طرح اہتمام تھا۔ آخر میں چونکہ حضرت صاحب کی عمر زیادہ ہوگئی تھی اور بیمار بھی رہتے تھے اس لئے دو تین سال بعد آپ نے روزے نہیں رکھے۔ جن لوگوں کو علم نہ ہو وہ سن لیں اور جو غفلت میں ہوں وہ ہوشیار ہوجائیں کہ سوائے ان کے جو بیمار اور کمزور ہونے کی وجہ سے معذور ہیں چھ روزے رکھیں۔ اگر مسلسل نہ رکھ سکیں تو وقفہ ڈال کر بھی رکھ سکتے ہیں۔''

(خطبات محمود جلد اوّل صفحہ 71)

ادارہ اخبار احمدیہ جرمنی
کی طرف سے
جملہ قارئین کی خدمت میں
دلی عید مبارک
پیش ہے

بقیہ جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پر نثار از صفحہ 14

10۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص شدید بیمار تھے کہ آنحضرت ﷺ عیادت کے لیے تشریف لائے۔ حضرت سعدؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ میرے پاس دولت بہت ہے اور ورثاء میں صرف ایک لڑکی ہے۔ چاہتا ہوں کہ 2/3 مال صدقہ کردوں۔ آپؐ نے منع فرمایا تو عرض کیا۔ اچھا نصف کی اجازت دیجیے۔ مگر آپؐ نے اس کی بھی اجازت نہ دی اور فرمایا کہ تیسرا حصہ کافی ہے[9]۔

11۔ حضرت طلحہؓ نے سترہ اٹھارہ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا تھا۔ اور جنگِ اُحد میں جس جاں نثاری کے ساتھ رسول کریم ﷺ کے لیے سینہ سپر رہے اس کا ذکر تفصیل کے ساتھ تاریخ اسلام میں ملتا ہے۔ لیکن مالی قربانی کے لحاظ سے بھی آپ کسی سے پیچھے نہ تھے۔ عہد کر رکھا تھا کہ غزوات کے مصارف کے لیے اپنا مال پیش کیا کریں گے۔ چنانچہ اس عہد کو استقلال اور استقامت کے ساتھ نباہا۔ غزوہ تبوک کے موقع پر جب مسلمان عام طور پر فلاکت میں مبتلا تھے اور سامان جنگ کی فراہمی کے لیے سخت دقت درپیش تھی۔ آپ نے ایک گراں قدر رقم پیش کی۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے آپ کو فیاض کا خطاب دیا[10]۔

12۔ حضرت طلحہؓ غزوہ ذی القرد میں آنحضرت ﷺ اور دیگر مجاہدین کے ساتھ ایک چشمہ آب پر سے گزرے تو اسے خرید کر وقف کردیا[11]۔

13۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے جوانی کے وقت اسلام قبول کیا۔ آپ بہت بڑے تاجر اور بہت بڑے مالدار تھے لیکن دولت سے پیار بالکل نہ تھا۔ بلکہ اسے راہ خدا میں خرچ کرنے میں ہی خوشی محسوس کرتے تھے۔ ایک دفعہ ان کا تجارتی قافلہ مدینہ آیا تو اس میں سات سو اونٹوں پر گیہوں، آٹا اور دیگر اشیاء خوردنی بار تھیں۔ چونکہ یہ ایک غیر معمولی بات تھی۔ تمام مدینہ میں چرچا ہونے لگا حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ فرماتے تھے عبدالرحمٰنؓ جنت میں رینگتے ہوئے داخل ہوں گے۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ تک بھی یہ بات پہنچی۔ تو حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ آپ گواہ رہیں میں نے یہ پورا قافلہ معہ اسباب و سامان حتیٰ کہ کجاوے تک راہ خدا میں وقف کردیا[12]۔

14۔ مذکورہ بالا مثال پر ہی آپ کی مالی قربانی ختم نہیں ہوتی بلکہ آپ زندگی بھر راہ دین میں کثرت سے قربانیاں کرتے رہے۔ چنانچہ دو مرتبہ آپ نے یکمشت چالیس چالیس ہزار دینار دیئے اور ایک غزوہ کے موقعہ پر جہاد کے لیے پانچ سو گھوڑے اور اتنے ہی اونٹ پیش کیے[13]۔

9 (ابوداؤد کتاب الوصایا باب ماجاء فی مالا یجوز للموصی فی مالہ)
10 (اسد الغابہ ج 2 ص 475، 479)
11 (اصابہ ج 3 ص 430)
12 (اسد الغابہ ج 3 ص 377، 378)
13 (اسد الغابہ ج 3 ص 379)

قسط اوّل

قرآنِ کریم کے تراجم اور تفاسیر کی طباعت کے بارے میں

لاہور ہائی کورٹ کے ایک فیصلہ پر تبصرہ

(مکرم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب)

پنجاب کی مقنّنہ نے 2011ء میں ایک قانون

THE PUNJAB HOLY QURAN (PRINTING AND RECORDING) ACT 2011

کے نام سے جاری کیا۔ اس آرڈیننس (ایکٹ) میں یہ کہا گیا تھا کہ صوبہ میں قرآن کریم کی اشاعت کو درست اور معیاری بنانے کے لئے ان قوانین کو نافذ کیا جا رہا ہے۔ اس قانون کی شق نمبر 7 یہ تھی:

Where, in a copy or record of the Holy Quran, or in any extract thereof published in a text book, a prayer book, a religious treatise or any other book, an Ayah is translated, interpreted or commented upon by a non-Muslim contrary to the belief of Muslims, the author, the printer or publisher, or the person who prepared the record, whether or not registered under this Act, shall, unless he proves that such translation, interpretation or commentary occurred only owing to a printing or mechanical error, be liable to punishment provided for in section9.

ترجمہ: اگر کسی غیر مسلم کی طرف سے قرآن کریم کی کوئی کاپی شائع ہوتی ہے یا ریکارڈ بنایا جاتا ہے یا کسی نصابی کتاب، نماز کی کتاب میں یا کسی مذہبی مقالہ میں اس کا کوئی اقتباس شائع ہوتا ہے اور اس میں کسی آیت کا ترجمہ یا تشریح مسلمانوں کے عقیدہ کے خلاف کی جاتی ہے یا اس پر ایسا تبصرہ کیا جاتا ہے جو مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق نہیں ہے تو اس کے مصنف، پرنٹر اور ناشر یا اس شخص کو جس نے یہ ریکارڈ تیار کیا ہے خواہ وہ اس ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہو یا نہ ہو سیکشن 9 کے تحت درج سزا دی جائے۔ سوائے اس کے کہ وہ یہ ثابت کرے کہ یہ ترجمہ یا استدلال یا تشریح پرنٹنگ کی کسی غلطی یا مکینکل مسئلہ کی وجہ سے ہوئی ہے۔

اشاعتِ قرآن کے بارے میں
اس قانون پر اُٹھنے والے چند سوالات

اس قانون کا اصل مقصد جماعتِ احمدیہ کو نشانہ بنانا تھا لیکن اگر ہم یہ پہلو نظر انداز بھی کر دیں تو اس قانون کی عبارت »اس قانون کی رُو سے اگر کوئی غیر مسلم کسی قرآنی آیت کا ترجمہ یا تشریح یا تفسیر مسلمانوں کے عقیدہ کے خلاف کرے گا تو قانون اس کو سزا دے گا۔« پر مندرجہ ذیل سوالات بہر حال اُٹھتے ہیں۔

(1) خود قرآن کریم اس بارہ میں کیا فرماتا ہے؟ کیا کسی آیت کی صرف ایک ہی تفسیر کی جا سکتی ہے یا ایک سے زائد معنی بھی ہو سکتے ہیں؟

(2) اس سلسلہ میں احادیث نبویہ سے کیا راہنمائی ملتی ہے؟ کیا

رسولِ کریم ﷺ کا اس ضمن میں کوئی ارشاد موجود ہے کہ قرآن کریم کی ایک آیت کی صرف ایک ہی تفسیر ممکن ہے؟ یا اس کے برعکس ایک آیتِ قرآنی کی مختلف تفاسیر ہو سکتی ہیں؟

(3) اس بارہ میں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کا کیا طریق تھا؟ کیا صحابہ رسولؐ قرآنِ کریم کی تمام آیات کی تفاسیر پر متفق تھے یا مختلف اصحاب سے مختلف آیات کی مختلف تفاسیر کی روایات بھی ملتی ہیں؟

(4) قرآنِ کریم کی تمام آیات کے ترجمہ پر اور ان آیات کی تفسیر پر مسلمانوں کے تمام فرقے متفق ہیں؟ یا بہت سی آیات ایسی ہیں کہ جس کے ترجمہ یا تشریح پر مسلمانوں کے فرقوں میں بہت سے اختلافات موجود ہیں؟ اگر ان معاملات میں اختلافات موجود ہیں تو کس کے نظریات کو معیار تسلیم کیا جائے گا؟

(5) بعض اسلامی ممالک میں بعض خاص مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والی حکومتیں ہیں مثلاً کیا سعودی عرب میں حکومت ایسا قانون بنا سکتی ہے کہ جو کوئی کسی قرآنی آیت کی ایسی تفسیر کرے گا جو اُن کے وہابی نکتہ نظر سے موافقت نہیں رکھتی تو وہ مستوجب سزا ہوگا۔ اسی طرح مثلاً کیا ایرانی حکومت ایسا قانون بنا سکتی ہے کہ جو کوئی کسی آیت قرآنی کی ایسی تفسیر یا تشریح کرے گا جو اُن کے شیعہ خیالات سے مختلف ہو گی تو ایسے شخص کو سزا دی جائے۔

(6) اگر آج پاکستان میں مسلمانوں کو یہ حق ہے کہ وہ یہ پابندی لگائیں کہ کوئی غیر مسلم یا جنہیں وہ اپنے زعم میں غیر مسلم قرار دیتے ہیں کسی قرآنی آیت کی وہ تفسیر نہیں کر سکتے جو پاکستان کے مسلمانوں کے نظریات سے مختلف ہو تو کیا پھر غیر مسلم ممالک کو بھی یہ حق حاصل ہو گا کہ وہ یہ پابندی لگائیں کہ مسلمان ان کی مقدس کتاب سے وہ استدلال نہیں کر سکتے جو کہ اُن کے عقائد کے مطابق نہ ہو۔ مثال کے طور پر بائبل کی کتاب استثناء کے باب 18 میں یہ پیشگوئی ہے ”خداوند تیرا خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے یعنی تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا...“ مسلمانوں کے نزدیک یہ پیشگوئی واضح طور پر آنحضرت ﷺ پر پوری ہوتی ہے جبکہ بہت سے عیسائیوں کے نزدیک یہ پیشگوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تھی۔ کیا عیسائی اپنے ممالک میں یہ پابندی لگا سکتے ہیں کہ مسلمان اس پیشگوئی سے یہ استدلال نہیں کر سکتے؟

(Benedict, and Adrian J. Walker. Jesus of Nazareth. 2007.p3)

اشاعتِ قرآن کے بارے میں لاہور ہائی کورٹ کا ایک تازہ فیصلہ

شاید پڑھنے والوں کے ذہنوں میں یہ سوال اُٹھے کہ 2011ء میں بننے والے قانون پر اب تبصرے کی ضرورت کیوں پڑ گئی؟ تو یہ جاننا ضروری ہے کہ صوبہ پنجاب کی ہائی کورٹ نے اس قانون کی روشنی میں حال ہی میں ایک فیصلہ جاری کیا ہے۔ یہ فیصلہ لاہور ہائی کورٹ کے جج جناب جسٹس شجاعت علی خان صاحب نے تحریر کیا ہے۔

فیصلہ کا پس منظر

اس فیصلہ کا پس منظر یہ ہے کہ جماعتِ احمدیہ کے مخالفین میں سے ایک صاحب نے ہائی کورٹ میں مقدمہ دائر کیا تھا۔ یہ صاحب پہلے بھی بہت سے احمدیوں کے خلاف مقدمات قائم کرتے رہے ہیں اور ایک مرتبہ انہوں نے احمدیوں کے بارے میں آئی جی پنجاب کا جعلی خط بنا کر سوشل میڈیا پر مشتہر بھی کیا تھا۔ پہلے لاہور ہائی کورٹ کے ایک جج صاحب نے کیس کی سماعت شروع کی لیکن پھر انہوں نے اس مقدمہ کی سماعت سے معذرت کر لی۔ پھر ہائی کورٹ کے ایک اور جج صاحب نے اس کی سماعت شروع کی۔ مقدمہ دائر کرنے والے صاحب نے عدالت میں استدعا کی کہ غیر مسلم خاص طور پر احمدی مسلمانوں کا نام استعمال کر کے قرآنِ کریم اور دیگر اسلامی کتب مسخ شدہ تراجم کے ساتھ شائع کر رہے ہیں۔ (عدالتی فیصلہ صفحہ 3)

اور یہ موقف پیش کیا کہ آغازِ اسلام سے اب تک غیر مسلم قرآن کریم کے عربی متن کو بگاڑ کر یا اس کے ترجمہ کو اپنے مقاصد کے لئے بگاڑ کر پیش کر رہے ہیں۔ اور ہمیشہ سے مسلمان قرآن کریم کی ان تھک حفاظت کرتے رہے ہیں۔

(عدالتی فیصلہ صفحہ 4)

اور عدالت میں یہ موقف پیش کیا کہ:

"Publication of questionable material by the non-Muslims is part of their attempts to mislead the world about the true concept of Islam on the one hand and on the other to tarnish the belief of the Muslims in particular. Further adds that though the petitioner has been agitating the issue before different authorities but till date no concrete step has been taken seemingly for the reason that the persons involved in such despicable activities have good liaison with the persons at the helm of the affairs in the government.

(Page No. 4)

ترجمہ: غیر مسلموں کی طرف سے جو قابلِ اعتراض مواد شائع کیا جا رہا ہے اس کا ایک مقصد یہ ہے کہ دنیا کو اسلام کے بارے میں گمراہ کیا جائے اور دوسرا مقصد یہ ہے کہ خاص طور پر مسلمانوں کے عقائد کو بگاڑا جائے۔ اور درخواست گزار نے اس میں یہ اضافہ کیا کہ اگرچہ درخواست گزار اس مسئلہ کو مختلف سطح پر اُٹھاتا رہا ہے لیکن آج تک اس بارے میں کوئی ٹھوس قدم اس لئے نہیں اُٹھایا گیا کیونکہ جو لوگ ان گھٹیا سرگرمیوں میں ملوث ہیں ان کے حکومت میں اعلیٰ عہدیداروں سے تعلقات ہیں۔

پنجاب حکومت کی طرف سے ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل نے یہ موقف پیش کیا کہ حکومت کی طرف سے اس قانون کو مکمل طور پر نافذ کرنے کی بھرپور کوششیں کی گئی ہیں کہ قرآنِ کریم کو صحیح متن اور مستند ترجمہ کے ساتھ شائع کیا جائے لیکن اس کے باوجود اگر کوئی اس قانون کی خلاف ورزی کر رہا ہے تو وہ اس کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ (صفحہ 5)

اور یہ کہ اس عدالت کے حکم پر بھی اس بات کا جائزہ لیا گیا اور اس قانون کی خلاف ورزی کی کوئی مثال سامنے نہیں آئی۔

مقدمہ کس طرح چلایا گیا؟

اس مقدمہ میں درخواست گزار نے جماعتِ احمدیہ پر ہر طرح کے الزامات لگائے لیکن معزز عدالت نے اس بات کی ضرورت محسوس نہ کی کہ جماعتِ احمدیہ یا کم از کم کسی احمدی کو نوٹس دے کر اُن کا موقف سن لیا جائے۔ حتیٰ کہ چار تاریخیں گزر گئیں۔

12 / جون 2018ء کو صدر انجمن احمدیہ نے عدالت میں فریق بنائے جانے کی درخواست دی۔ جس پر کارروائی 13 / جون 2018ء تک مؤخر کر دی گئی۔ لیکن 13 / جون کو بھی عدالت

نے اس درخواست پر کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ اس کی بجائے ہائی کورٹ کے جو معزز جج صاحب اس مقدمہ کی سماعت کر رہے تھے انہوں نے اس مقدمہ کی سماعت کرنے سے ہی معذرت کر لی جس کے بعد یہ مقدمہ جناب جسٹس شجاعت علی خان کے بنچ میں سماعت کے لئے منتقل ہوگیا۔ اس مقدمہ کی سماعت کے لئے ایک معزز جج صاحب کو مقرر کیا گیا اور صدر انجمن احمدیہ کے وکیل کو بذریعہ ایس ایم ایس اطلاع دی گئی کہ مقدمہ کی سماعت 24/دسمبر 2018ء کو ہوگی۔ لیکن پھر اس مقدمہ کے لئے پہلے 3/ستمبر اور پھر 6/نومبر کی تاریخیں مقرر کی گئیں لیکن صدر انجمن احمدیہ یا اس کے فاضل وکیل کو ان تواریخ کی اطلاع نہیں بھجوائی گئی۔ صدر انجمن احمدیہ کے وکیل کو مقدمہ کی سماعت کے لئے 26/نومبر 2018ء کی تاریخ کے لئے اطلاع دی گئی۔ اس تاریخ کو پیش ہوکر صدر انجمن احمدیہ کے وکیل نے استدعا کی کہ صدر انجمن احمدیہ کو اس پٹیشن میں فریق بنایا جائے۔ اس درخواست پر جواب داخل کرنے کے لئے مخالف فریق نے مہلت کی استدعا کی اور مقدمہ کی کارروائی 5/مارچ 2019ء تک ملتوی کر دی گئی مورخہ 5/مارچ 2019ء کو مقدمہ کا فیصلہ کر دیا گیا اور اسی فیصلہ میں صدر انجمن احمدیہ کی درخواست بھی نمٹا دی گئی۔ یہ بات اہم ہے کہ صدر انجمن احمدیہ کو نہ تو باقاعدہ طور پر مقدمہ میں فریق بنایا گیا اور نہ اسے تحریری جواب داخل کرنے کا موقع دیا گیا۔ اس طرح اصل مقدمہ کے بارے میں ابھی صدر انجمن احمدیہ کے فاضل وکیل کے دلائل سنے بھی نہیں گئے تھے کہ فیصلہ کر دیا گیا۔

سب سے بھیانک الزام

سب سے پہلے تو اس بھیانک الزام کا تجزیہ ضروری ہے کہ قرآنِ کریم کے عربی متن کو بدل کر شائع کیا جا رہا ہے۔ اگرچہ یہ مقدمہ جماعتِ احمدیہ کے ایک مخالف کی طرف سے دائر کیا گیا تھا اور اس عدالتی فیصلہ میں بھی جماعتِ احمدیہ کی شائع کردہ کتب کے ٹائٹل صفحات کے عکس شائع کئے گئے ہیں لیکن نہ درخواست گزار کوئی ایک مثال پیش کر سکا کہ جماعتِ احمدیہ کی طرف سے یا کسی اور گروہ کی طرف سے قرآنِ مجید کے عربی متن کو تبدیل کر کے شائع کیا گیا ہے اور نہ اس عدالتی فیصلہ میں اس بھیانک الزام کی کوئی ایک بھی مثال پیش کی گئی ہے۔ اگر یہ الزام صحیح تھا تو اس کی مثال پیش کرنا اتنا مشکل کام نہیں تھا۔ ظاہر ہے ہر انصاف پسند یہی نتیجہ نکال سکتا ہے کہ تعصّب سے مغلوب ہو کر ایک جھوٹا الزام لگایا گیا ہے۔ یہ قانون تو پاکستان کے ایک صوبہ تک محدود ہے، دنیا کے بیسیوں ممالک میں جماعت احمدیہ کی طرف سے قرآنِ کریم شائع کیے جاتے ہیں۔ اگر اس الزام میں کوئی بھی حقیقت ہوتی کہ نعوذ باللہ جماعتِ احمدیہ کی طرف سے یا کسی اور گروہ کی طرف سے قرآنِ کریم کے متن کو تبدیل کر کے شائع کیا جا رہا ہے تو اس کی بیسیوں مثالیں آسانی سے پیش کی جا سکتی تھیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایک بھی مثال پیش نہیں کی گئی۔ اس دور میں جبکہ یہ سب نسخے انٹر نیٹ پر بھی موجود ہیں، اس کی مثال تلاش کرنا بہت آسان کام تھا۔ جماعتِ احمدیہ کے مخالفین کو اس کام کے لئے شرلاک ہومز (Sherlock Holmes) بننے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ آخر کیا وجہ ہے کہ ایک بھی مثال نہیں پیش کی گئی؟ وجہ یہ ہے کہ یہ الزام سو فیصد جھوٹا ہے۔

اس مضمون کے آغاز میں چند سوالات اُٹھائے گئے تھے۔ اب ہم ان کے جوابات تلاش کرنے کی کوشش کریں گے۔

دائرہ کار سے تجاوز

اس عدالتی فیصلہ کے آخر میں یہ ہدایت دی گئی ہے:

the Federal as well as the Provincial.... Government shall ensure availability of a standard copy of Holy Qur'an alongwith its literal meaning, at Federal, Provincial, District and Tehsil levels, duly approved by the respective Qur'an Boards to use it as a specimen to determine as to whether any subsequent publication qualifies the test of authenticity of original text of Holy Qur'an and its literal meaning or not;

ترجمہ: وفاقی اور صوبائی حکومتیں وفاقی، صوبائی، ضلعی اور تحصیل کی سطح پر قرآنِ کریم کے ایک معیاری نسخہ اور اس کے لفظی ترجمہ کی فراہمی کو یقینی بنائیں گی۔ اس نسخہ کو قرآن بورڈ منظور کرے گا تا کہ اسے معیار بنا کر پرکھا جا سکے کہ آئندہ جو قرآن کریم کے نسخے اور ان کے تراجم شائع ہوں ان کا متن اور لفظی ترجمہ درست ہے کہ نہیں۔

سب سے پہلے تو یہ بات قابلِ غور ہے کہ پنجاب کی ہائی کورٹ نے وفاقی حکومت کے ذریعہ پنجاب کی حدود سے باہر بھی اس قانون کو لاگو کرنے کا حکم جاری کر دیا ہے جبکہ آئینی طور پر پنجاب کا قانون صرف پنجاب کی حدود میں ہی قابلِ پابندی ہے۔

ایک اور اہم قانونی نقطہ جس پر توجہ نہیں کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ جس قانون پر عملدرآمد کروانا مقصود تھا اس میں غیر مسلموں پر یہ پابندی لگائی گئی تھی کہ وہ قرآن کریم کا ایسا ترجمہ کریں یا کسی قرآنی آیت کی ایسی تشریح کریں جو کہ مسلمانوں کے عقیدہ کے منافی ہو اور یہ عدالتی فیصلہ اس سے بھی ایک قدم آگے چلا گیا ہے۔ اس فیصلہ میں مسلمانوں پر بھی پابندی لگائی گئی ہے کہ وہ صرف ایسے تراجم شائع کریں جو کہ حکومت کے منظور شدہ اور قرآن بورڈ کے تجویز کردہ ترجمے کے مطابق ہوں۔ اور اس ترجمہ کو اس فیصلہ میں ”معیاری ترجمہ“ کا نام دیا گیا ہے۔

امت مسلمہ میں قرآن مجید کے بیسیوں تراجم اور تفاسیر طبع شدہ موجود ہیں۔ ان میں بعض تراجم و تفاسیر میں آپس میں شدید اختلاف پائے جاتے ہیں۔ بلکہ بعض تو ایک دوسرے سے مکمل طور پر متصادم ہیں۔ خود پاکستان میں اور صوبہ پنجاب میں متعدد تفاسیر اہل علم میں متعارف اور مشہور ہیں۔ اس میں یہ نہیں بتایا گیا کہ وہ کونسی ایسی تفسیر ہے جو مستند اور متفقہ ہے اور جس سے اختلاف رکھنے والی دیگر تفاسیر و تراجم کے مصنف، پرنٹر یا پبلشرز وغیرہ بھی مستوجب سزا ہوں گے؟ اور کیا اس ’متفقہ‘ اور ’معیاری‘ ترجمہ و تفسیر سے مخالف و متصادم تفاسیر و تراجم کو دینی مدارس اور یونیورسٹیوں اور کتب خانوں اور دکانوں سے اٹھا لیا جائے گا اور تلف کر دیا جائے گا؟

معیاری ترجمہ سے مراد کیا ہے؟

یہاں پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا پاکستان کا قانون جن فرقوں کو مسلمان قرار دیتا ہے۔ کیا ان کے تراجم ایک جیسے ہیں یا ان تراجم میں کئی بنیادی فرق ہیں۔ اگر ان میں بنیادی فرق پائے جاتے ہیں تو پھر کس ترجمہ کو معیاری قرار دیا جائے گا اور کس بنیاد پر یہ فیصلہ کیا جائے گا۔ اس پہلو کو واضح کرنے کے لئے قرآن کریم کے چار تراجم کی مثال پیش کی جاتی ہے۔

(1)شاہ رفیع الدین صاحب کا ترجمہ قرآن
(2)شیعہ احباب میں سید فرمان علی صاحب کا ترجمہ قرآن
(3)جماعتِ اسلامی کے بانی مودودی صاحب کا ترجمہ قرآن
(4)اور موجودہ علماء میں سے طاہر القادری صاحب کا ترجمہ قرآنِ مجید عرفان القرآن۔

اب ہم یہ موازنہ پیش کرتے ہیں کہ یہ احباب جب مختلف آیات کا ترجمہ کرتے ہیں تو کیا وہ ترجمہ لفظی طور پر ایک جیسا ہے یا ان میں بنیادی فرق پایا جاتا ہے۔سب سے پہلے سورۃ التکویر کی مثال لیتے ہیں۔

ا۔ان تراجم میں سے سورۃ التکویر کی چند آیات کے تراجم ملاحظہ ہوں۔

وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ (سورۃ التکویر آیت 7)

شاہ رفیع الدین صاحب اس کا ترجمہ کرتے ہیں ”اور جس وقت دریا جھونکے جاوینگے“

سید فرمان علی صاحب اس کا ترجمہ کرتے ہیں ”اور جس وقت دریا آگ ہوجائینگے“

مودودی صاحب اس کا ترجمہ کرتے ہیں ”اور جب سمندر بھڑکا دیئے جائینگے“

اور طاہر القادری صاحب اس کا ترجمہ کرتے ہیں ”جب سمندر اور دریا (سب) اُبھار دیئے جائیں گے۔“

ظاہر ہے کہ چاروں احباب نے اس آیتِ کریمہ کا ایک دوسرے سے مختلف ترجمہ کیا ہے۔

2۔اب اس اگلی آیتِ کریمہ کی مثال دیکھتے ہیں

وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ (التکویر 8)

شاہ رفیع الدین صاحب اس کا ترجمہ کرتے ہیں ”اور جس وقت جانیں قسم قسم کی ملائی جاویں گی۔“

سید فرمان علی صاحب اس کا ترجمہ کرتے ہیں ”اور جس وقت روحیں (ہڈیوں سے) ملادی جائیں گی۔“

اور مودودی صاحب اس آیت کا ترجمہ یوں کرتے ہیں ”اور جب جانیں (جسموں سے) جوڑ دی جائیں گی۔“

اور طاہر القادری صاحب اس کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں ”اور جب روحیں (بدنوں سے) ملادی جائیں گی۔“

٣۔اسی طرح سورۃ التکویر کی آیات نمبر 16 اور 17 یہ ہیں۔فَلَآ أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ۔الْجَوَارِ الْكُنَّسِ

شاہ رفیع الدین صاحب ان کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں ”پس قسم کھاتا ہوں میں پھر جانے والوں۔سیدھے چلنے والوں۔تھم رہنے والوں۔“

اور سید فرمان علی صاحب اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں ”تو مجھے ان ستاروں کی قسم جو چلتے چلتے پیچھے ہٹ جاتے اور غائب ہوجاتے ہیں۔“

4۔سورۃ البروج کی دوسری آیت کی مثال پیش ہے۔

وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ

مودودی صاحب اس کا ترجمہ یہ کرتے ہیں ”قسم ہے مضبوط قلعوں والے آسمان کی۔“

طاہر القادری صاحب نے اس کا ترجمہ اس طرح کیا ”برجوں (یعنی کہکشاؤں) والے آسمان کی قسم۔“

5۔اب ہم سورۃ المرسلٰت کی ابتدائی آیات کی مثال پیش کرتے ہیں:

وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا فَالْعَاصِفَاتِ عَصْفًا وَالنَّاشِرَاتِ نَشْرًا فَالْفَارِقَاتِ فَرْقًا فَالْمُلْقِيَاتِ ذِكْرًا (سورۃ المرسلٰت آیت 2 تا 6)

شاہ رفیع الدین صاحب ان آیات کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں ”قسم ہے ان باؤں کی کہ چھوڑی گئی ہیں نرمی سے۔پھر زور کرنے والیوں کی زور کرنے کر۔اور بادل اُٹھانے والیوں کی بادل اُٹھانے کر۔پھر جدا کرنیوالیوں کی جدا کرنے کر۔پھر ان فرشتوں کی کہ ڈالنے والے ہیں ذکر کو۔“

مودودی صاحب نے یہ ترجمہ اس طرح کیا ”قسم ہے (اُن ہواؤں کی) جو پے درپے بھیجی جاتی ہیں، پھر طوفانی رفتار سے چلتی ہیں اور (بادلوں) کو اُٹھا کر پھیلاتی ہیں، پھر (اُن کو) پھاڑ کر جدا کرتی ہیں، پھر دلوں میں خدا کی یاد ڈالتی ہیں۔“

سید فرمان علی صاحب کا ترجمہ یوں ہے ”ہواؤں کی قسم جو (پہلے) دھیمی چلتی ہیں پھر زور پکڑ کر آندھی ہوجاتی ہیں اور (بادلوں) کو اُبھار کر پھیلا دیتی ہیں۔پھر (ان کو) پھاڑ پھاڑ کر جدا کرتی ہیں۔پھر فرشتوں کی قسم جو وحی لاتے ہیں۔“

6۔پھر اسی سورۃ المرسلٰت کی آیت 9 یہ ہے

فَإِذَا النُّجُومُ طُمِسَتْ

شاہ رفیع الدین صاحب نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے ”پس جس وقت کہ تارے مٹائے جاویں“

مودودی صاحب کا ترجمہ اس طرح ہے ”پھر جب ستارے ماند پڑ جائیں گے۔“

7۔اس کے بعد سورۃ النبا کے تراجم کا جائزہ لیتے ہیں۔سورۃ النبا کی آیت 7 یہ ہے

أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ مِهَادًا

مودودی صاحب نے اس کا ترجمہ یہ کیا ”کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ ہم نے زمین کو فرش بنایا۔“

طاہر القادری صاحب کے نزدیک اس کا ترجمہ اس طرح ہے ”کیا ہم نے زمین کو (زندگی کے) قیام اور کسب وعمل کی جگہ نہیں بنایا۔“

8۔سورۃ النبا کی آیت 21 کے تراجم میں فرق ملاحظہ ہو۔پہلے یہ آیتِ کریمہ درج کی جاتی ہے۔

وَسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا

سید فرمان علی صاحب نے اس کا ترجمہ یہ کیا ”اور پہاڑ (اپنی جگہ) سے چلائے جائیں گے تو ریت ہو کر رہ جائیں گے۔“

مودودی صاحب کا ترجمہ یہ ہے ”اور پہاڑ چلائے جائیں گے یہاں تک کہ وہ سراب ہوجائیں گے۔“

طاہر القادری صاحب کے نزدیک اس کا ترجمہ یہ ہے ”اور پہاڑ (غبار بنا کر فضا میں) اُڑا دیئے جائیں گے، سو وہ سراب (کی طرح کالعدم) ہوجائیں گے۔“

اوپر درج کی جانے والی 8 مثالوں سے واضح ہے کہ اگر حکومت اور حکومت کا بنایا جانے والا قرآن بورڈ کسی ایک ترجمہ کو معیار قرار دے تو باقی تراجم پر پابندی لگانی پڑے گی۔یہاں یہ بحث نہیں کہ یہ تراجم صحیح ہیں کہ نہیں۔یہ حقیقت ہے کہ اگر عدالتی فیصلہ کے مطابق اس قانون کو نافذ کیا جائے اور صرف ایک ترجمہ کو معیار بنا لیا جائے تو یہ مسئلہ جماعت احمدیہ تک محدود نہیں۔اس صورت میں ایک کے علاوہ دیگر تمام تراجم پر پابندی لگانی پڑے گی۔

قرآنِ کریم ذوالوجوہ ہے

جب ہم اس عدالتی فیصلہ کا جائزہ لیتے ہیں تو قرآن کریم کے تراجم کے بارے میں اس فیصلہ میں ایک اصطلاح بار بار استعمال

باقی صفحہ 48 پر

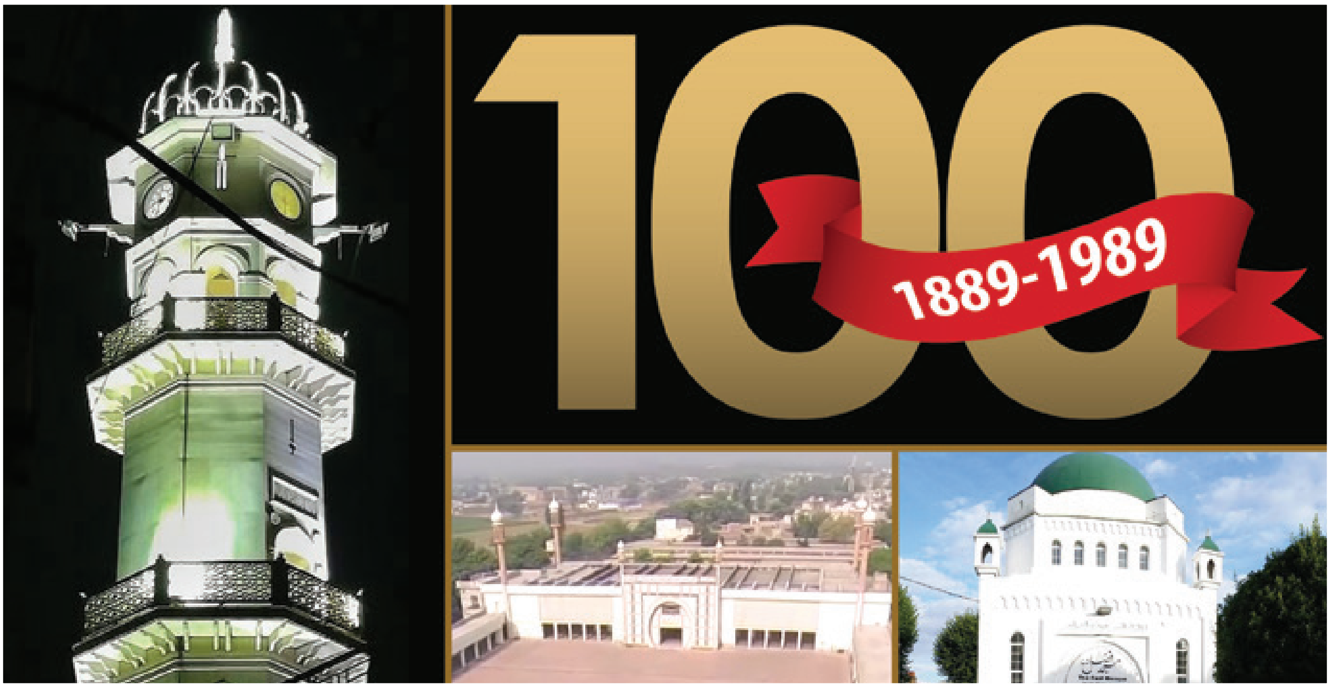

قسط اوّل

صد سالہ جشن تشکر

جماعت احمدیہ مُسلمہ عالمگیر

23 مارچ 1889ء - 22 مارچ 1990ء

(نصیر احمد قمر۔ ایڈیشنل وکیل الاشاعت۔ لندن)

آج سے 130 سال قبل 23 مارچ 1889ء کو حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے، اس کی وحی کے تابع ہندوستان کے ایک شہر لدھیانہ میں ایک نیک اور پارسا بزرگ حضرت صوفی احمد جان صاحب کے ایک مکان کے ایک کمرہ میں چالیس افراد کی بیعت سے سلسلہ احمدیہ کی بنیاد رکھی۔ چالیس افراد کی بیعت کے ساتھ جس کاروانِ احمدیت کا آغاز ہوا تھا آج وہ خدا تعالیٰ کے فضل اور نصرت و تائیدات کے ساتھ دنیا کے 210 ممالک میں پھیل چکا ہے اور کروڑہا افراد اس میں شامل ہو چکے ہیں۔ حضور علیہ السلام کی حیات طیبہ کے دوران، اس جماعت کے قیام کی ابتداء سے ہی مخالفین و معاندین احمدیت نے اس الٰہی جماعت کو نیست و نابود کرنے کے لئے ہر قسم کے اوچھے ہتھکنڈے اور ظالمانہ اطوار کو اپنایا۔ نفرت و عناد، بغض و عداوت اور غیظ و غضب کی آگیں بھڑکائی گئیں۔ جھوٹے اور ناروا مقدمات میں الجھایا گیا۔ جسمانی تشدد اور روحانی اذیت پہنچانے کے لئے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی گئی۔ لیکن کوئی آندھی، کوئی طوفان، ظلم و ستم اور تکفیر و تضحیک کی کوئی انتہا اس جماعت کی ترقی کو روک نہیں سکی۔ حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد الٰہی وعدوں کے مطابق قدرتِ ثانیہ کا ظہور ہوا اور یہ جماعت شاہراہ غلبہ اسلام پر آگے بڑھی اور بڑھتی چلی جارہی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ:

"یہ کاروبار انسان کی طرف سے نہیں اور نہ کسی انسانی منصوبہ نے اس کی بناڈالی ہے۔ بلکہ یہ وہی صبح صادق ظہور پذیر ہوگئی ہے جس کی پاک نوشتوں میں پہلے سے خبر دی گئی تھی"

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 104)

"یقیناً سمجھو کہ اگر یہ کام انسان کا ہوتا تو بہتیرے اس کے نابود کرنے والے پیدا ہو جاتے اور نیز یہ اس اپنی عمر تک بھی ہرگز نہ پہنچتا جو بارہ برس کی مدت اور بلوغ کی عمر ہے۔ کیا تمہاری نظر میں کبھی کوئی ایسا مفتری گزرا ہے کہ جس نے خدا تعالیٰ پر افتراء کر کے کہ وہ مجھ سے ہمکلام ہے پھر اس مدت مدید کے سلامتی کو پالیا ہو؟"

(آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد 5 ص 54)

آپ نے فرمایا تھا کہ:

"مجھے حکم دیا گیا ہے کہ جو لوگ حق کے طالب ہیں وہ سچا ایمان اور سچی ایمانی پاکیزگی اور محبت مولیٰ کا راہ سیکھنے کے لئے اور گندی زیست اور کاہلانہ اور غدارانہ زندگی کے چھوڑنے کے لئے مجھ سے بیعت کریں۔ پس جو لوگ اپنے نفسوں میں کسی قدر یہ طاقت پاتے ہیں انہیں لازم ہے کہ میری طرف آویں کہ میں ان کا غمخوار ہوں گا اور ان کا بار ہلکا کرنے کے لئے کوشش

کروں گا اور خدا تعالیٰ میری دعا اور میری توجہ میں ان کے لئے برکت دے گا بشرطیکہ وہ ربانی شرائط پر چلنے کے لئے بدل و جان تیار ہوں گے۔۔۔۔''

(سبز اشتہار، روحانی خزائن جلد 2 ص 477)

اسی طرح آپؑ نے فرمایا تھا کہ:

''یہ سلسلہ بیعت محض بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کے لئے ہے تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے اور ان کا اتفاق اسلام کے لئے برکت وعظمت اور نتائج خیر کا موجب ہو۔۔۔۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل ص 196)

چنانچہ خدا تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کی بابرکت آسمانی سیادت میں یہ جماعت ہر قسم کے طوفانوں کا مقابلہ کرتے ہوئے باہمی اتفاق و اتحاد کی لڑی میں پروئی ہوئی دنیا بھر میں اسلام کی پاک اور مقدس خدمات میں جانی، مالی، قلبی، لسانی و حالی قربانیاں پیش کرتے ہوئے بڑھتی اور پھیلتی چلی جارہی ہے اور جیسا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا تھا۔''خدا تعالیٰ نے اس گروہ کو اپنا جلال ظاہر کرنے کے لئے اور اپنی قدرت دکھانے کے لئے پیدا کرنا اور پھر ترقی دینا چاہا ہے تا دنیا میں محبت الٰہی اور توبہ نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی اور امن اور صلاحیت اور بنی نوع کی ہمدردی کو پھیلاوے۔۔۔

جیسا کہ اس نے اپنی پاک پیشگوئیوں میں وعدہ فرمایا ہے کہ اس گروہ کو بہت بڑھائے گا اور ہزارہا صادقین کو اس میں داخل کرے گا وہ خود اس کی آبپاشی کرے گا اور اس کو نشوونما دے گا یہاں تک کہ ان کی کثرت اور برکت نظروں میں عجیب ہوجائے گی۔ اور وہ اس چراغ کی طرح جو اونچی جگہ رکھا جاتا ہے دنیا کے چاروں طرف اپنی روشنی کو پھیلائیں گے اور اسلامی برکات کے لئے بطور نمونہ ٹھہریں گے۔ وہ اس سلسلہ کے کامل متبعین کو ہر یک قسم کی برکت میں دوسرے سلسلہ والوں پر غلبہ دے گا اور ہمیشہ قیامت تک ان میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جن کو قبولیت اور نصرت دی جائے گی۔ اس رب جلیل نے یہی چاہا ہے۔ وہ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ہر یک طاقت اور قدرت اُسی کو ہے۔۔۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل ص 198)

الغرض ان الٰہی وعدوں اور بشارات کے مطابق جماعت احمدیہ اپنے قیام کے روزِ اول سے ہی مسلسل ترقی پذیر ہے۔ ایک بھی دن ایسا اس جماعت پر نہیں آیا جب اس کی ترقی یا اس کے مقاصد کی تکمیل رک گئی ہو۔ اللہ تعالیٰ کے انہی افضال وانعامات کے شکرانہ کے طور پر جب جماعت کے قیام پر سو سال کا عرصہ ہونے کو آیا تو اس سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے صد سالہ جشن تشکر کا ایک عظیم منصوبہ جماعت کے سامنے رکھا اور 23 مارچ 1989ء سے 22 مارچ 1990ء تک یہ جشن تشکر بڑے ہی پر لطف روحانی جذبات وکیفیات کے ساتھ منایا گیا۔ آج اس جشنِ تشکر پر بھی تیس سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ اس عرصہ میں پوری ایک نسل احمدیت میں پیدا ہو کر پروان چڑھ چکی ہے اور ابھی وہ لوگ بھی زندہ ہیں جنہوں نے اس جشن تشکر کے منصوبوں میں اپنا اپنا حصہ ڈالا۔ ان خوش نصیبوں کی یادوں کو مہکانے اور تازہ کرنے کی غرض سے اور نئی نسل کو اس جشن تشکر کے پس منظر اور اہم حالات وواقعات سے آگاہ کرنے کے لئے ذیل میں بعض تفصیلات ہدیہ قارئین کی جارہی ہیں۔ اس دور کے تمام حالات اور جماعتی ترقیات اور خدمات اور ان کے اثرات و برکات کا تذکرہ تو کئی کتابوں کا متقاضی ہے۔ تاہم امید ہے کہ ذیل میں دیئے گئے کوائف بھی افراد جماعت کے لئے ازدیادِ ایمان وعرفان کا موجب ہوں گے۔۔۔۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے 23/مارچ 1889ء کو سلسلہ بیعت کا آغاز کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی تھی۔ اور 23/مارچ 1989ء کو اس پر سو سال کا عرصہ پورا ہو رہا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے 1973ء کے جلسہ سالانہ (منعقدہ ربوہ۔ پاکستان) کے موقع پر اپنے اختتامی خطاب میں فرمایا کہ

''حضرت مصلح موعودؓ کی یہ خواہش تھی کہ جماعت صد سالہ جشن منائے۔ یعنی وہ لوگ جن کو سوواں سال دیکھنا نصیب ہو وہ صد سالہ جشن منائیں۔ اور میں بھی اپنی اس خواہش کا اظہار کرتا ہوں کہ صد سالہ جشن منایا جائے۔''

اس صد سالہ جشن کی غرض وغایت کا ذکر کرتے ہوئے حضور رحمہ اللہ نے فرمایا

''حمد وعزم یہ دو لفظ ہیں جن کا انتہائی مظاہرہ انشاءاللہ 1989ء میں ہماری طرف سے کیا جائے گا۔ وباللہ التوفیق۔ اور اس حمد اور عزم کے عظیم مظاہرے کے لئے قرآن کریم کی عین ہدایت کے مطابق ہم نے تیاری کرنی ہے۔ اشاعتِ اسلام کے پروگرام بنانے ہیں۔ خدا کی راہ میں قربانیاں دینی ہیں۔ نئی نئی سکیمیں سوچنی ہیں۔''

حضور رحمہ اللہ نے اس سلسلہ میں جماعت کو دعاؤں، عبادات اور تسبیحات پر مشتمل ایک روحانی پروگرام بھی عطا فرمایا۔ اور دنیا بھر میں اشاعت اسلام اور تعلیم و تربیت کے کاموں کو تیز تر کرنے اور ساری دنیا کے انسانوں کو اُمّتِ واحدہ بنانے کے سلسلہ میں درپیش چیلنجز اور کاموں کا ذکر کرتے ہوئے ان عظیم دینی و روحانی مقاصد کو حاصل کرنے اور اس نہایت مبارک منصوبہ کی تکمیل کے لئے مالی تقاضوں کے پیشِ نظر افراد جماعت کو اڑھائی کروڑ روپیہ پیش کرنے کی اپیل کی۔ اور ساتھ ہی فرمایا کہ:

''مَیں اپنے ربِّ کریم پر کامل بھروسہ رکھتے ہوئے آج ہی یہ اعلان کر دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان سولہ سالوں میں ہمارے اس منصوبہ کے لئے پانچ کروڑ روپے کا انتظام کر دے گا، انشاءاللہ تعالیٰ۔''

(اختتامی خطاب جلسہ سالانہ 1973ء ص 678)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے عہدِ خلافت میں خلافت جوبلی کا یہ منصوبہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بتدریج اپنے اعلیٰ مقاصد کے حصول کی طرف نہایت کامیابی کے ساتھ بڑھتا رہا۔ اشاعت اسلام اور تعلیم و تربیت کے کام کو تیز کرنے کے لئے دنیا کے مختلف علاقوں میں مراکز کے قیام، مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم و تفاسیر اور دیگر اسلامی لٹریچر کی اشاعت، مساجد کی تعمیر اور خدمت انسانیت وغیرہ متعدد پہلوؤں سے گہرے غور وفکر اور مشوروں کے بعد متعدد پروگرام تشکیل دیئے گئے اور بہت سے عملی اقدامات کئے گئے اور یوں صد سالہ جوبلی منصوبہ کی خدا تعالیٰ کے فضل سے نہایت کامیابی کے ساتھ اپنے عظیم مقاصد کی طرف پیشرفت جاری رہی۔ اس کا کسی قدر احوال سلسلہ احمدیہ جلد سوم میں گزر چکا ہے۔

اسی طرح یہ بھی بیان کیا جا چکا ہے کہ جب بھی الٰہی جماعت ترقی کی طرف قدم بڑھاتی ہے تو یہ امر مخالفانہ قوتوں کو غصّہ دلانے کا موجب ہوتا ہے اور وہ بھی اپنی معاندانہ کارروائیوں میں مزید زور لگانے اور جماعت مومنین کے نیک ارادوں کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنے اور انہیں ظلم وستم کا نشانہ بنانے میں سرگرم ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے اس منصوبہ کے اعلان کے ساتھ آغاز میں ہی اس بارہ میں بھی جماعت کو متنبہ فرمادیا تھا اور بتایا تھا کہ اب تک ہماری مخالفت ملکی مخالفت تھی یا مقامی مخالفت تھی لیکن اب ہماری مخالفت بین الاقوامی اتحاد کی شکل میں ہمارے سامنے آئی ہے اور اس میں نہ صرف ظاہری طور پر اسلام پر کاربند جماعتیں بلکہ ان کے ساتھ اہلِ کتاب جو دشمنِ اسلام ہیں اور اہلِ الحاد جو مذہب کے بھی شدید مخالف ہیں اکٹھے ہو کر احمدیت کو مٹانے کے درپے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی آپ نے یہ بشارت بھی دی کہ یہ لوگ اپنے بد ارادوں میں ناکام و نامراد ہوں گے۔ آپؒ نے فرمایا:

’’...اب ہماری مخالفت بین الاقوامی اتحاد کی شکل میں ہمارے سامنے آئی ہے اور افقِ اسلام پر جو حالات جنگِ احزاب کے موقع پر ابھرے تھے کہ اہلِ کتاب اور مشرکین نے گٹھ جوڑ کر کے مدینہ پر حملہ کیا تھا اور اسلام کو مٹانے کی کوشش کی تھی، اسلام کی اس نشاۃ ثانیہ میں پھر وہی حالات پیدا ہو گئے ہیں۔ چنانچہ ظاہری علوم رکھنے والے اہلِ قرآن اور اسلام کے دشمن اہلِ کتاب اور انسانیت اور مذہب کے دشمن اہلِ الحاد یہ تینوں طاقتیں اکٹھی ہو کر نشاۃ ثانیہ کو مغلوب کرنے کے لئے افقِ اسلام پر ابھری ہیں۔ جو وعدہ اس وقت مسلمانوں کو دیا گیا تھا میں سمجھتا ہوں انہی آیتوں میں ہمارے لئے بھی وعدہ ہے کہ سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ (القمر 46) تم جمع تو ہو گئے ہو۔ تم مخالف متضاد طاقتیں ہو جو اسلام کو مغلوب کرنے کے لئے اکٹھی ہو کر سامنے آگئی ہو لیکن سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ تمہارا اتحاد تمہیں کامیابی کی طرف نہیں لے جائے گا بلکہ تم پیٹھ پھیر کر بھاگ جاؤ گے اور ناکام ہو گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ...‘‘ (سلسلہ احمدیہ جلد 3 ص 235)

چنانچہ بعد کے حالات نے مخالفین کی سازشوں کو بے نقاب کیا۔ 1974ء میں پاکستان میں جماعت کی مخالفت اور عالمی سطح پر جھوٹا اور افتراء پر مبنی پراپیگنڈہ اور احمدیوں کے خلاف ظالمانہ کارروائیاں اور احمدیوں کی اپنے ایمان کی حفاظت میں ہر قسم کی قربانیاں اور شہادتیں اور صبر و استقامت کے عظیم الشان نمونے اور پھر خدا تعالیٰ کی طرف سے ظالموں کی گرفت کے عبرتناک واقعات تاریخ کا حصّہ ہیں۔ ان کا کسی قدر ذکر بھی سلسلہ احمدیہ جلد سوم میں گزر چکا ہے۔ الغرض مخالفین اسلام و احمدیت کی نہایت بھیانک سازشوں اور ظالمانہ کارروائیوں کے علی الرغم کاروانِ احمدیت خلافت حقّہ اسلامیہ کی آسمانی قیادت میں مسلسل آگے بڑھتا رہا۔

جون 1982ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی وفات پر دشمنانِ احمدیت نے کوشش کی کہ جماعت ایک ہاتھ پر جمع نہ ہو سکے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ان کو سخت ہزیمت دی اور اپنے وعدہ کے مطابق خوف کے حالات کو امن میں بدلا اور حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ہاتھ پر ساری جماعت متحد ہو کر تمکنت دین کی شاہراہ پر نئے عزم اور ارادوں کے ساتھ اور اسلام کے عالمگیر غلبہ کے لئے نئے جوش و جذبہ اور ولولہ کے ساتھ نہایت تیزی سے آگے بڑھنے لگی۔ دنیا بھر میں اشاعت اسلام کے مختلف منصوبوں کی تکمیل کے لئے افرادِ جماعت نے اموال و نفوس کی قربانی کے نئے اور بلند معیار قائم کئے۔ لیکن جیسا کہ الٰہی جماعتوں کی تقدیر ہے حاسدوں کی حاسدانہ کارروائیاں بھی تیز تر ہو گئیں اور شریروں نے جماعت احمدیہ کی ترقی کو روکنے اور خلافت احمدیہ کو بزعمِ خویش نابود کرنے کے نہایت مکروہ اور گھناؤنے منصوبے بنائے اور اس سلسلہ میں خصوصیت کے ساتھ پاکستان کے اُس وقت کے فوجی ڈکٹیٹر جنرل ضیاء الحق نے صدارتی آرڈیننس نمبر 20 کے ذریعہ ایسے ظالمانہ اقدامات کئے کہ اگر یہ جماعت خدائے قادر و قیوم کی قائم کردہ اور اس کی حفاظت کے حصار میں نہ ہوتی تو کب کی فنا ہو چکی ہوتی۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ایک دفعہ پھر دشمن کے مکر اس پر الٹائے اور جو آگ اس نے احمدیوں کو جلانے کے لئے بھڑکائی تھی وہ خود اس کی لپیٹ میں آ گیا۔ اور احمدیت کا قافلہ عہدِ خلافتِ رابعہ میں بھی نہایت اعزاز کے ساتھ اور بشاشت کے ساتھ راہِ مولا میں ہر قسم کی قربانیاں دیتے ہوئے کامیابیوں کے ساتھ سرفراز ہوا۔

بالخصوص 1984ء میں حکومت پاکستان کے ظالمانہ آرڈیننس نمبر 20 کے نتیجہ میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو پاکستان سے ہجرت کرنا پڑی اس کے بعد سے تو جماعت کی ترقی کی رفتار میں حیرت انگیز اضافہ ہوا۔ دنیا بھر میں اشاعت اسلام، تبلیغ و دعوت الی اللہ، مختلف ممالک میں نئے مشن ہاؤسز اور تبلیغی مراکز کے قیام، صد سالہ جوبلی تک کم سے کم سو ممالک میں جماعت احمدیہ کے نفوذ، سو زبانوں میں قرآنِ کریم کے تراجم، مختلف زبانوں میں اسلام کے بنیادی تعارف اور قرآن مجید و احادیث نبویہ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کی بکثرت اشاعت، مساجد کی تعمیر، عالمی جماعت کی تعلیم و تربیت، بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود اور خدمتِ انسانیت کے مختلف منصوبوں پر جو کام ہوا اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی تائید و نصرت کے روشن نشانوں سے ان مساعی کو مثمر بثمرات حسنہ بنایا اور قدم قدم پر دشمنان احمدیت کو ناکامیوں اور ذلّتوں سے ہمکنار کیا، وہ تاریخ احمدیت کا ایک روشن باب ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ صد سالہ جوبلی منصوبہ کا وہ پودا جو 1973ء میں لگایا گیا تھا وہ مخالفت کی تیز آندھیوں اور ہولناک طوفانوں کے باوجود محض خدا تعالیٰ کے فضل سے اور اسی کی حفاظت میں اپنی سرسبزی و شادابی میں مسلسل بڑھا اور پھلا اور پھولا اور ایک عالَم اس کے شیریں ثمرات سے فیضیاب ہوا۔

عہدِ خلافتِ رابعہ میں 1982ء سے صد سالہ جشنِ تشکّر 23/ مارچ 1989ء تک اور اس کے بعد بھی جوں جوں جماعت ترقی کرتی رہی مخالفین کی شرانگیزیاں، فتنہ و فساد اور حاسدانہ کارروائیاں بھی بڑھتی رہیں۔ ان کی پوری کوشش رہی کہ صد سالہ جوبلی کے جشن کو ناکام بنایا جائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے مختلف مواقع پر اس پہلو سے جماعت کے خلاف عالمی سازشوں سے نہ صرف پردہ اٹھایا بلکہ آسمانی رہنمائی اور خدائی تائید کے ساتھ ان سب سازشوں کو نہایت جرأت کے ساتھ اور حکمت بالغہ کے ساتھ ناکام کیا اور احمدیت کی کشتی کو ان تمام طوفانوں سے کامیابی سے نکال

کر اس کی منزل کی طرف رواں دواں رکھا۔

صد سالہ جوبلی سے قریباً دو سال قبل 30؍جنوری 1987ء کو خطبہ جمعہ میں دشمنوں کی شرارتوں اور بد ارادوں کا ذکر کرتے ہوئے آپؒ نے فرمایا:

’’صد سالہ جوبلی کے متعلق مَیں نے بتایا تھا کہ صرف دو سال باقی رہ گئے ہیں اور صد سالہ جوبلی دراصل ہمارے دشمنوں کا اس وقت وہ خاص نشانہ بنی ہوئی ہے ان کی نفرتوں کا، ان کے حسد کا اور وہ ہر طرح سے پورا زور لگا رہے ہیں کہ صد سالہ جوبلی کے جشن کو ناکام بنا دینا ہے۔ ربوہ کے خلاف جو سازشیں ہوئیں، جماعت احمدیہ کے خلاف جو پاکستان میں سازشیں ہوئیں، جن کا سب سے بڑا نقطہ ربوہ پہ جا کے ختم ہوتا تھا کہ ربوہ کی مرکزی حیثیت کو ختم کیا جائے، ربوہ کی شان لُوٹ لی جائے، ربوہ میں ہر قسم کے جلسے بند کر دیئے جائیں کیونکہ بالآخر بڑی تیزی کے ساتھ جماعت صد سالہ جوبلی کے جشن کی طرف بڑھ رہی ہے اور اس مقام نے ساری دنیا کا مرکز اور مطمح نظر بن جانا ہے۔ یہاں اگر کوئی شاندار سطح پر سو سالہ جشن منایا گیا تو اس کے نتیجے میں سارے پاکستان میں نہیں ساری دنیا میں یہ بات لازماً مستحکم ہو جائے گی کہ اب اس جماعت کو دنیا میں کوئی مٹا نہیں سکتا۔ اس درجہ کمال کو پہنچ چکی ہے، اس بڑے مرتبے کو پہنچ چکی ہے، اتنی قوت حاصل کر چکی ہے کہ اب اس جماعت کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ یہ وہ خطرہ تھا جس کے پیشِ نظر ساری سازشوں نے جنم لیا اور اسی لئے کھیلیں بند کیں پہلے، درجہ بدرجہ دشمن نے اپنی سکیم کو کھولا ہے۔ کھیلیں بند کیں، چھوٹے چھوٹے اجتماعات بند کئے، لاؤڈ اسپیکر کا استعمال بند کیا، پھر گاڑیاں جو چلا کرتی تھیں خاص وقت میں ان کی سہولت کھینچ لی۔ ہر طرح سے رخ بالآخر جلسے کی طرف ہی تھا اور جلسہ سالانہ بند کر کے انہوں نے اپنی طرف سے جوبلی کے جلسے کی راہ میں وہ دیوار کھڑی کر دی جو وہ سمجھتے ہیں کہ ٹوٹ نہیں سکتی۔ لیکن ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے جہاں تک اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے یہ تو یقینی ہے کہ اس کے بدلے میں جو دشمن ہم سے کر رہا ہے خدا تعالیٰ بہت بڑی عظمتیں دینے والا ہے۔ جس شان کا تصور کر کے انہوں نے نقصان پہنچانے کی کوشش کی تھی ان کے ذہن سے یہ بات نکل گئی کہ ہم جس کے غلام ہیں وہ تو لحہ لحہ نئی شان دکھانے والا آقا ہے اور جس خدا نے اس کو پیدا کیا وہ تو كُلَّ يَوۡمٍ هُوَ فِيۡ شَاۡنٍ کا مقام رکھتا ہے۔ اسی سے ہر شان پھوٹتی ہے۔ تو جو محمد مصطفیٰ ﷺ کا غلام ہو اور اللہ کا غلام ہو اس کی شان کیسے کوئی نوچ کے چھین سکتا ہے، ناممکن کام ہے یہ ان کے لئے۔ اگر خدانخواستہ ربوہ میں حالات ایسے نہ ہوئے کہ وہاں جشن اس طرح منایا جائے جیسا کہ جماعت نے منانا تھا تو دنیا کے کونے کونے میں اس شان اور اس قوت کے ساتھ یہ جشن منایا جائے گا کہ دشمنوں کے کانوں کے پردے پھٹ جائیں گے۔ اس کے ولولے سے اور ان کے دبدبے سے جس شوکت سے نعرۂ تکبیر بلند ہوں گے دنیا میں وہ ان کے دلوں کو دہلا دینے والی شوکت ہوگی۔ اس لئے کہاں ان کی طاقت، کہاں ان کی مجال کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کے غلاموں کی شان کھینچ سکیں، شان نوچ سکیں۔ یہ نہیں نوچ سکتے۔ یہ ملک جہاں میں اس وقت مخاطب ہو رہا ہوں آپ سے، یہ ملک بھی نئی اور دوبالا شان کے ساتھ اسلام کا حسن دنیا کے سامنے پیش کر رہا ہوگا۔ اور آپ ہوں گے جو اس حسن کو دنیا کے سامنے پیش کر رہے ہوں گے۔ افریقہ بھی ایک نئی شان کے ساتھ نئے ولولے کے ساتھ پیش کر رہا ہوگا۔ نئے روپ کے ساتھ یہ شان ایشیا کے سارے ممالک میں دکھائی جائے گی، نئے روپ کے ساتھ یہ شان دنیا کے ہر برّاعظم میں دکھائی جائے گی۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 30؍جنوری 1987ء، بمقام مسجد فضل لندن۔ خطباتِ طاہر جلد 6 صفحہ 70-71)

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پاکستان بھر میں اور خصوصیت سے پنجاب میں احمدیوں پر صد سالہ جشنِ تشکّر کی خوشیاں منانے پر پابندی لگا دی گئی اور اس سلسلہ میں حکومت کی طرف سے ایک نہایت مضحکہ خیز اور جاہلانہ آرڈر جاری کیا گیا۔ یہ حکم نامہ اس بات کا بھی ایک زبردست ثبوت تھا کہ جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی اور اس پر خدا تعالیٰ کے فضلوں اور احسانات کی موسلا دھار بارش نے کس طرح معاندین احمدیت کے دلوں میں حسد کی آگ بھڑکا رکھی ہے۔ ان کا یہ حکم دینا بتاتا ہے کہ ان کے دلوں میں ایک آگ لگی ہوئی ہے اور وہ اس جہنم میں جل رہے ہیں کہ احمدیوں کو کیوں خدا تعالیٰ نئی نئی رفعتیں اور نئی نئی برکتیں عطا کرتا چلا جا رہا ہے۔ وہ شخص جو کسی کی خوشی پر عذاب میں مبتلا ہو اس کے لئے اس سے زیادہ اور کیا جہنم سوچی جا سکتی ہے۔ ذیل میں اس حکومتی آرڈر کے بعض حصّے ہدیہ قارئین ہیں۔ ڈپٹی کمشنر صاحب جھنگ نے اپنے اس حکم نامہ میں لکھا کہ: ’’جبکہ میرے علم میں یہ بات لائی گئی ہے کہ ضلع جھنگ میں قادیانی 23؍مارچ 1989ء کو قادیانیت کی اپنی صد سالہ جوبلی منعقد کر رہے ہیں اور اس کے لئے انہوں نے چراغاں کرنے عمارات سجانے، سجاوٹی گیٹ کھڑے کرنے، پمفلٹ تقسیم کرنے دیواروں پر پوسٹر لگانے، شیرینی بانٹنے، سپیشل کھانے (لفظ سپیشل بھی خوب ہے)، بیجز کی نمائش، بینر لگانے اور جھنڈیاں وغیرہ لگانے کا انتظام کیا ہے جو کہ مسلمانوں کے نزدیک سخت قابل اعتراض ہے‘‘۔

اسی طرح اس میں لکھا کہ:

’’پنجاب گورنمنٹ کے ہوم ڈیپارٹمنٹ نے بذریعہ ٹیلی پرنٹر پیغام بتاریخ 20؍مارچ 1989ء میں متذکرہ بالا قادیانیوں کے صد سالہ جشن پر صوبے بھر میں پابندی لگانے کا فیصلہ کیا ہے۔......‘‘

’’اور جبکہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ PPC، 298-C ایکٹ XLV 1860ء کے تحت قادیانی گروہ کے کسی شخص کو یہ اختیار نہیں کہ وہ بلاواسطہ یا بالواسطہ خود کو مسلمان ظاہر کرے یا اپنے دین کو اسلام کہے یا قرار دے یا اپنے دین کی تبلیغ یا پرچار کرے یا دوسروں کو اپنے دین کی تحریری زبان یا کسی مرئی طریق سے دعوت دے یا کسی بھی انداز سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچائے تو مستوجب سزا ٹھہرے گا جبکہ میری رائے اور گورنمنٹ کے مندرجہ بالا فیصلے اور تعزیرات پاکستان کے مندرجات کے مطابق اور زیر دفعہ 298-C ایکٹ XLV آف 1860ء ایسی کافی وجوہات موجود ہیں کہ اس کی (یعنی صد سالہ تقریبات کی) فوری روک تھام کی جائے اور ایسی ہدایات کا اجراء ضروری ہے جو انسانی زندگی، املاک اور امن وسکون عامہ کو درپیش خطرہ کا انسداد کریں۔ اس لئے اب میں چوہدری محمد سلیم ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جھنگ دفعہ 1998 PPC144ج کے تحت اپنے اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے قادیانیوں کو ضلع جھنگ میں مندرجہ ذیل سرگرمیوں

سے باز رکھنے کے لئے حکم صادر کرتا ہوں۔ عمارات اور ان کے احاطوں میں چراغاں کرنا‘‘۔ (یعنی اپنے گھروں کے اندر بھی نہیں چراغاں کر سکتے) ’’سجاوٹی گیٹ لگانا، جلسے اور جلوس کا انعقاد، لاؤڈ سپیکر یا میگا فون کا استعمال، نعرے لگانا، بیجز آویزاں کرنا، رنگ برنگے قمقمے اور بینرز لگانا، پمفلٹ تقسیم کرنا، پوسٹر لگانا، دیواروں پر لکھنا، مٹھائی یا کھانا تقسیم کرنا اور کوئی ایسی حرکت جو بالواسطہ یا بلاواسطہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات انگیخت یا مجروح کرنے کا موجب ہو۔‘‘ ......

’’میرے ہاتھ اور عدالت کی مہر سے آج مؤرخہ 21/مارچ 1989ء کو جاری کیا گیا۔ چوہدری محمد سلیم ڈپٹی کمشنر۔‘‘

(ماخوذ از خطبہ جمعہ فرمودہ 24/مارچ 1989ء بمقام اسلام آباد ٹلفورڈ۔ خطباتِ طاہر جلد 8 صفحہ 197-199)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو جب اس ظالمانہ حکم نامے کی اطلاع ہوئی تو حضور رحمہ اللہ نے پاکستان کے احمدیوں کو پیغام دیا کہ جو کچھ بھی ہو آپ نے اپنے حوصلہ کا سر بلند رکھنا ہے اور قطعاً ان لوگوں سے مرعوب نہیں ہونا۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے آپ رحمہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 24/مارچ 1989ء میں فرمایا:

’’ایک سو سال کے خدا تعالیٰ کے بے انتہا احسانات ہیں جو جماعت پر نازل ہوئے ہیں۔ اس کے نتیجے میں جو خوشیاں دلوں سے پھوٹ رہی ہیں ان کو دنیا کی کوئی طاقت دبا نہیں سکتی۔ اس لئے آج میرا آپ کو پیغام یہ ہے کہ آپ نے لازماً خوش رہنا ہے۔ جو کچھ سر پر گزرے آپ نے اپنی خوشی کو مغلوب نہیں ہونے دینا۔ ...... جب مَیں ربوہ سے روانہ ہو رہا تھا تو مَیں نے آپ سے ایک وعدہ لیا تھا اور وہ وعدہ یہ تھا کہ آپ اس غم کو مرنے نہیں دیں گے اور ہمیشہ اس غم کو تازہ رکھیں گے۔ اس وعدے کو آج آپ بھول جائیں، آج میں آپ سے ایک نیا وعدہ لینا چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں نے جو جماعت کو خوشیاں دی ہیں آپ ان خوشیوں کو زندہ رکھیں اور کسی ظالم کو اجازت نہیں دیں گے کہ اس کے پنجے آپ کے دلوں سے ان رحمتوں کی خوشیوں کو چھین لیں۔ آپ کو نئے کپڑے پہننے کی اجازت نہیں تو پھٹے پرانے بوسیدہ کپڑوں میں بازاروں میں پھریں اور خوشیوں سے آپ کے چہرے دمک رہے ہوں۔ آپ کے وجود کا ذرّہ ذرّہ ان دشمنوں کو ناکام اور نامراد کر رہا ہو اور ان کو کہہ رہا ہو کہ ہماری مقدس خوشیوں تک پہنچنے کی تمہارے بہیمانہ پنجوں کو اجازت نہیں دی جائے گی۔ پھر دیکھیں یہ لوگ کس طرح آپ کو ناکام اور نامراد کر سکتے ہیں؟ کوئی دنیا کی طاقت آپ کو ناکام اور نامراد نہیں کر سکتی۔ خدا کے فضلوں کی خوشیاں کوئی دنیا میں روک سکتا ہے؟ خدا کی رحمتوں کی خوشیاں کوئی دنیا میں روک سکتا ہے؟ چنانچہ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں ایک بالکل نئی فضا پیدا ہوگئی اور پنجاب میں جہاں جہاں یہ پیغام پہنچا وہاں، بہت سے شہروں میں تو انہوں نے اس بات کی بھی پرواہ نہیں کی کہ کوئی ہمیں قید کرتا ہے، مارتا ہے، گلیوں میں گھسیٹتا ہے، گالیاں دیتا ہے۔ انہوں نے خوب جشن منائے۔ ربوہ کی تو دوسری حیثیت کے پیش نظر اگرچہ وہاں بتیاں تو نہیں جل سکیں لیکن میں نے ان سے کہا کہ اتاری آپ نے نہیں ہیں۔ یہ دن ایسا ہے یعنی 23/مارچ کا دن کہ جس دن یہ ساری قوم مجبور ہوگئی ہے بتیاں جلانے پر اور خوشیاں منانے پر کیونکہ خدا کی تقدیر نے اس دن کو یوم پاکستان بنا دیا ہے۔ اس لئے ان گھروں کی بتیاں احمدیت کی خوشیاں منا رہی ہوں گی خدا کی نظر میں، اور وہ بتیاں جو ان کو نظر نہیں آتیں جلتی ہوئی آپ کے گھروں پر وہ خدا کی نظر میں سب سے زیادہ روشن قرار دی جائیں گی۔ اور ایسا ہوتا ہے، خدا کی تقدیر میں ایسا ہوتا آیا ہے۔ اس لئے احمدیت کو دنیا کی کوئی طاقت ناکام اور نامراد نہیں کر سکتی۔ یہ بات یاد رکھیں ہمارے لئے خوشیوں کے دن آئے ہیں اور خوشیوں کے دن بڑھتے چلے جائیں گے ہمارے لئے۔ ہمارے لئے خوشیاں ایسی مقدر ہو چکی ہیں جو ہماری راتوں کو بھی دن بنا دیں گی۔ مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں ایک ذرّہ بھی مجھے اس بات میں شک نہیں کہ نئی صدی احمدیت کے لئے نئی نئی خوشیاں لے کر آنے والی ہے۔ پس خوشی سے اچھلو اور کودو اور خدا کی رحمتوں پر شکر کے لئے اَور تیاری کرو۔ اپنے شکروں کے معیار کو اَور زیادہ بڑھاؤ کیونکہ ہم نے تو آج خدا تعالیٰ کے گزشتہ فضلوں کو جو دیکھا ہے اس کی روشنی میں ہم یقین کے طور پر کہہ سکتے ہیں کہ مستقبل اتنا روشن ہے اور اتنا عظیم الشان ہے کہ جس طرح آج سے سو سال پہلے کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ دنیا کے ایک سو بیس ممالک میں جماعت احمدیہ پھیل چکی ہوگی اور کوئی یہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ اس سے پہلے تیرہ سو سال میں ساری دنیا کے مسلمانوں نے جتنی زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کئے ہیں اس سے دوگنی زبانوں میں، چند سال میں جماعت احمدیہ کو توفیق ملی کہ تراجم کر کے ساری دنیا میں اس مقدس صحیفے کے ترجے کو پھیلا دے۔‘‘ ......

’’پس مَیں ربوہ کے رہنے والے ہوں یا پنجاب کے دوسرے علاقوں کے لوگ جو اس حکم کو سن کر غمزدہ ہیں ان کو مَیں دوبارہ یقین دلاتا ہوں کہ آپ کی خوشیاں ان کی پہنچ سے بالا ہیں۔ آپ خوش رہیں اور خدا تعالیٰ مزید آپ کی خوشیاں بڑھاتا چلا جائے گا۔ یہ کیوں نہیں سوچتے آپ کہ کس قدر ان کے دل مغضوب ہو چکے ہیں۔ کس قدر ان کی تکلیف کے نئے نئے سامان خدا تعالیٰ نے پیدا کر دیئے ہیں یعنی وہ شخص جو کسی کی خوشی پر عذاب میں مبتلا ہو اس سے زیادہ اور کیا جہنم سوچی جا سکتی ہے۔ بڑے ہی سادہ لوح ہیں وہ لوگ جو سمجھتے ہیں کہ انہوں نے حکم دے کر ہماری خوشیاں چھین لی ہیں۔ ان کا حکم دینا بتاتا ہے کہ ان کے دلوں میں آگ لگی ہوئی ہے۔ اس جہنم میں جل رہے ہیں کہ احمدیوں کو کیوں خدا تعالیٰ نئی نئی رفعتیں، نئی نئی برکتیں عطا کرتا چلا جا رہا ہے۔ حیرت ہوتی ہے کہ کس قدر بیوقوف اور جاہل قوم ہے یہ کہ جو اس طرح دوسرے کی خوشیاں چھیننے کی کوشش کر رہی ہے اور یہ رذیل کوشش بتا رہی ہے کہ دلوں میں ایک آگ لگی ہوئی ہے، جہنم برپا ہے۔ بہت انہوں نے کوشش کی، بہت زور مارے کہ احمدیت کو ناکام اور نامراد کر دیں۔ آج سو سال کے بعد اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہے ہیں کہ کوئی پیش نہیں گئی، کوئی سختی کام نہ آئی، کسی قسم کے رذیل ارادوں نے احمدیت کو ناکام تو کیا کرنا تھا احمدیت کے پاؤں کی خاک کو بھی وہ ناکام و نامراد نہیں کر سکے۔ یہ وہ کیفیت ہے جو اس حکم سے ظاہر ہے۔ ایک شکست کا اعتراف ہے کہ ہم سب کچھ کر بیٹھے ہیں، ہم نامراد ہو گئے ہیں، اب خدا کے لئے خوش نہ ہو کیونکہ تمہاری خوشیاں ہمیں تکلیف دیں گی۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 24/مارچ 1989ء بمقام اسلام آباد، ٹلفورڈ۔ خطباتِ طاہر جلد 8 صفحہ 194-196)

جماعت احمدیہ جرمنی کی 39 ویں مجلس شوریٰ

منعقدہ 03 تا 05 مئی 2019ء

جماعت احمدیہ جرمنی کی 39 ویں مجلس شوریٰ مؤرخہ 3 تا 5 مئی 2019ء بیت السبوح، فرینکفرٹ میں منعقد ہوئی جس میں ملک بھر سے ساڑھے چھ سو نمائندگان جماعت نے شرکت کی سعادت پائی۔ مجلس شوریٰ میں مجلس عاملہ کی طرف سے مجوزہ بجٹ پر تفصیل سے بحث کے علاوہ گزشتہ پانچ سالوں کے دوران منظور کی جانے والی تجاویز پر عمل درآمد کا جائزہ بھی لیا گیا جس کی حضور انور نے خصوصی ہدایت فرمائی تھی۔ علاوہ ازیں بعض دیگر امور کے بارے میں بھی نمائندگان شوریٰ کو معلومات فراہم کی گئیں۔

افتتاحی اجلاس مؤرخہ 03 مئی 2019ء بروز جمعہ 17:00 بجے نیشنل امیر جماعت جرمنی محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور اس کا جرمن و اردو ترجمہ مکرم و محترم احمد کمال صاحب مربی سلسلہ و صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی نے پیش کیا۔ اس کے بعد صدر اجلاس کی ہدایت پر حضور انور کی طرف سے نمائندگان مجلس شوریٰ جرمنی کے نام موصولہ پیغام مکرم مولانا صداقت احمد صاحب، مبلغ انچارج جرمنی نے پڑھ کر سنایا۔ (حضور کے اس پیغام کا مکمل متن اسی رپورٹ میں شامل ہے) حضور انور ایدہ اللہ کی ہدایت کے مطابق موصوف نے مجلس مشاورت پاکستان کے لئے مرسلہ حضور انور کا پیغام بھی پڑھ کر سنایا۔

اس کے بعد صدر اجلاس مکرم امیر صاحب جرمنی نے افتتاحی تقریر میں مجلس شوریٰ سے قبل حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ اپنی ملاقات کے حوالہ سے بتایا کہ حضور انور نے ہدایت فرمائی ہے کہ اگر آپ کے پاس امسال ایجنڈا میں شامل کرنے کے لئے کوئی تجویز نہیں تو گزشتہ پانچ سالوں کے دوران شوریٰ کی طرف سے پاس کی جانے والی تجاویز پر عملدرآمد کی رپورٹس جماعتوں سے منگوائیں اور شوریٰ میں ان کا جائزہ لیں۔ محترم امیر صاحب نے تقریر میں بعض دیگر انتظامی و تربیتی اُمور کی طرف توجہ دلائی اور اختتام پر دعا کروائی۔ اس کے بعد حسب پروگرام سیکرٹری شوریٰ محترم محمد الیاس مجوکہ صاحب، جنرل سیکرٹری جرمنی نے ردّ شدہ تجاویز اور ان کے ردّ کرنے کی وجوہات پیش کیں۔ نیز نیشنل سیکرٹری صاحب تعلیم نے ایک ردّ شدہ تجویز کے متعلق اب تک ہونے والی کاوشوں کی رپورٹ پیش کی۔

اس کے بعد گزشتہ سال کی مجلس شوریٰ کے فیصلہ جات پر عمل درآمد کی درج ذیل رپورٹ نیشنل سیکریٹری صاحب امور خارجیہ نے پیش کی۔

بفضل اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دنیا بھر میں امن کے قیام کے لئے دن رات کوشش فرما رہے ہیں۔ ہر احمدی کو چاہیے کہ وہ دل و جان سے آپ کا ممد و معاون ہو۔ اس لئے تجویز ہے کہ جماعت جرمنی آئندہ سال کو امن کا سال قرار دے اور اس سلسلہ میں مرکزی سطح پر حضرت خلیفۃ المسیح کے امن کے موضوع پر خطبات لائبریریوں میں رکھوائے جائیں۔ اور جہاں جہاں ممکن ہو، مرکز کی نگرانی میں امن کے موضوع پر پروگرام کیے جائیں۔ نیز جماعت کی طرف سے ہر سال ایک دن بطور ”یوم مذہبی امن“ منایا جائے اور اس کی ہر ممکنہ تشہیر کی جائے۔ اسی طرح جرمنی میں بھی سالانہ نیشنل پیس سمپوزیم کا اجراء کیا جائے۔

اس تجویز پر عمل کرتے ہوئے سال رواں کے دوران مندرجہ ذیل اقدامات کئے گئے:

1۔ حضور ایدہ اللہ کے امن عالم کے متعلق خطابات اور عالمی رہنماؤں کو لکھے گئے خطوط پر مشتمل کتاب ”ورلڈ کرائسس“ دوران سال 417 لائبریریوں کو ایک تعارفی خط کے ساتھ بھجوائی گئی۔ 23 لائبریریوں نے کتاب رکھنے سے انکار کر دیا۔ اس ضمن میں مزید کام ہو رہا ہے اور سال کے آخر تک انشاءاللہ 600 لائبریریوں میں کتاب رکھوائی جائے گی۔

2۔ مقامی جماعتوں میں امن کے موٹو کے تحت 68 پروگرام کئے گئے۔ مرکز کی طرف سے ان پروگراموں میں پڑھنے کے لئے بھجوائی گئی تقریر کا موضوع دنیا اور معاشرہ میں قیام امن تھا۔ ان پروگراموں میں ممبران قومی و صوبائی اسمبلی، مقامی

سیاستدانوں،صحافیوں اور دیگر عمائدین کو مدعو کیا گیا۔اخبارات میں ان پروگراموں کی خبریں بھی شائع ہوئیں۔

صوبائی سطح پر صوبہ ہمبرگ میں ایک پیس سمپوزیم ہوا جس میں ممبران قومی وصوبائی اسمبلی اور دیگر عمائدین شامل ہوئے۔

صوبہ رائن لینڈ فالز کی صوبائی حکومت کے ساتھ نومبر کے لئے پروگرام طے ہو چکا ہے جبکہ صوبہ ویسٹ فالن میں 19جون کو پروگرام ہوگا۔

3۔یوم مذہبی امن پہلے ہی 1832ء سے ہر سال ستمبر کے مہینہ میں تیسرے اتوار کو منایا جاتا ہے۔ اسی موضوع پر ایک نیادن شروع کرنے کی بجائے پہلے سے موجود اور معروف دن ہی کو استعمال کرنا مناسب ہے۔چنانچہ امسال اتوار 15 ستمبر بطور امن کا دن منایا جائے گا۔

4۔ امسال انشاء اللہ 22 اکتوبر کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ برلن میں قومی سطح کے ممبران پارلیمنٹ،سفارتکاروں اور عمائدین سے خطاب فرمائیں گے۔

5۔ضمنی امور: اسلام پر نمائش میں امن کے موضوع پر پوسٹرز میں توسیع کی گئی ہے۔نیا حصہ جلسہ سالانہ کے موقع پر دیکھا جاسکے گا۔امن کے متعلق حضور ایدہ اللہ کے ارشادات پر مشتمل پوسٹرز کو نمائش کا حصہ بنایا گیا ہے۔یہ حصہ ریجنل نمائشوں کا بھی حصہ بنایا جائے گا۔

امن کے شہروں مونسٹر، اوسنابروک اور آؤگس برگ، میں برگر ماسٹرز کے ساتھ پروگرام کیے گئے۔

تمام پروگراموں کے دعوت ناموں اور بینرز کے لئے مشترکہ ڈیزائن اور لوگو استعمال کیا گیا۔

احمدیہ امن انعام کے سلسلہ میں تمام انتظامی امور کا جائزہ لیا گیا ہے،طریق کار، کمیٹی اور جیوری کی تشکیل اور انعام کی تفصیلات طے کی گئی ہیں۔حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں اجازت کی درخواست دی جائے گی اور اجازت ملنے پر شروع کیا جائے گا۔

اس رپورٹ کے علاوہ مکرم محمد داؤد مجوکہ صاحب نے مجلس شوریٰ 2014ء کی منظور شدہ تجویز کی روشنی میں قائم جماعت جرمنی کی صدسالہ جوبلی کمیٹی کی رپورٹ بھی پیش کی۔

اس کے بعد محترم امیر صاحب نے اپنی معاونت کے لئے مکرم عمر رشید صاحب مربی سلسلہ کو سٹیج پر بلایا اور ان کا تعارف کرایا۔ اس کے بعد مجلس شوریٰ کا ایجنڈا پیش کیا گیا اور اس کی واحد تجویز سالانہ بجٹ برائے سال 2019ء و2020ء پر تفصیلی غور وفکر کرنے کے لئے سب کمیٹی مال آمد وخرچ کا تقرر کیا گیا۔نمائندگان شوریٰ کی تجویز پر مندرجہ ذیل 33 ممبران اس کمیٹی کے لئے منتخب کئے گئے:

مکرم ناصر محمود صاحب، مکرم شیخ رافع محمود صاحب، مکرم احسان فاروقی صاحب، مکرم خلیل احمد صاحب، مکرم ندیم احمد صاحب، مکرم مبشر احمد کاہلوں صاحب، مکرم محمود الرحمن صاحب، مکرم احمد حسنی صاحب، مکرم ملک محمد احمد صاحب، مکرم خواجہ عبداللطیف صاحب، مکرم مظفر احمد وڑائچ صاحب، مکرم شفقت محمود صاحب، مکرم عامر محمود صاحب، مکرم مدثر احمد صاحب، مکرم راجہ نعیم اللہ صاحب، مکرم عرفان سیف صاحب، مکرم محمد زکریا داؤد صاحب، مکرم محمد احمد باجوہ صاحب، مکرم فرخ شہزاد صاحب، مکرم عمر اللہ

پیغام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بر موقع مجلس شوریٰ جرمنی 2019ء

پیارے ممبران مجلس مشاورت جرمنی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجلس شوریٰ پاکستان کے ممبران کو جو پیغام میں نے بھجوایا ہے وہی پیغام میں آپ کو بھی بھجوا رہا ہوں۔ان کو میں نے یہی ہدایت دی ہے کہ جو ضلعی امیر ہیں، وہ شوریٰ کے گزشتہ سالوں کے فیصلوں پر اپنے اپنے اضلاع کی عمل درآمد کی رپورٹ پیش کریں۔ امیر صاحب جرمنی کو میں ہدایات دے چکا ہوں، وہ ہدایات آپ کو مل چکی ہوں گی۔یہ سب ہدایات اس لئے ہیں تاکہ آپ کو احساسِ ذمہ داری ہو کہ صرف شوریٰ میں نمائندگی ہی نہیں کرنی بلکہ کام بھی کرنا ہے۔

پاکستان کے تو حالات ایسے نہیں ہیں کہ وہاں جلسہ، اجتماعات، اجلاسات اور تعلیمی اور تربیتی پروگرام، کلاسز وغیرہ ہو سکیں۔ان کے لئے تو وہاں کے قوانین روک بنے ہوئے ہیں۔ان کی نسبت آپ لوگ بہت بہتر حالات میں رہ رہے ہیں۔آپ پر تو کوئی مذہبی پابندی نہیں ہے۔آپ لوگ تو آزادی کے ساتھ سارے کام کر سکتے ہیں، کوئی روک نہیں ہے۔ہاں جو روک حائل ہے وہ دنیا داری کی روک ہے۔آپ یہاں آ کر دنیاداری میں پڑ گئے ہیں۔عہدیدار اپنے آپ کو صرف عہدیدار سمجھنے لگ گئے ہیں۔کوئی خاطر خواہ کام نہیں ہو رہا۔تربیت کی طرف توجہ نہیں ہے۔نمازوں کی طرف توجہ نہیں ہے۔دینی علم حاصل کرنے کی طرف توجہ نہیں ہے۔عورتوں میں پردے اور حیاء قائم رکھنے کے جو معیار ہونے چاہئیں وہ نہیں ہیں۔آپ جو پاکستان سے ہجرت کر کے یہاں آ رہے ہیں، آپ کے اپنے عمل اور کام اس بات کی نفی کرتے ہیں کہ آپ نے مذہب کی خاطر اپنے دین کی خاطر ہجرت کی ہے۔

میرا پیغام آپ کو یہی ہے کہ تربیت کی طرف اور تبلیغ کی طرف توجہ دیں۔نمازوں کی طرف توجہ دیں۔گزشتہ سالوں میں آپ کی مجلسِ شوریٰ میں جو بھی فیصلے ہوئے ہیں۔ان پر عمل کرنے کی طرف توجہ دیں۔آپ لوگوں کو اپنے نیک نمونے قائم کرنے چاہئیں تاکہ جہاں ایک طرف نئی نسل کی اچھی تربیت کر سکیں وہاں اس ملک میں احمدیت کا پیغام پھیلانے اور ترقی کرنے کا بھی موجب ہوں۔خدا تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

والسلام۔خاکسار

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

چیمہ صاحب، مکرم ملک ابرار الحق صاحب، مکرم عطاء الحلیم احمد صاحب، مکرم منور عابد صاحب، مکرم عارف سعید صاحب، مکرم نعمان احمد صاحب، مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ، مکرمہ سیکرٹری صاحبہ مال لجنہ، مکرم نیشنل سیکرٹری وصایا، مکرم سیکرٹری صاحب جائیداد، مکرم نیشنل سیکرٹری صاحب تحریک جدید، مکرم نیشنل محاسب صاحب، مکرم اشرف ضیاء صاحب مربی سلسلہ، مکرم طارق محمود صاحب نیشنل سیکرٹری مال۔

اس انتخاب کے آخر پر محترم امیر صاحب نے اعلان کیا کہ اس سب کمیٹی کے صدر مکرم محمد اشرف ضیاء صاحب ہوں گے جبکہ سیکرٹری مکرم طارق محمود صاحب نیشنل سیکریٹری مال ہوں گے۔ اس کے ساتھ ہی مجلس شوریٰ کا پہلا اجلاس برخواست ہوا۔ تاہم سب کمیٹی کا اجلاس کھانے کے وقفے کے بعد شروع ہو کر رات ساڑھے دس بجے تک جاری رہا۔

دوسرا روز

اگلے روز مؤرخہ 4 مئی 2019ء بروز ہفتہ مجلس شوریٰ کے دوسرے دن کا آغاز 09:30 بجے تلاوت قرآن کریم (مع جرمن و اردو ترجمہ) کے ساتھ ہوا جو مکرم امتیاز احمد شاہین صاحب، مربی سلسلہ نے پیش کی۔ مکرم امیر صاحب جرمنی نے دعا کروائی اور پروگرام کے مطابق مکرم انس ملک صاحب نے GDPR کے حوالے سے ضروری معلومات تفصیل کے ساتھ پیش کیں۔

اس کے بعد باقاعدہ اجلاس کا آغاز ہوا جس میں نیشنل سیکریٹری صاحب تربیت نے گزشتہ پانچ سالوں کی مجالس شوریٰ کے تربیتی فیصلہ جات پر عمل درآمد کا جائزہ پیش کیا۔ اسی طرح چند لوکل امراء اور صدران جماعت نے بھی عمل درآمد کی رپورٹس پیش کیں۔ بعد ازاں پیش کردہ رپورٹس پر عام بحث کے بعد یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

سہ پہر ساڑھے تین بجے تیسرے اجلاس کا آغاز ہوا تو صدر صاحب سب کمیٹی مال نے سب کمیٹی کی مختصر رپورٹ پیش کی۔ اس کے بعد پہلے آمد پھر خرچ پر مدّ وار تفصیلی بحث ہوئی اور ممبران مجلس شوریٰ نے اپنی آراء دیں۔ اس موقع پر محترم نیشنل امیر صاحب کی معاونت مکرم فرہاد غفار صاحب مربی سلسلہ نے کی۔ بجٹ پر بحث دو وقفوں کے ساتھ رات ساڑھے دس بجے تک جاری رہی۔ بحث مکمل ہونے پر مغرب عشاء کی نمازیں ادا کی گئیں۔

تیسرا روز

مؤرخہ 5 مئی 2019ء بروز اتوار نیشنل امیر و مجلس عاملہ کا انتخاب تھا۔ اجلاس کا آغاز حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے مقرر فرمودہ نمائندہ مکرم صداقت احمد صاحب، مبلغ انچارج جرمنی کی صدارت میں شروع ہوا۔ مکرم ملک عثمان نوید صاحب، مربی سلسلہ نے تلاوت قرآن کریم کی اور اس کا جرمن و اردو ترجمہ پیش کیا۔ اس کے بعد صدر اجلاس نے انتخابات کے حوالہ سے تقریر کی جس میں آپ نے انتخابات کی اہمیت پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے قرآن و حدیث اور خلفائے مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں نمائندگان کو اس حوالہ سے ان کی نازک ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی نیز چند ضروری قواعد اور ہدایات سے آگاہ کیا۔ گیارہ بجے انتخابات کا آغاز دعا کے ساتھ ہوا جو تین بجے سہ پہر تک جاری رہا۔ اس کے بعد مکرم نیشنل امیر صاحب نے مختصر اختتامی خطاب فرمایا اور دعا کے ساتھ مجلس شوریٰ کا اختتام ہوا۔

مجلس شوریٰ کے جملہ انتظامات شعبہ جنرل سیکرٹری کی نگرانی میں جامعہ احمدیہ جرمنی کے طلباء نے بڑی محنت اور ذمہ داری کے ساتھ سرانجام دیئے۔ اسی طرح شعبہ ضیافت کی ٹیم بھی تینوں روز مہمانان کے قیام و طعام کے انتظامات مستعدی کے ساتھ سرانجام دیتی رہی، فجزاھم اللہ احسن الجزاء

(محمد الیاس مجوکہ۔ سیکریٹری مجلس شوریٰ 2019ء)

سانحہ ارتحال

20 اپریل 2019ء کو چند دوستوں نے مل کر باربی کیو (Grill) کا پروگرام بنایا جن میں خاکسار کا بڑا بیٹا عزیزم عدنان ظفر بھی شامل تھا۔ کوئلوں کو بھڑکانے کے لئے جو میٹریل پھینکا گیا اس سے پہلے سے کوئلوں میں موجود ہلکی آگ نے بوتل کے اندر موجود میٹریل کو آگ لگادی۔ جس سے ایک بڑا شعلہ عدنان ظفر کی طرف لپکا اور بازو اور ہاتھ کو اور گردن کے دونوں اطراف اور پیشانی کو جھلسادیا۔ فوری طور پر ہیلی کاپٹر سے Ludwighafen کے اُس ہسپتال میں پہنچایا گیا جہاں آتش زدگی سے متاثر مریضوں کا خصوصی علاج کیا جاتا ہے۔ زیر علاج ہی پھیپھڑوں کا نمونیہ ہوگیا اور اس کے ساتھ ہی بیکٹیریا کا حملہ ہوگیا جس نے آخر کار سارے جسم کے خون کو زہریلا کر دیا اور تیرہ دن تک عدنان صاحب اپنی زندگی کی جنگ لڑتے ہوئے آخر مؤرخہ 3/ مئی 2019ء بروز جمعہ بعمر 40 سال وفات پا گئے، انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مؤرخہ 17 مئی بروز جمعۃ المبارک کو ناصر باغ میں مکرم عبد اللہ واگس ہاؤزر صاحب نیشنل امیر جماعت احمدیہ جرمنی نے نماز جمعہ کے بعد مرحوم کی نماز جنازہ پڑھائی۔ نماز جنازہ میں کثیر تعداد میں احباب نے شرکت کی اور عمل تدفین میں شامل ہوئے۔ بیماری کے دوران بے شمار دوستوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بغرض دعا خطوط لکھے۔ مرحوم کے بعض دوستوں نے روزانہ کی بنیاد پر صدقات دیئے۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر سے نوازے، آمین۔

مرحوم لوگوں میں انتہائی مقبول تھا۔ بلاتفریق مذہب و نسل لوگوں سے ذاتی تعلقات تھے اور ہر ایک کی پکار پر فوراً مدد کے لئے پہنچ جاتا مختلف ممالک کے ٹیکسی کے پیشہ سے منسلک افراد مثلاً ایران، ترکی عربی، یوگوسلاویہ، افغانی اور سکھ برادری سے ذاتی محبت کے تعلقات تھے۔ وہ بہت ہی محب انسانیت اور بے لوث خدمت گزار تھا۔ اپنے والدین کا فرمانبردار، محبت کرنے والا اور انتہائی خدمت گزار تھا۔ عزیزم عدنان نے Abitur مکمل کرنے کے بعد ٹیکسی کا کاروبار شروع کیا اور میرے کاروبار کو پوری طرح سنبھالا ہوا تھا۔ عزیز کی سن 2000ء میں شادی ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اسے ایک بیٹی سے نوازا تھا۔ خلافت سے اخلاص و محبت کا تعلق تھا اسی طرح جماعتی خدمات میں بھی وہ ہمیشہ پیش پیش رہا۔ ناصر باغ میں جمعہ کے موقع پر ڈیوٹی دینی ہو یا رمضان کے آخری عشرہ میں سحری کی تیاری ہو۔ وہ ہمہ وقت ایک آواز پہ لبیک کہتا۔ 20 سال سے بھی زیادہ طویل عرصہ تک جلسہ سالانہ کے موقع پر مختلف فرائض سرانجام دیتا رہا۔ پارکنگ کی ڈیوٹی ہو یا عمومی خدمات ہوں ان کی اس جماعتی خدمات کے سبھی معترف ہیں۔ وہ بتاتے ہیں کہ فرائض کی ادائیگی کے دوران ایک نڈر اور بہادر اور خوش اسلوبی سے معاملات کو نمٹانے کا ماہر تھا۔ (خاکسار ظفر اقبال، گروس گیراؤ)

ڈیپریشن

ایک قابل علاج مرض

(ڈاکٹر محمد مطیع اللہ۔ جرمنی)

ڈیپریشن کی تشخیص پر کچھ لوگ مطمئن ہوجاتے ہیں کہ آخر اُن کی بیماری کا کوئی نام تو ہے اور ان کی اُمید اور حوصلہ بڑھ جاتا ہے جب ان کا ڈاکٹرانہیں بتاتا ہے کہ ڈیپریشن کا ادویات سے کامیابی کے ساتھ علاج کیا جاسکتا ہے۔ جبکہ کچھ لوگ اس تشخیص سے اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھتے ہیں اور خوف زدہ ہوجاتے ہیں اور لفظ ڈیپریشن اور ادویات سے اس کے علاج کو خوفناک یا خطرناک سمجھتے ہیں۔ اُن کے ذہن میں کئی سوالات اٹھتے ہیں مثلاً کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ میں پاگل ہوں؟ کیا میں کبھی ٹھیک بھی ہوسکوں گا؟ میرے مستقبل کا کیا بنے گا؟ کیا ادویات پر ہمیشہ کے لئے انحصار کرنا پڑے گا؟ اور مجھے ان کی عادت تو نہیں پڑ جائے گی؟

اِس مضمون میں ان سوالات کے جوابات دینے کی کوشش کی جائے گی۔ اس بارے میں اپنے ڈاکٹر سے مزید تفصیل بھی دریافت کرسکتے ہیں۔ ڈیپریشن سے خوش اُمیدی، شادمانی، فرحت اور امنگیں پامال ہوجاتی ہیں۔ اس مضمون کو پڑھنے سے انشاءاللہ پُرمسرت اور مطمئن زندگی کی ایک نئی امید پیدا ہوگی۔

ڈیپریشن کیا ہے؟

ہر انسان کی زندگی میں نشیب وفراز آتے ہیں اور کوئی مایوسی کی خبر اسے کچھ دنوں کے لئے اداس وغمگین کردیتی ہے۔ یہ ایک قدرتی وفطری عمل ہے۔ اگر یہی افسردگی مایوس کن اور مستقل ہو جائے اور انسان اپنی روزمرہ کی ذمہ داریاں اور معاشرتی فرائض ادا نہ کرسکے تو یہ ڈیپریشن ہے۔ اس کی علامات افسردگی، مایوسی، بے توجہی، بے خوابی، بھوک کی کمی یا زیادتی، وزن میں تبدیلی، جسم میں تھکاوٹ یا درد اور جنسی خواہش کی کمی وغیرہ ہیں جو مسلسل رہنے لگتی ہیں۔ ڈیپریشن ایک ایسی بیماری ہے جس میں انسان کو خیالات، احساسات، طرزعمل اور دوسروں کے ساتھ معاملات کے علاوہ جسمانی کارکردگی کو متاثر کرنے والے مسائل پیش آتے ہیں۔ اس بیماری میں وہ کیمیائی اجزاء جو ہمارے خیالات اور احساسات اور جسم کے مختلف کاموں کے لئے ضروری ہوتے ہیں غیر متوازن ہوجاتے ہیں۔ ڈیپریشن کوئی عام اُداسی، غمگینی، جسمانی کمزوری، نااہلی یا عدم قابلیت نہیں ہے بلکہ یہ ایک ایسی بیماری ہے جو تمام جسم کو متاثر کرتی ہے۔

ڈاکٹر ڈیپریشن کی کیسے تشخیص کرتا ہے؟

آپ کا ڈاکٹر ڈیپریشن کی تشخیص آپ کی بیان کردہ علامات سے کرتا ہے۔ ان علامات کی اقسام، طوالت اور وسعت سے آپ کا ڈاکٹر آپ کا بہترین اور موزوں علاج بھی تجویز کرسکتا ہے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر ڈیپریشن کی درست نشاندہی کے لئے اوپر بیان کی گئی علامات کے بارے میں پوچھتا ہے۔ ڈیپریشن کے مریض کی چند ممکنہ علامات کو نیچے تفصیلاً بیان کیا گیا ہے۔ ”نیند کم آتی ہے۔ رات کے دو تین بجے آنکھ کھل جاتی ہے اور پھر نیند نہیں آتی۔ بے توجہی اور خوف کا احساس

رہنے لگتا ہے۔ضرورت سے زیادہ کھانے لگ گیا ہوں۔ کسی بھی چیز میں دلچسپی کم ہوگئی ہے۔ایک خالی پن کا احساس ہوتا ہے۔آہستہ آہستہ ساری امیدیں ختم ہوگئی ہیں اور کام کرنے کی طاقت بھی ختم ہوگئی ہے۔''ان علامات کی وجہ سے مریض ناامید اور مایوس رہنے لگتا ہے۔ دوستوں، عزیزوں اور رشتہ داروں سے تعلقات معمول کے مطابق نہیں رہتے اور ہرطرف اندھیرا ہی اندھیرا نظر آتا ہے۔

اس حالت میں مریض کا کسی علاج پر بھی یقین نہیں رہتا ہے۔ مریض ایک کرب اور اذیت ناک حالت میں آجاتا ہے۔اور سب سے بھیانک اور خطرناک علامت خودکشی کے خیالات ہیں۔کچھ لوگوں کو گھبراہٹ ہوتی ہے۔منفی سوچیں آتی ہیں مثلاً گھر والے بیمار ہوجائیں گے وغیرہ۔مستقبل تاریک نظر آنے لگتا ہے۔کچھ لوگوں کے مزاج میں تیزی بھی آجاتی ہے۔ یہ ایک تکلیف دہ صورت حال ہوتی ہے۔

ڈیپریشن کیسے ہوتا ہے یا اس کی وجوہات کیا ہیں؟

ہر انسان ڈیپریشن کا شکار ہوسکتا ہے۔یہ بیماری کسی خاص کلاس، مذہب، قبیلے یا گروپ سے تعلق نہیں رکھتی ہے۔ یہ امیروں اور غریبوں میں یکساں ہے۔عالمی ادارہ صحت کی ایک تحقیق کے مطابق ڈیپریشن پوری دنیا میں بیماری سے منسلک معذوری کی سب سے اہم وجہ ہے اور سن 2020ء تک یہ بیماری صنعتی ممالک کی سب سے بڑی بیماری ہوجائے گی۔جرمنی میں تقریباً چالیس لاکھ لوگ اس کا شکار ہیں۔جرمنی میں کی گئی ایک تحقیق کے مطابق ڈیپریشن کی شرح 18 سے 29 سال کے لوگوں میں سب سے زیادہ ہے اور عمر کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ اس کی شرح کم ہوتی جاتی ہے۔پھر بڑھاپے میں یہ تناسب زیادہ ہوجاتا ہے۔ اسی تحقیق کے مطابق ڈیپریشن کی شرح مردوں کی نسبت عورتوں میں زیادہ ہوتی ہے۔

صرف مجھے ہی یہ بیماری کیوں ہے؟ یہ سوال اکثر مریض پوچھا کرتے ہیں۔اس میں کئی عوامل کارفرما ہیں مثلاً یہ بیماری بہت ساری فیملیز میں عام ہے جیسے کہ والدین میں یہ بیماری ہو تو اولاد میں اس کے ہونے کا امکان بڑھ جاتا ہے۔اس کے علاوہ کئی نفسیاتی مسائل میں بھی اس بیماری کا خدشہ بڑھ جاتا ہے۔ جیسے وہ لوگ جو زندگی میں اکیلے رہتے ہیں اور ان کی فیملی ان کی اعانت نہیں کرتی ہے وہ لوگ جلدی ڈیپریشن میں چلے جاتے ہیں۔اس کے علاوہ کوئی بڑا گہرا صدمہ/سخت محرومی/ رشتوں کے تعلقات میں گہری دراڑ جیسے طلاق وغیرہ، کسی موذی یا لمبی بیماری جیسے ذیابیطس یا دل کی بیماری یا کینسر جیسی بیماری میں بھی لوگ ڈیپریشن کا شکار ہوجاتے ہیں۔اکثر اوقات زندگی میں پے در پے ہونے والے ایک سے زیادہ مسائل اس کی وجہ بنتے ہیں۔بعض اوقات مختلف وجوہات ایک ساتھ کارفرما ہوتی ہیں۔

یہاں یہ بات ضروری ہے کہ کئی لوگ علاج کے شروع میں ہی ان بہت ساری وجوہات کا پتا لگانا چاہتے ہیں اور یہ جاننا چاہتے ہیں کہ ڈیپریشن کیوں ہوا۔علاج کی کامیابی کے لئے ان باتوں کا فوری طور پر جواب دینا مناسب نہیں ہوتا۔ہاں چند ہفتوں کے علاج کے بعد جب مریض بہتر محسوس کرلے تو وجوہات اور علاج کی کامیابی پر بات کرنی چاہئے۔شروع میں ان عوامل کی بحث کرنے پر مریض مزید ڈیپریشن میں چلا جاتا ہے اور علاج کا دورانیہ بھی بڑھ جاتا ہے۔شروع شروع میں اگر مشکل بھی لگے تو بھی اپنے مختلف اندیشوں کی ممکنہ وجہ جاننے سے گریز کریں۔ان دنوں میں ہرطرف اندھیرا ہی اندھیرا نظر آتا ہے اور اسی طرح ان وجوہات کی اصلیت بھی اندھیرا ہی لگتی ہے۔

ڈیپریشن کا علاج

ڈیپریشن کا مستند طریقہ علاج دو حصوں پر مشتمل ہے۔

1۔خاص قسم کی ادویہ جن کو اینٹی ڈیپریشن میڈیسن کہتے ہیں۔

2۔سائیکو تھراپی (یعنی کہ گفتگو سے علاج)

ڈیپریشن سے مکمل طور پر چھٹکارا پانے کے لئے ان دونوں طریقوں کو ایک ہی وقت میں استعمال کرنا نہایت ضروری ہے جب آپ اپنے ڈاکٹر کے پاس ڈیپریشن کے علاج کے لئے جاتے ہیں جو کہ ایک Psychiatrist ہوتا ہے وہ آپ کے لئے دوا تجویز کرتا ہے اس کے ساتھ ساتھ وہ آپ کو کسی ماہر نفسیات کے پاس جانے کا مشورہ دیتا ہے یہ ماہر نفسیات یعنی psychologist آپ کو کوئی دوا تجویز نہیں کرتے۔بلکہ وہ آپ سے بات چیت کرکے اور کچھ ورزشوں کی مدد سے آپ کو زندگی کی طرف آہستہ آہستہ واپس لاتے ہیں۔شروع میں ان مریضوں کو جو شدید ڈیپریشن میں مبتلا ہوتے ہیں ماہر نفسیات کے پاس نہیں بھیجا جاتا بلکہ پہلے ادویہ کے ساتھ علاج کیا جاتا ہے اور تھوڑی بہتری آنے کے بعد ماہر نفسیات کے پاس بھیجا جاتا ہے۔لہٰذا آپ ڈاکٹر پر اعتماد کریں اور ادویہ کو کام کرنے کا موقع دیں۔

علاج کا طریقہ کار

پہلے مرحلہ پر فوری علاج۔ مریض کی حالت کے مطابق یہ علاج تقریباً چار سے آٹھ ہفتے تک جاری رہتا ہے۔آپ کا ڈاکٹر آپ کو ایک اینٹی ڈیپریشن دوا (جو آپ کی تکالیف مثلاً انتہائی بے سکونی۔خود انحصاری میں شدید کمی یا کم خوابی کو قدرے جلدی کم کرسکے) لکھ کردے گا۔ پہلے ایک یا دو ہفتے ان تکالیف کو برداشت کرنا حقیقتاً مشکل ہوتا ہے کیوں کہ یہ دوا ایک یا دو ہفتے کے بعد اثر کرنا شروع کرے گی۔ادویہ سے کوئی بھی طریقہ علاج سائیڈ ایفیکٹس کے بغیر نہیں ہوتا ہے۔آپ کو دن کے وقت تھوڑی غنودگی، منہ کا خشک ہونا اور قبض کی شکایت ہوسکتی ہے۔اس طرح کے سائیڈ ایفیکٹس تقریباً ہر چوتھے مریض میں آسکتے ہیں لیکن پہلے چند ہفتوں میں ہی غائب ہوجاتے ہیں۔دوا باقاعدگی سے استعمال کریں اور اپنے طور پر دوا کی خوراک میں کمی بیشی نہ کریں۔اس کے علاوہ آپ کا ماہر نفسیات آپ کو کچھ کام اور ورزشیں بتائے گا ان پر عمل کریں تا کہ جلد سے جلد بہتری آسکے۔آپ اپنے موڈ اور مزاج کی صورت حال کا ریکارڈ بھی لکھ سکتے ہیں اور بعد میں شاید یہ پڑھ کر حیران ہوں کہ بتدریج کتنی بہتری آگئی ہے۔اس مرحلہ میں مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھیں:۔

1۔ اپنی ہمت اور صبر کو کم نہ ہونے دینے کی کوشش کرتے رہیں۔
2۔ دوا کے سائیڈ ایفیکٹس صرف دو تین ہفتے ہوتے ہیں۔
3۔ بہتری آہستہ آہستہ آئے گی۔
4۔ اپنے ڈاکٹر سے مشورہ کرتے رہیں۔
5۔ اگر بہتری نہیں آتی ہے تو حوصلہ نہ ہاریں ابھی بہت سارے مواقع موجود ہیں۔
6۔ اپنے ڈاکٹر اور ماہر نفسیات کے مشوروں پر عمل کریں

دوسرا مرحلہ استحکام والا مرحلہ ہے۔ یہ مرحلہ تقریباً تیسرے یا چوتھے ہفتے سے شروع ہوتا ہے اور تقریباً دو ماہ تک جاری رہتا ہے۔ اس میں بتدریج استحکام آنا شروع ہو جاتا ہے۔ اس دوران آپ محسوس کرتے ہیں کہ آپ کی نیند بہتر ہو گئی ہے۔ اپنے آپ میں طاقت محسوس کرتے ہیں اور آپ محسوس کرتے ہیں کہ بہتر دن شروع ہو گئے ہیں۔ خوشیاں لوٹ رہی ہیں اور زندگی کا بوجھ اٹھانے کے قابل ہو رہے ہیں اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ زیادہ پُر اعتماد ہو جائیں بلکہ دوا کا استعمال ڈاکٹر کے نسخے کے مطابق جاری رکھیں ورنہ بیماری کا دوبارہ حملہ ہو سکتا ہے۔ اس مرحلہ پر مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھیں۔

1۔ اگرچہ آپ بہتر محسوس کر رہے ہیں دوا کا استعمال باقاعدگی سے جاری رکھیں۔
2۔ دوا کی مقدار میں خود کمی بیشی نہ کریں۔
3۔ بتدریج خود اعتمادی میں اضافہ کریں۔
4۔ جسمانی طور پر متحرک ہوں۔ ورزش کریں۔
5۔ شروع شروع میں چھوٹے چھوٹے کام کرنے کی پلاننگ کریں اور انجام دیں۔ اگر اس میں مشکل ہو تو آپ اپنے ماہر نفسیات کی مدد لے سکتے ہیں۔
6۔ دوا کے ساتھ ساتھ دوسرے بتائے گئے کاموں کو بھی باقاعدگی سے سرانجام دیں

تیسرا مرحلہ۔ بیماری کو دوبارہ حملہ سے روکنے کا مرحلہ ہے۔ اب تقریباً تین ماہ کے بعد زیادہ تر ڈیپریشن ختم ہو جاتا ہے کبھی بھی اپنے طور پر دوا ختم نہ کریں اور نہ ہی کمی بیشی کریں۔ اس طرح سے بیماری کا پھر حملہ ہو سکتا ہے۔ اس سے بچاؤ کے لئے عموماً مزید تین ماہ تک دوا کا استعمال جاری رکھنا چاہئے کبھی کبھی بعض صورتوں میں مریض کی سابقہ حالت کے مطابق مزید ایک سال تک دوا کا استعمال جاری رکھا جاتا ہے لیکن ڈاکٹر کے مشورے کے مطابق آپ کی دوا جلد بھی ختم ہو سکتی ہے اس تیسرے مرحلے میں نہایت ضروری ہے کہ آپ اپنے ڈاکٹر اور ماہر نفسیات سے مشورہ کریں کہ کس طرح دوبارہ حملہ سے بچا جا سکتا ہے اور مستقبل میں کون کون سی چیزوں سے دوبارہ ڈیپریشن میں جا سکتے ہیں۔ مثال کے طور فیملی کے مسائل، کام کے مسائل۔

اس مرحلہ پر پلاننگ کے ساتھ کام کرنا شروع کریں جیسے باقاعدگی سے وقت پر سونا وقت پر اٹھنا اور اپنے روزمرہ کے کاموں میں باقاعدگی اختیار کرنا۔ یہ بھی خیال رکھیں کہ ساری چیزیں قدرتی طور پر ایک یا دو دنوں میں بدلی نہیں جا سکتیں اس لئے دوا کا استعمال ڈاکٹر کے مشورے کے مطابق جاری رکھیں اس مرحلہ پر مندرجہ ذیل چیزوں کا خیال رکھیں۔

1۔ اپنے ڈاکٹر یا ماہر نفسیات سے مشورہ کریں کہ مستقبل میں کیسے غیر ضروری دباؤ بوجھ سے بچنا ہے۔ پرہیز کرنا ہے؟
2۔ مایوسیوں/اداسیوں سے کیسے بچا جا سکتا ہے؟
3۔ یہ خیال رکھیں کہ ہر چیز نہیں بدلی جا سکتی ہے۔ چھوٹے چھوٹے اقدامات لیں اور زندگی کی غیر ضروری رکاوٹوں کو عبور کریں۔
4۔ اینٹی ڈیپریشن ادویات کئی ماہ تک استعمال کی جا سکتی ہیں۔
5۔ اینٹی ڈیپریشن ادویات کے آپ عادی نہیں ہو سکتے۔
6۔ ان ادویہ سے آپ کی شخصیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے۔

اینٹی ڈیپریشن ادویات کیسے کام کرتی ہیں

ہمارے جسم کے تمام فنکشنز، خیالات، افکار، سوچنا، محسوس کرنا حتی کہ کوئی بھی فعل ہمارے دماغ سے نکلنے والے کیمیائی اجزاء سے متاثر ہوتے ہیں۔ ڈیپریشن کی بیماری میں یہ کیمیائی اجزاء غیر متوازن ہو جاتے ہیں۔ اینٹی ڈیپریشن ادویہ توازن کی اس خرابی کو دُور کرتی ہیں۔ اینٹی ڈیپریشن ادویات خاص طور پر ان کیمیائی اجزاء پر عمل کرتے ہوئے انہیں متوازن کرتی ہیں، خاص طور پر یہاں پر یہ بتانا ضروری ہے کہ یہ ادویہ بہت جلدی اثر کرنا شروع کر دیتی ہیں (یعنی کہ ایک سے دو ہفتے میں)۔

اینٹی ڈیپریشن ادویات کے بارے میں کچھ غلط فہمیاں ہیں کہ یہ سکون آور دوائیں ہیں اور ان کی عادت پڑ جاتی ہے۔ نیز یہ نیند آور بھی ہیں۔ یہ سب باتیں غلط ہیں نہ تو یہ سکون آور ہیں اور نہ ہی ان کی عادت پڑتی ہے البتہ ان سے نیند بہتر ہو جاتی ہے۔ ڈاکٹر کی تجویز کردہ ادویات کے بتدریج استعمال سے چند ہفتوں میں مریض بہتری محسوس کرتا ہے اور جلد معمول کی زندگی کی طرف لوٹ آتا ہے۔ یہ دوائیں سات سے چودہ دنوں میں اثر کرنا شروع کرتی ہیں لہٰذا اس بات سے پریشان نہ ہوں کہ فوری طور پر کوئی اثر نہیں ہو رہا ہے۔ بعض اوقات بیماری کے شدید حملے کی صورت میں سکون آور اور نیند آور ادویات بھی تھوڑے عرصے کے لئے استعمال کروائی جاتی ہیں۔ یہ بہت تھوڑے عرصے کے لئے معاون ثابت ہو سکتی ہیں۔ لیکن ان دواؤں کو مستقل استعمال کرنے سے ان کی عادت پڑ جاتی ہے اور یہ شدید قسم کے ڈیپریشن کے علاج میں کچھ عرصے کے لئے استعمال کروائی جاتی ہیں۔

ڈیپریشن کے علاج کے لئے اپنی مدد آپ

باقاعدگی سے ڈاکٹر اور ماہر نفسیات سے مشورہ اور دوا اور مختلف بتائے گئے کاموں کو سرانجام دینا نہایت اہم اور ضروری ہے۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ ڈاکٹر اور ماہر نفسیات سے ملنے کا وقت بہت تھوڑا ہے پھر بھی یہ بہت فائدہ مند ہے۔ آپ کو زندگی کی رونق دوبارہ ملتی ہے۔ آپ دوبارہ باہر نکلیں اور باہر کی دنیا کا سامنا کریں اور جسمانی طور پر متحرک ہو جائیں۔ ہر جسمانی فعل سے ڈیپریشن سے نجات میں مدد ملتی ہے اور بہتری آتی ہے۔ بیماری کے شروع میں ہفتے میں ایک سے دو بار ڈاکٹر سے ملیں صرف

ٹیلی فون پر بات کرنے سے بھی فائدہ حاصل ہوتا ہے۔لیکن ماہر نفسیات سے اس کے دیئے گئے وقت پہ ملنا نہایت ضروری ہے تا کہ وہ آپ کو آئندہ کا لائحہ عمل بتا سکے۔یہ خیال رکھیں کہ ڈیپریشن سے باہر نکلنے کے لئے چھوٹے چھوٹے اقدامات لیں۔ چھوٹے چھوٹے کام کریں۔آہستہ آہستہ یقینی کامیابی ملے گی اور صحت میں بہتری ہو گی۔اچھے سے اچھا ڈاکٹر اور ماہر نفسیات بھی آپ کی مدد کے بغیر آپ کو بہتری کی یقین دہانی نہیں کروا سکتا ہے۔درج ذیل اصولوں پر عمل کریں۔ابتدا میں ان پر عمل کرنا قدرے محنت طلب اور تکلیف دہ بھی ہے لیکن دو تین ہفتے کے بعد آپ کو بہت ہی آسان لگے گا۔ان اصولوں کو زبانی یاد کر لینا چاہئے اور پھر ان پر عمل کرنا چاہئے۔

1۔ تمام دوا ڈاکٹر کے نسخہ کے مطابق باقاعدگی سے استعمال کریں۔

2۔ ماہر نفسیات کے دیئے گئے مشوروں اور بتائے گئے کاموں کو انجام دیں

3۔ جسمانی طور پر متحرک ہو جائیں۔کبھی بھی بستر پر نہ پڑے رہیں اگرچہ مشکل بھی لگے۔

4۔ ہر روز اپنے کام کے لئے پلاننگ کریں۔

5۔ روزانہ سادہ اور آسان کاموں کی منصوبہ بندی کریں اور پھر اسی دن انجام بھی دیں۔

6۔ چھوٹے چھوٹے اور واضع اہداف مقرر کریں اور عمل کریں اسی طرح صحت مندی ملے گی۔

7۔ اپنی چھوٹی چھوٹی کامیابیوں پر فخر محسوس کریں اور اپنی ناکامیوں کو بھول جائیں۔

8۔ افسردگی والے خیالات کو جھٹک دیں۔یہ ڈیپریشن ہے۔

9۔ کسی ایک کو دوست بنا لیں اور اس کے ساتھ معاملات پر تبادلہ خیال کریں۔

10۔ باقاعدگی سے صحت بخش کھانا کھائیں۔شراب نوشی یا سگریٹ نوشی سے اجتناب کریں۔

11۔ فیملی میں یا فیملی سے باہر کسی کے ساتھ دوستی رکھیں جو بیماری کی حالت میں آپ کا ساتھ دے سکے۔

ڈیپریشن میں فیملی،رشتہ داروں اور دیگر عزیزوں کا کردار

1۔ آپ اپنے ذاتی طرز عمل سے مریض پر بیماری کا دباؤ بہت حد تک گھٹا سکتے ہیں۔ڈیپریشن کی بیماری کے دوران مریض بہت کچھ نہیں کر سکتا ہے۔اس میں فیصلہ کرنے کی صلاحیت کافی حد تک کم ہو چکی ہوتی ہے۔مریض سے اس کی گھٹی ہوئی صلاحیت کے مطابق ہی سلوک کریں اور اس سے وہی توقع کریں جو وہ کر سکتا ہے۔صرف چھوٹے چھوٹے اقدامات لینے سے ہی کامیابی ہو گی اور مریض صحت یاب ہو گا۔

2۔ آپ مریض کی جتنی مدد اور صبر کا مظاہرہ کر سکتے ہیں کریں۔ یہ ایک ایسی بیماری ہے جس سے نپٹنے کے لئے وقت اور صبر کی ضرورت ہوتی ہے۔اپنی مایوسیوں،اداسیوں اور ناکامیوں کا ذکر مریض سے نہ کریں۔آپ اپنی طرف سے اس طرح کی کوئی بات تھوڑی سی بتا سکتے ہیں لیکن فوراً نارمل ماحول میں واپس آ جائیں۔

3۔ مریض کو احساس دلائیں کہ آپ اس کی بیماری کو سمجھتے ہیں اور اس کو اسی طرح قبول کرتے ہیں جس طرح وہ ہے۔

4۔ متاثرہ شخص پر کسی قسم کے الزام نہ لگائیں صرف اس کی بیماری کو خرابی کا الزام دیں نہ کہ مریض کو خود مورد الزام ٹھہرائیں۔

5۔ آپ اس بات کو تسلیم کر لیں کہ متاثرہ شخص (مریض) معذور ہے اور زندگی کی رنگینیوں سے تھوڑے وقت کے لئے اسے کوئی دل چسپی نہیں ہے۔

6۔ آپ کوشش کریں کہ تمام وہ منفی باتیں جو مریض کو متاثر کر رہی ہیں ان باتوں کے خلاف کام کریں۔مثال کے طور پر اگر مریض کہے کہ میں بیمار ہوں،میری زندگی کا کوئی مقصد نہیں ہے،میں کبھی بھی با مقصد انسان نہیں بن سکتا اور ہر چیز خراب ہو رہی ہے۔مجھے کسی سے بھی کوئی مدد نہیں مل رہی ہے تو اسے کہیں کہ جو تم سمجھ رہے ہو یہ ایک قدرتی بات ہے کیونکہ تم اس وقت ایک بیماری کا شکار ہو جس کا نام ڈیپریشن ہے۔ہم دیکھتے ہیں تم کیا سوچو گے جب تم ٹھیک ہو جاؤ گے۔

7۔ جب آپ سمجھتے ہیں کہ کوئی شخص آپ کے لئے بہت اہم ہے۔آپ کا عزیز ہے۔آپ کا رشتہ دار ہے۔آپ کی زندگی کا ساتھی ہے اور وہ بیمار ہے اور ڈیپریشن کا شکار ہے تو آپ کو اس کے احساسات جیسے مایوسی،غصہ،ناراضگی،برہمی،احساس جرم،احساس ناکامی وغیرہ سب کا پتہ ہونا چاہئے اور محسوس کرنا چاہئے تا کہ آپ ایک عزیز کی مدد کر سکیں۔مریض کی تکالیف سن کر اس کا ازالہ کرنے کی کوشش کریں اور کبھی بھی مریض کو موردِ الزام نہ ٹھہرائیں کہ وہ غلطی پر ہے۔

8۔ مریض کو بڑی احتیاط کے ساتھ زندگی کے کاموں میں آہستہ آہستہ واپس لائیں اور اس پر بہت زیادہ بوجھ نہ ڈالیں اور بہت زیادہ توقع بھی نہ کریں۔یہ خیال رکھیں کہ ڈیپریشن میں چھوٹے چھوٹے اقدام کئے جاتے ہیں۔کوشش کریں کہ مریض آپ کے ساتھ یا کسی اور کے ساتھ چھوٹے چھوٹے کاموں میں حصہ لے۔

یہ ضروری ہے کہ مایوس خیالات اور تفکرات سے مریض کی توجہ ہٹانے کی کوشش کریں۔اگر مریض زیادہ دیر آپ کے ساتھ نہیں بھی رہ سکتا تو کوئی بات نہیں ہے تھوڑی دیر ساتھ رہنا بھی ڈیپریشن کو کم کرتا ہے اور صحت مندی کی طرف لے جاتا ہے۔

9۔ ابتداء میں جہاں تک ممکن ہو مریض کے حلقہ احباب میں سب کو مطلع کر دینا چاہئے کہ وہ ڈیپریشن کا مریض ہے اور اس کے کیا نتائج نکل سکتے ہیں۔ جیسے کام کرنے کی صلاحیت متاثر ہوسکتی ہے اور اس سے معاشی طور پر فیملی کا جو نقصان ہوسکتا ہے یا ایسے ادھورے کام جو بیماری کی وجہ سے رُک سکتے ہیں۔ان سب باتوں کا آخر کار ڈاکٹر سے بھی ذکر کریں۔

10۔ کئی دفعہ مریض کے بچے بھی اس بیماری کی وجہ سے الجھن کا شکار ہو جاتے ہیں اور بے یقینی کی کیفیت میں رہتے ہیں۔ان کا سکول میں تعلیمی اور جسمانی صلاحیتوں پر بُرا اثر پڑنے لگتا ہے۔اس صورت حال سے بچوں کو بھی آگاہ کریں۔بچے چیز کو جلدی سمجھ جاتے ہیں۔

11۔مریض کی خودکشی کی باتوں کو کبھی بھی معمولی نہ سمجھیں۔ان باتوں کا مطلب یہ ہے کہ مریض حقیقی طور پر مشکل میں ہے۔ مریض پر پورے غور سے توجہ دیں اور ڈاکٹر سے رجوع کریں اور کوشش کریں مریض خود بھی ڈاکٹر سے رابطہ کرے۔

12۔مریض کو خوش کرنے کے لئے سطحی قسم کی کوشش نہ کریں اس سے مریض کی مایوسی اور اداسی میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔ ان باتوں سے اجتناب کرنا چاہئے۔

13۔اگر گھر میں یا کام پر مریض کے کچھ کام صحیح طریقے سے نہیں ہوئے تو آپ مریض کی کیفیت سمجھتے ہوئے بے صبری کا ہرگز مظاہرہ نہ کریں۔

14۔مریض کو کسی دوسری جگہ پر لے جانا یا بھیج دینا اس کے لئے بالکل فائدہ مند نہیں ہے۔اس سے متاثرہ شخص مزید اداسی میں چلا جاتا ہے صرف جب کچھ بہتری آجائے تو کسی نئی جگہ پر جائے اور زندگی کے بارے میں نئی اور اچھی چیزیں سوچی جاسکتی ہیں۔بالآخر ایک روز زندگی کے روزمرہ معمولات میں ہی واپس آنا ہوتا ہے۔

15۔مریض کے دوست احباب، رشتہ داروں اور عزیزوں کو اس بیماری کے متعلق بتادیں اور وہ بھی مریض سے تعلقات برقرار رکھیں اور کبھی اس کی حوصلہ شکنی نہ کریں۔

ڈیپریشن سے بچاؤ کی چند ہدایات

1۔ہمیشہ صحت بخش کھانا کھائیں۔سبزیاں، پھل، مچھلی کا گوشت اور نباتاتی تیل استعمال کریں۔کچھ خاندانوں میں میٹھے کا استعمال بہت کم ہے۔ان لوگوں میں ڈیپریشن کا لیول بھی کم ہے۔

2۔ذہنی دباؤ (stress) کے اوقات میں بھی متوازن خوراک کھائیں۔

3۔سگریٹ نوشی، شراب نوشی سے اجتناب کریں۔

4۔باقاعدگی سے ورزش کریں، مثلاً سائیکل چلانا، تیراکی۔

5۔کوشش کریں کہ تازہ ہوا میں جائیں۔اس سے مدافعاتی نظام بھی مضبوط ہوتا ہے۔

6۔روزانہ تقریباً سات گھنٹے سوئیں۔اگر ایک رات نیند پوری نہ ہو تو اگلے دن یا رات کو پوری کریں۔ہمیشہ اپنی نیند کا قرض اتارتے رہیں۔

7۔اپنے ذہنی دباؤ کو کم کریں۔اس دوران ہفتے میں تقریباً ایک بار Sauna جائیں۔

8۔باہر کی دنیا سے باقاعدگی سے رابطہ میں رہیں۔لوگوں کے ساتھ رابطے رکھیں۔لوگوں سے منہ موڑ لینا ڈیپریشن کی علامتوں میں سے ایک ہے۔

9۔اپنے آپ کو ہمیشہ مورد الزام نہ ٹھہراتے رہیں اور ہر قسم کی غلطی کو بلاوجہ اپنے سر نہ لیں۔

10۔سوچ کا انداز ہمیشہ مثبت رکھیں۔

11۔کسی سپورٹس گروپ میں شمولیت اختیار کریں۔

12۔اپنے عزیزوں/رشتہ داروں سے رشتہ کے لحاظ سے رابطہ رکھیں اور اس میں خوشی محسوس کریں۔

13۔ڈیپریشن قابل علاج ہے۔یہ ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ اس عام بیماری کو شناخت کریں اور مریض کو مدد فراہم کریں۔

ڈیپریشن کے کامیاب علاج کی چند مثالیں

مشہور امریکی صدر ابراہم لنکن بھی ڈیپریشن میں مبتلا رہے۔ اُن کے ڈیپریشن کی وجہ جینیاتی بھی تھی اور کچھ ماحولیاتی عوامل بھی اس میں کارفرما تھے۔ان کے خاندان کے اکثر لوگ اس طرح کے مسائل کا شکار تھے۔لیکن اس بیماری کے باوجود انہوں نے کامیاب زندگی گزاری۔اسی طرح سے ہردلعزیز اداکار اور ہدایتکار Jon Hamm نے بتایا کہ وہ ڈیپریشن میں مبتلا تھے اور اس بیماری سے لڑنے کے لئے انہوں نے کچھ عرصہ تک اینٹی ڈیپریشن ادویات استعمال کیں اور سائیکو تھراپی بھی لی جس سے وہ زندگی کی طرف واپس آگئے اور اسے ایک نئے انداز سے گزارنے لگے۔

ڈیپریشن سے متعلق چند حقائق

1۔جرمنی میں تقریباً چالیس لاکھ افراد ڈیپریشن کا شکار ہیں۔ اسی طرح پوری دنیا میں تقریباً پینتیس کروڑ افراد اس بیماری میں مبتلا ہیں۔

2۔پندرہ سے بیس سال کے افراد میں موت کی دوسری بڑی وجہ خودکشی ہے جو ڈیپریشن کی وجہ سے ہوتی ہے۔

3۔عورتوں میں یہ بیماری مردوں کی نسبت تقریباً دُگنی ہے۔

4۔تقریباً اسّی فیصد لوگوں کا خیال ہے کہ ڈیپریشن کی ادویات سے ان کی عادت پڑ جاتی ہے جو کہ غلط ہے۔

5۔ڈیپریشن والے افراد کو دوسری بیماریاں مثلاً فلو Flu اور دل کی بیماریاں ہونے کا زیادہ خطرہ ہوتا ہے۔

6۔صرف تیس منٹ روزانہ چلنے سے ڈیپریشن کا مرض مکمل طور پر ختم ہوسکتا ہے۔

7۔بعض دفعہ مثبت چیزوں سے بھی ڈیپریشن ہوجاتا ہے مثلاً پڑھائی مکمل ہونے کے بعد ڈگری لینا، شادی ہونا، بچہ کی ولادت ہونا یا پھر نئی یا اچھی ملازمت ملنا وغیرہ۔

8۔Seafood کھانے سے ڈیپریشن میں کمی ہوتی ہے۔

9۔مرد ڈیپریشن میں زیادہ تنک مزاج اور چڑچڑے ہوجاتے ہیں جبکہ خواتین ڈیپریشن میں زیادہ غمگین اور ناامید ہوجاتی ہیں۔

10۔جو افراد اپنے آپ کو زخمی کرتے ہیں وہ اکثر ڈیپریشن کا شکار ہوجاتے ہیں۔

11۔بچے جن کی مناسب پرورش نہیں ہوتی وہ شدید ڈیپریشن کا شکار ہوسکتے ہیں اور ان کا تناسب تقریباً چھ فیصد ہے۔

12۔چونکہ بوڑھے افراد دماغ میں کیمیائی عمل کی تبدیلی سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں اس لئے اُن میں ڈیپریشن بھی زیادہ ہوتا ہے۔

13۔تقریباً اسی فیصد (80%) افراد جو اس بیماری سے متاثر ہیں وہ علاج نہیں کروا رہے ہیں۔

14۔موسم کی تبدیلی سے اس بیماری میں اضافہ ہوجاتا ہے جیسے سردیوں میں عورتوں میں ڈیپریشن تقریباً چار گنا ہوجاتا ہے۔

15۔جرمنی میں ہر سال تقریباً سات ہزار افراد انتہائی تکلیف دہ حالات میں خودکشی کرلیتے ہیں۔

16۔متعدد تخلیقی ذہن رکھنے والے افراد جیسے
Ludwig van Beethoven (Musician)، John Lennon (Musician), Ernest Hemingway (Writer)
ڈیپریشن کا شکار رہے ہیں۔

Wir sind alle DEUTSCHLAND

قسط دوئم

جرمنی میں سو فیصد آبادی تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے کی تحریک

معزز قارئین! محض خدا تعالیٰ کے خاص فضل سے سال 2014ء کی مجلسِ مشاورت کی تجویز پر عمل درآمد کرنے میں جماعتِ احمدیہ جرمنی کو ایک نئے رنگ میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پہنچانے کی توفیق مل رہی ہے الحمدُللہ۔ یعنی جو تجویز مجلسِ مشاورت نے پاس کی اس پر عمل درآمد کے لئے جائزہ لینے کے بعد جرمنی کے نقشے اور جماعتی ڈھانچے کو سامنے رکھتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح کی نصائح کی روشنی میں ایک لائحہ عمل تشکیل دیا گیا۔ اس پروجیکٹ کا آغاز ہر ضلع (Landkreis) میں ایک پریس کانفرنس سے کیا گیا۔

پریس کانفرنس کے لئے مناسب جگہ کے انتخاب، اس علاقے کے میڈیا نمائندگان سے رابطہ، میڈیا تک پریس ریلیز پہنچانے اور میڈیا نمائندگان کی پریس کانفرنس میں بھرپور حاضری کے لئے کوشش کے حوالے سے نیشنل شعبہ امور خارجیہ کے ساتھ مل کر حکمت عملی طے کی گئی۔

طریقہ کار پریس کانفرنس

کسی بھی علاقے یا ریجن میں پریس کانفرنس کی منصوبہ بندی کی منظوری اور جگہ کے حصول کے بعد پریس ریلیز جاری کیا جاتا ہے اور پاور پوائنٹ پر ایک پریزنٹیشن تیار کی جاتی ہے جس میں مندرجہ ذیل معلومات فراہم کی جاتی ہیں:

1۔ جماعت کا تعارف

2۔ تبلیغ پروجیکٹ 2023 کا تعارف اور اس ضلع میں پروجیکٹ کے تحت پلان کی گئی سرگرمیوں کی تفاصیل

3۔ ضلع کے متعلق معلومات مثلاً ضلع کا رقبہ، دیہات، گاؤں اور شہروں کی تعداد

4۔ ضلع کے تمام علاقوں میں فلائیرز کی تقسیم اور فلائیرز تقسیم کے لئے مطلوبہ ٹیمز کی تعداد اور مکمل کرنے کے لیے درکار وقت

5۔ ضلع کے مختلف علاقوں میں لگائے جانے والے تبلیغی اسٹینڈز کی تواریخ اور تفصیل

6۔ تبلیغی میٹنگ کی تاریخ اور تفصیلات

7۔ میئرز یعنی برگر ماسٹرز سے مل کر (Friedensbaum)، پودا لگانے کی درخواست کے متعلق معلومات

8۔ اسی طرح اگر اس علاقے میں جماعت قائم ہے تو مقامی جماعتی و ذیلی تنظیمی پروگرامز کی تفاصیل بھی ایجنڈے میں شامل کی جاتی ہیں مثلاً چیریٹی واک، پودا لگانا اور مختلف تبلیغی پروگرامز وغیرہ

9۔ آخر پر مربیانِ سلسلہ میڈیا نمائندگان کی طرف سے کئے گئے سوالات کے تسلی بخش جوابات دیتے ہیں۔

میڈیا نمائندگان ایجنڈے میں فراہم کردہ پروگراموں کی خبروں کے ساتھ ساتھ آرٹیکلز میں بھی شائع کرتے ہیں اور اُن پروگرامز میں بھی شمولیت اختیار کرتے ہیں اور اُن کی کوریج ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر بھی کرتے ہیں۔

عناوین پریس کانفرنسز

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور پیارے حضور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات کی روشنی میں اب تک مندرجہ ذیل عناوین کے تحت پریس کانفرنسز کروائی جا چکی ہیں۔

2016-2017۔ Muslime für Frieden, Freiheit und Loyalität

(مسلمان امن، آزادی اور وفاداری کے لئے)

2018- Till now۔ ``Wir sind alle Deutschland´´

ہم سب جرمن ہیں

2ndPhase2019۔ ``Der Messias ist da´´

مسیحا آچکا ہے

محض اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے ہمیں سال 2017 کے دوران مشرقی جرمنی کے صوبہ Sachsen Anhalt میں

Nr.	Name	Region
1	Nabeel Ahmed Sb	National Incharge Pressekonferenz
2	Hamza Haroon Ahmad Nagi Sb	Naib National Incharge Pressekonferenz
3	Asif Mahmood Sb	National Incharge
4	Salman Ahmad Sb	Baden
5	Usman Ahmed Sb	Baden
6	Sajeel Malik Sb	Bayern
7	Mubarik Sabir Sb	Bayern
8	Rana Talha Sb	Bayern
9	Firaz Ahmed Sb	Hessen-Nord
10	Adnan Mahmood Sb	Mecklenburg-Vorpommern
11	Bashrat Razzaq Sb	Mecklenburg-Vorpommern
12	Fayaz Ahmed Sb	Mecklenburg-Vorpommern
13	Numan Tahir Sb	Niedersachsen
14	Mubaraz Mumtaz Sb	Niedersachsen
15	Jasim Naseer Sb	Nordrhein
16	Touqeer Ahmad Sb	Nordrhein
17	Gokhan Yesil Sb	Nordrhein

Nr.	Name	Region
18	Osaf Ahmad Aftab Sb	Rheinland-Pfalz
19	Basil Ahmed Raza Sb	Sachsen-Brandenburg
20	Muhammad Nasir Iqbal Sb	Sachsen-Brandenburg
21	Waqas Ahmed Bajwa Sb	Sachsen-Brandenburg
22	Ismail Malik Sb	Sachsen-Brandenburg
23	Aitzaz Ahmad Chaudhry Sb	Sachsen-Brandenburg
24	Zaheer Ahmed Sb	Sachsen-Brandenburg
25	Daniel Wadood Sb	Schleswig-Holstein
26	Shahid Nawaz Sb	Schleswig-Holstein
27	Tariq Kamal Chaudhry Sb	Schleswig-Holstein
28	Talha Ahmad Sb	Westfalen
29	Malik Naeem Khokhar Sb	Westfalen
30	Faiz Butt Sb	Würtemberg
31	Zeeshan Ajmal Sb	Würtemberg
32	Maqit Rehman Sb	Würtemberg
33	Waqas Shaheen Sb	Würtemberg

منصوبہ کے مطابق پریس کانفرنسز کرنے کی توفیق ملی،الحمدُللہ۔ اوراس پورے صوبہ میں جماعتِ احمدیہ کاتعارف اور اسلام احمدیت کا پیغام پہنچا دیا گیا ہے۔اس سلسلے میں مندرجہ ذیل لوکل امارات و جماعتیں 250 تا 600 کلومیٹر یک طرفہ فاصلہ طے کر کے دور دراز علاقوں میں جاکر پریس کانفرنسز کے حوالے سے خدمات بجالاتی رہی ہیں۔

Wiesbaden, Mörfelden Walldorf, Offenbach, Hamburg,Berlin, Leipzig

اور اسی طرح اس سلسلے میں ہمارے ریجنل انچارج زاکسن برانڈنبرگ مکرم عمران احمد صاحب کی خدمات بھی قابلِ تحسین ہیں۔اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور حضور کی راہنمائی کیساتھ 2019ء میں ہمیں دوبارہ دوسرے مرحلے میں اس صوبہ میں اپنی خدمات پیش کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔اس مرحلے میں لوکل امارت گروس گیراؤ Gross Gerau کے حلقہ جات کو ان دور دراز علاقوں میں پریس کانفرنسز کے انعقاد کے لئے اپنی خدمات بجالانے کی توفیق مل رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے سال 2019ء سے تبلیغ پروجیکٹ 2023 کے دوسرے مرحلے کا آغاز ہو چکاہے اور اس مرحلے میں وہ علاقے جن میں پہلے مرحلے کے دوران کام ہوا تھا اِن میں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کی ہدایت کے مطابق دوبارہ کام کا آغاز کیا جا چکا ہے ۔ اِن علاقوں میں مشرقی جرمنی کا صوبہ زاخسن ان ہالٹ (Sachsen-Anhalt) اور اسی طرح جماعتی ریجنز بادن، ہیسن نارڈ، نارڈ رائن اور ویسٹ فالن شامل ہیں۔ اس مرحلے کے دوران ہونے والی پریس کانفرنسز کا عنوان Messias ist da یعنی ’’مسیحا آچکاہے‘‘ ہے اور خصوصاً 23 مارچ کی اہمیت کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس روز یعنی 23مارچ 2019ء کو ہمیں جرمنی بھر کے 16 اضلاع میں پریس کانفرنسز کروانے کی توفیق ملی۔الحمدُللہ۔

مندرجہ ذیل 5 پریس کانفرنسز اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے انتہائی کامیاب رہیں اور اِن میں اوسطاً 6 تا 7 میڈیا کے نمائندگان نے شرکت کی اور بھر پور طریق پر مختلف ذرائع ابلاغ (اخبارات،ریڈیو اور ٹی وی) میں ان کی تشہیر بھی کی۔

Leipzig,Hamburg,Rostock,Tübingen, Kaiserlautern

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے پراجیکٹ 2023ء کے آغاز سے لے کر اب تک کل 272 پریس کانفرنسز منعقد ہو چکی ہیں اور اِن پریس کانفرنسز کے ذریعے اب تک الحمدُللہ 49,454,789 لوگوں تک جماعت احمدیہ کا تعارف اور اسلام احمدیت کا پیغام پہنچ چکاہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری مساعی میں برکت ڈالے اور ہر لحاظ سے ہماری تائید ونصرت فرمائے اور اللہ کرے کہ ہم میں سے ہر ایک پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق تبلیغ کے اس اہم فریضہ کو کماحقہُ بجالانے والا ہو۔آمین (مرتب :ظفر احمد ناگی)

پراجیکٹ کے آغاز سے اب تک ہونے والی 272 پریس کانفرنسز

Jahr	Abgedeckt Pressekonferenz	Anwesende Medien	Anzahl Zeitungen	Zeitungs -auflagen	Anzahl Radio	Radio Zuhörer	Anzahl TV	TV Zuschauer
2016	49	44	30	1,875,213	4	307,468	10	5,290,000
2017	65	55	40	5,972,974	10	9,290,900	5	6,111,000
2018	93	108	65	7,178,283	30	9,725,000	13	1,310,000
2019	65	39	28	1,559,949	8	318,002	3	516,000
Total	272	246	163	16586419	52	19641370	31	13,227,000
								49,454,789

بقیہ قرآن کریم کے تراجم اور تفسیر از صفحہ 32

کی گئی ہے اور وہ 'Literal Meaning' کی اصطلاح ہے۔ اور آخر میں جج صاحب نے صوبائی اور وفاقی حکومتوں کو یہ ہدایت بھی جاری کی ہے کہ ہر سطح پر قرآن کریم کے Literal Meaning کے ساتھ تراجم مہیا کیے جائیں جن کو معیار بنا کر نئے شائع ہونے والے تراجم کو پرکھا جائے۔ معلوم ہوتا ہے کہ فیصلہ لکھتے ہوئے جج صاحب کے ذہن میں یہ تھا کہ خاص طور پر عربی زبان میں ایک لفظ کا ایک ہی مطلب ممکن ہے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی شخص کوئی اور مطلب کرے تو یہ غلط بلکہ قابلِ سزا جرم ہے۔ حالانکہ بزرگ علماء نے اس بات کو قرآن کریم کے معجزہ کے طور پر بیان کیا ہے کہ اس میں استعمال ہونے والے الفاظ کے ایک سے زائد معانی ہوتے ہیں اور سب اپنی جگہ پر صحیح ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت امام جلال الدین سیوطیؒ اپنی تصنیف ''الاتقان فی علوم القرآن'' میں تحریر کرتے ہیں قرآنِ کریم میں استعمال ہونے والے الفاظ میں وہ الفاظ ہیں جو کہ کئی معنوں میں استعمال ہوتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ علماء کے نزدیک یہ بات قرآنِ کریم کا معجزہ ہے کہ اس کا ایک ایک کلمہ بیس یا اس سے زائد یا اس سے کم وجوہ پر پھرتا ہے اور یہ بات انسان کے کلام میں نہیں پائی جاتی۔ اور پھر اس حدیث کا ذکر کرتے ہیں کہ کوئی شخص اس وقت تک پورا فقیہ نہیں ہو سکتا جب تک وہ قرآن کی بہت سی وجوہ پر نظر نہ رکھتا ہو۔ علماء نے اس حدیث کے یہ معنی لکھے ہیں کہ ایسا شخص ایک لفظ کو مختلف معنوں کا متحمل دیکھے اور ان سب معنوں کو اس لفظ پر وارد کرے مگر اس شرط کے ساتھ کہ وہ معانی باہم متضاد نہ ہوں۔ اور ایک ہی معنی پر اکتفا نہ کرے۔

(الاتقان فی علوم القرآن جلد 1، تالیف علامہ سیوطی، مترجم محمد حلیم انصاری۔ ناشر ادارہ اسلامیات لاہور صفحہ 372)

اسی طرح احادیث میں بھی یہ مضمون بیان ہوا ہے کہ قرآنِ کریم ذوالوجوہ ہے یعنی ایک سے زیادہ وجوہ یا معانی رکھتا ہے۔

(سنن دار قطنی کتاب النوادر، کنز العمال جزء 1 ص 551۔ حدیث 2469)

یہاں یہ سوال اُٹھتا ہے کہ کیا یہ صورتِ حال اس زمانہ میں اردو تراجم کرتے ہوئے ہی پیدا ہوئی کہ قرآنِ کریم کے الفاظ کے مختلف لوگوں نے مختلف معانی کیے یا ابتدائی صدیوں میں بھی خود اہلِ عرب میں سے چوٹی کے علماء نے بھی قرآنِ کریم کے مختلف الفاظ کے مختلف معانی سمجھے اور بیان کیے۔ پرانی تفاسیر میں سے صرف ایک تفسیر میں سے چند الفاظ کی مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔ اور ان مثالوں سے صورتِ حال واضح ہو جاتی ہے۔

1۔ سورۃ تکویر کی آیت 7 ہے

وَ اِذَا الۡبِحَارُ سُجِّرَتۡ

تفسیر ابنِ کثیر میں بیان کیا گیا ہے کہ مختلف علماء نے اس کے تین مختلف معانی بیان کئے ہیں۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس کے معنی ہیں کہ دریا آگ سے بھڑکا دیئے جائیں گے۔ بعض کے نزدیک اس کے معنی ہیں کہ دریا خشک کر دیئے جائیں گے اور ان میں ایک قطرہ بھی نہیں رہے گا۔ ایک اور گروہ کے نزدیک اس کے معنی ہیں کہ ان کا پانی بہہ جائے گا۔ (تفسیر ابن کثیر اردو ترجمہ از محمد جوناگڑھی جلد 6 ناشر فقہ الحدیث پبلیکیشنز مارچ 2009 صفحہ 525)

2۔ سورۃ مطففین کی آیت 8 کا متن یہ ہے

کَلَّاۤ اِنَّ کِتٰبَ الۡفُجَّارِ لَفِیۡ سِجِّیۡنٍ ؕ

تفسیر ابنِ کثیر میں بیان کیا گیا ہے کہ بعض علماء کے نزدیک لفظ سِجِّیۡن سے مراد زمین کی تہہ میں ساتویں زمین کے نیچے ایک سبز رنگ کی چٹان ہے۔ اور بعض کے نزدیک یہ جہنم کے ایک گڑھے کا نام ہے۔ (تفسیر ابنِ کثیر اردو ترجمہ از محمد جوناگڑھی جلد 6 ناشر فقہ الحدیث پبلیکیشنز مارچ 2009 صفحہ 538)

3۔ سورۃ الانشقاق کی آیت 17 ہے فَلَاۤ اُقۡسِمُ بِالشَّفَقِ تفسیر ابنِ کثیر میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک لفظ ''شفق'' سے مراد وہ سرخی ہے جو سورج ڈوبتے وقت آسمان کے مغربی کنارے پر ظاہر ہوتی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے ایک اور روایت ہے کہ اس سے مراد سفیدی ہے۔ مجاہد سے روایت ہے کہ اس سے مراد دن ہے۔ اور بعض کے نزدیک اس سے مراد سورج ہے۔ (تفسیر ابنِ کثیر اردو ترجمہ از محمد جوناگڑھی جلد 6 ناشر فقہ الحدیث پبلیکیشنز مارچ 2009 صفحہ 546)

سینکڑوں مثالوں میں سے یہ صرف تین مثالیں درج کی گئی ہیں۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ اگر کوئی کسی لفظ کا مطلب مختلف سمجھے تو اس پر قرآنِ کریم میں تحریف کرنے کا الزام نہیں لگایا جا سکتا اور نہ ہی اسے قرآنِ کریم کے مطلب کو بگاڑ کر پیش کرنے والا قرار دیا جا سکتا ہے۔ اور نہ ہی کسی پر یہ پابندی لگائی جا سکتی ہے کہ وہ قرآنِ کریم کے الفاظ سے صرف مقرر کردہ مطلب سمجھ سکتا ہے، اس سے زیادہ سوچنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اسے تنگ نظری کے علاوہ کوئی نام نہیں دیا جا سکتا اور اس سوچ کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اگر حقیقت پسندی سے جائزہ لیا جائے تو مخالفینِ جماعت کو اس بات پر اصرار نہیں کرنا چاہیے کہ قرآنِ کریم کا Literal Meaning کے ساتھ ترجمہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ اس طرح ان کو بھی وہ ترجمہ شائع کرنا پڑے گا جو کہ ایک اہم ترین اختلافی مسئلہ میں ان کے موقف کو رد کرے گا اور جماعتِ احمدیہ کے موقف کی تائید کرے گا۔ سورۃ آلِ عمران کی آیت 56 کا آغاز یہ ہے

اِذۡ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیۡسٰۤی اِنِّیۡ مُتَوَفِّیۡکَ ---

یہاں احمدیوں اور دوسرے فرقوں کے درمیان بنیادی اختلاف یہ ہے کہ مُتَوَفِّیۡکَ کا ترجمہ کیا کیا جائے۔ اب اس کے Literal Meaning کیا ہو سکتے ہیں یہ آنحضرت ﷺ کے صحابہ سے زیادہ بہتر کون بتا سکتا تھا۔ چنانچہ اس بارے میں صحیح بخاری جیسی عظیم کتاب میں حضرت ابنِ عباس جیسے جلیل القدر صحابی کی گواہی درج ہے کہ اس لفظ کا مطلب ہے مُمِیۡتُکَ یعنی میں تجھے موت دوں گا۔

(صحیح بخاری۔ کتاب التفسیر۔ باب ما جعل اللہ من بحیرۃ.....)

اگر یہ تسلیم کر لیا جائے تو وفاتِ مسیح جیسے اہم مسئلہ پر فیصلہ احمدیوں کے حق ہو جاتا ہے۔ لیکن اب یہ دیکھتے ہیں کہ کیا دوسرے فرقوں کے علماء جب اس آیت کا ترجمہ کرتے ہیں تو کیا کرتے ہیں:

سید فرمان علی صاحب اس کا ترجمہ کرتے ہیں ''اے عیسیٰ میں ضرور تمہاری زندگی کی مدت پوری کر کے۔۔۔''

مودودی صاحب اس کا ترجمہ یہ کرتے ہیں ''اے عیسیٰ اب میں تجھے واپس لے لوں گا۔۔۔۔''

اور طاہر القادری صاحب اس کا ترجمہ یہ کرتے ہیں ''اے عیسیٰ بیشک میں تمہیں پوری عمر تک پہنچانے والا ہوں۔۔۔۔''

اگر حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کا بیان کردہ مطلب درست سمجھا جائے تو ان تینوں احباب کا ترجمہ درست نہیں ہے۔ اور اگر ان تینوں میں کسی ترجمہ کو بھی معیار قرار دیا جائے تو پھر صحیح بخاری میں بیان کردہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مطلب کو غلط کہنا پڑے گا۔ (باقی آئندہ)

رمضان ایک ٹریننگ کیمپ

رمضان کا مبارک مہینہ آیا اور تیزی سے گزر بھی گیا۔ باوجود لمبے دنوں اور پھر گرمی بھی زیادہ ہونے کے اس دفعہ تو یہاں بھی ریکارڈ گرمی پڑی ہے، لیکن اکثر یا کم از کم جو لوگ مجھے ملے وہ یہی کہتے ہیں کہ اس دفعہ روزوں کا زیادہ احساس نہیں ہوا یا شدت موسم کے باوجود نسبتاً کم احساس ہوا۔ لیکن صرف اتنا ہی کافی نہیں ہے کہ ہم کہیں کہ روزے اس دفعہ غیر معمولی طور پر آسانی سے گزر گئے، آرام سے گذر گئے۔ اگر گزر گئے تو یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جو ہم پر ہوا کہ ہمیں اس نے ان دنوں میں سے آرام سے گزار دیا یا اگر تھوڑا سا بھوک پیاس کا احساس بھی ہوا تو صرف اس لئے کہ ہم کہہ دیں کہ ہلکا سا بھوک پیاس کا احساس ہوا اور زیادہ محسوس نہیں ہوا۔ یہ کافی نہیں ہے۔ بلکہ ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہئے، ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے ان بابرکت ایام میں کیا حاصل کیا؟ چاہے روزے آرام سے گزر گئے یا ذرا سا احساس ہوا اور اس سے گزر گئے تو اس سے مقصد حاصل نہیں ہو جاتا۔ مقصد تبھی حاصل ہو گا جب ہم یہ دیکھیں، اپنا جائزہ لیں کہ ہم نے حاصل کیا کیا؟...... ہم نے اللہ تعالیٰ کے ان فضلوں اور اس کی رحمتوں سے فیض اٹھانے کے لئے کیا کیا یا کیا کیا عہد کئے ہیں۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کے حکموں کو ماننے اور اس کی تعلیم کے مطابق زندگی گزارنے کے لئے گزشتہ کوتاہیوں کو چھوڑنے کے لئے کیا عہد کئے ہیں اور کس حد تک تبدیلیاں اپنے اندر پیدا کی ہیں۔ پس یہ جائزے ہمیں اللہ تعالیٰ کے مستقل فضلوں کے حصول کی طرف توجہ دلانے والے اور اس وجہ سے اپنی حالتوں میں مستقل تبدیلی لانے کی کوشش، اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو ہمیشہ جذب کرنے والا بنائے گی۔ اگر ہم نے نمازوں میں باقاعدگی صرف رمضان کی وجہ سے اختیار کی ہے اور بعد میں ہم نے پھر سست ہو جانا ہے تو یہ تو اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنا نہیں ہے۔ اگر ہم نے جمعوں میں باقاعدگی صرف رمضان کے مہینے تک ہی رکھنی ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق چلنا نہیں ہے۔ اگر ہم نے قرآن کریم کی تلاوت کو صرف رمضان کے لئے ہی ضروری سمجھا ہے اور بعد میں اس کی طرف توجہ نہیں دینی تو یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر چلنا نہیں ہے۔ اگر ہم نے درود اور ذکر کو صرف رمضان تک ہی محدود رکھنا ہے تو صرف یہ بات تو اللہ تعالیٰ ہم سے نہیں چاہتا۔ اگر ہم نے اپنے اخلاق اور دوسری نیکی کی باتوں کو صرف رمضان تک ہی مجبوری سمجھ کر کرنا ہے تو یہ تو اللہ تعالیٰ ہم سے نہیں چاہتا۔ رمضان تو ایک ٹریننگ کیمپ کے طور پر آتا ہے۔ رمضان تو اللہ تعالیٰ نے اس لئے فرض کیا ہے کہ جن نیکیوں کو تم بجا لا رہے ہو اس میں مزید ترقی کرو اور ہر آنے والا رمضان جب ختم ہو تو ہمیں عبادات اور نیکیوں کی نئی منزلوں اور بلندیوں پر پہنچانے والا ہو اور ہم پھر عبادتوں اور نیکیوں کے نئے اور بلند معیار قائم کرنے والے بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ تو ہم سے مستقل مزاجی کے ساتھ ان نیکیوں پر چلنے کا مطالبہ کرتا ہے۔

(خطبہ جمعہ 23 جون 2017ء)

Monthly
AKHBAR-E-AHMADIYYA
Germany

VOL 20 | ISSUE 06 | JUNE 2019

ISSN : 2627-5090
Tel : +49 6950688722
Fax : +49 6950688722
Editor : Muhammad Ilyas Munir